840

Cat Breve

دوھا - تاریخ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ دائرۂ ادبیہ نمبر ۱۴

تاریخ زوالِ روما

جلد اوّل

انگلستان کے مشہور مؤرخ و ادیب ایڈورڈ گبن کی شہرۂ آفاق و معرکۃ الآراء کتاب
"ہسٹری آف دی ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر کا" اردو ترجمہ۔

از

سید مطلّب حسین صاحب عالی بی۔اے

شایع کردہ دائرۂ ادبیہ لکھنؤ

باہتمام محمد اسمٰعیل صدیقی

مطبوعہ ادبی پریس لاٹوش روڈ لکھنؤ

قیمت

۱۹۲۶ء

انتساب

مین اپنی ادبی خدمتون کے اس پہلے نتیجے

کو بصد افتخار و امتنان جناب نواب

محمد احمد سعید خان صاحب سی۔ آئی۔ ای

ایم۔ بی۔ ای۔ دی آنریبل ہوم ممبر

صوبجات ممالک متحدہ آگرہ و اودھ

کے نام نامی کے ساتھ معنون

کرتا ہون۔

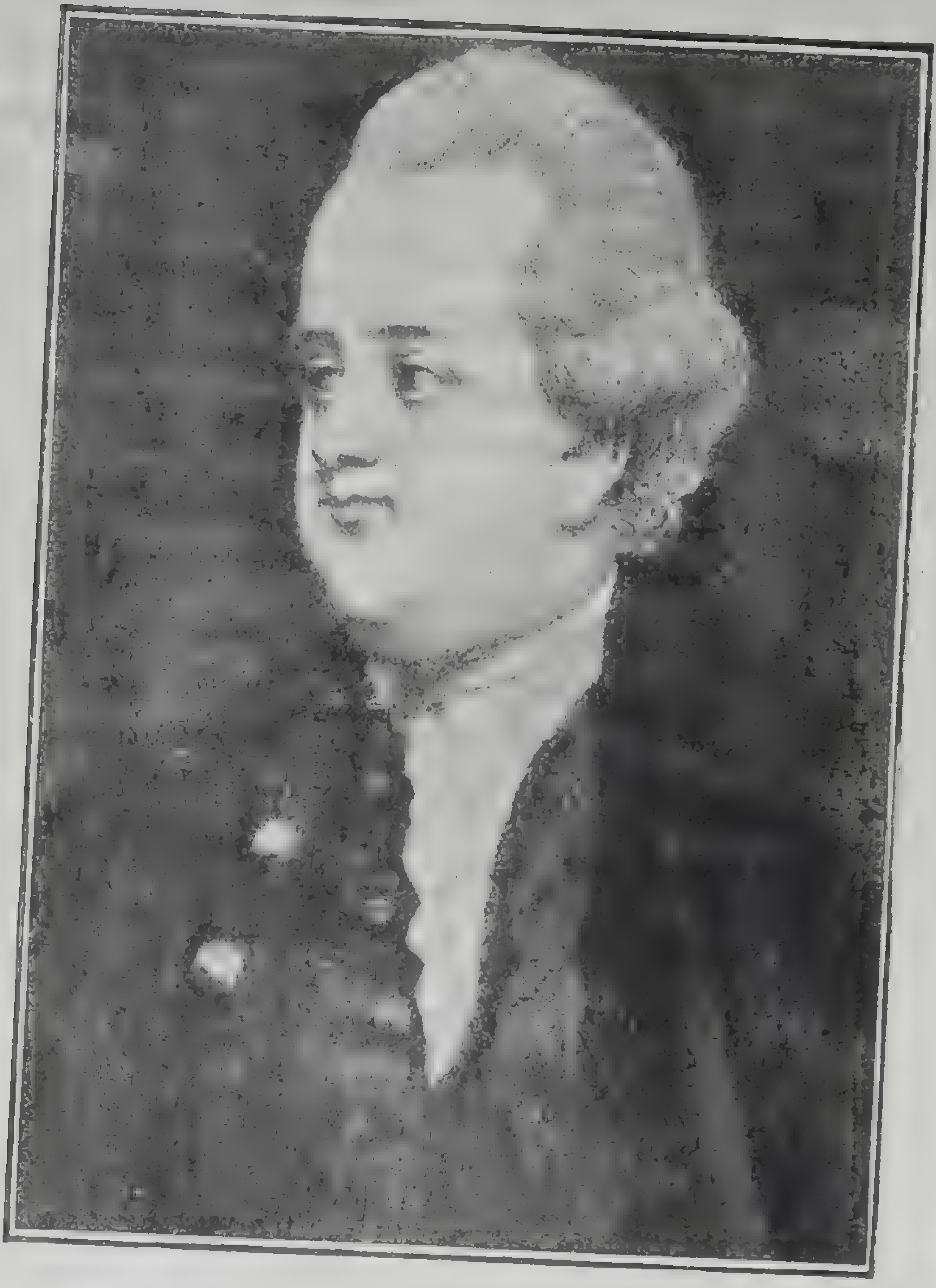
خاکسار مترجم

فہرست مضامین تاریخ زوال روما جلد اوّل

باب پنجم

محافظ سپاہ ڈایڈیس جولین کے ہاتھ سلطنت فروخت کرتی ہے۔ برطانیہ میں کلوڈیس البینس سیریا میں پرسینیس نائجر اور پینونیا میں سیپٹیمس سیویرس پرٹینکس کے قاتلوں کے خلاف اعلان جنگ کرتے ہیں۔ طوائف الملوکی اور اپنے تین حریفوں پر سیویرس کی فتح۔ قوانین میں نرمی اور نئے اصول حکومت۔

باب ہفتم



مصنف

مقدمہ

(۱)

ایڈورڈ گبن انگلستان کا زبردست مورخ ۸ مئی ۱۷۳۷ء مین پیدا ہوا تھا، اس کے کئی بھائی تھے اور ایک بہن، وہ اکثر اپنی بہن کو یاد کرکے اُس کی مَوت پر افسوس کیا کرتا تھا، اگرچہ قدرت نے اس کے بھائیون اور بہن سب کو زمانہ طفلی ہی مین آغوش لحد کے سپرد کر دیا تھا لیکن اس کو بھائیون کا اتنا افسوس نہ تھا جتنا بہن کا قلق تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ بھائیون کی مَوت کے وقت نہایت خورد سال تھا اور ان کی شکل تک اسکو یاد نہ تھی، لیکن اپنی چھوٹی بہن کی تصویر اکثر اس کے سامنے پھرا کرتی تھی اور اس کی طبیعت کو پریشان کیا کرتی تھی،

اسکا دادا بہت بڑا انگلستان کی مالی حالت کا واقف کار، مُلکی محصولون کا ماہر اور کامیاب سوداگر تھا، تجارت سے اسنے بہت کچھ دولت جمع کر لی تھی۔ اسی زمانہ مین ساؤتھ سی نامی ایک کمپنی جاری ہوئی اور عرصہ تک یہ کمپنی نہایت کامیابی کے ساتھ چلتی رہی چونکہ حکومت کمپنی کی پُشت پناہ تھی، اسوجہ سے عام طور پر سب لوگون کو کمپنی پر اعتبار ہو گیا تھا۔ وہ لوگ بھی جو سوداگری اور تجارت کا نام تک نہ جانتے تھے منافع کے خیال سے کمپنی کے حصہ دار بن گئے۔ اس سے کمپنی کے حصون کی قیمت دس گُنی تک بڑھ گئی۔ یعنی جس حصہ کی قیمت دس روپیہ تھی وہ سَو سَو روپیہ کو بک گیا۔ لیکن یہ حالت زیادہ عرصہ تک نہین رہی، پھر لوگ سمجھنے لگے کہ کمپنی کے حصون کی قیمت اتنی نہین ہے جتنی ہم نے ادا کی ہے، لوگ اپنے خریدے ہوئے حصّے فروخت کرنے لگے، اب بتدریج قیمت گھٹنے لگی، یہان تک کہ یہ حصّے اصلی قیمت پر آگئے۔ کمپنی کے اس انحطاط سے گبن کے دادا نے بھی نقصان اُٹھایا لیکن مرنے سے پہلے اُس نے اپنی ضائع شدہ دولت کا بہت بڑا حصّہ، پھر پیدا کر لیا۔ وہ محصول وصول کرنے والا کمشنر بھی تھا، اور اسکے اکثر ہمعصرون کو خیال تھا کہ انگلستان کی مالی حالت، مُلکی محصولون، اور تجارت کا جتنا علم اُسے ہے، اتنا کسی اور کو نہین ہے۔

گبن کا باپ، لیاقت، اور کام کاج مین اپنے باپ سے کہین کم تھا، اُسنے پہلے ویسٹ منسٹر اور اس کے بعد کیمبرج یونیورسٹی مین تعلیم حاصل کی۔ پارلیمنٹ کا ممبر منتخب ہوا، عرصہ تک اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرتا اور شان سے زندگی بسر کرتا رہا۔ وہ کمزور دل و دماغ کا آدمی تھا، اور رحم اس کی طبیعت مین ضرورت سے زیادہ تھا۔

گبن ایک ضعیف القویٰ بچہ تھا اس کی صحت بہت خراب رہتی تھی، اس کی وجہ سے اسکو کبھی مسلسل اسکول جا نیکا

موقع نہین ملا اکثر اس کو کئی مدرسون مین یکے بعد دیگرے، داخل ہونا پڑا، ایک اسکول مین وہ نام لکھاتا، اور ڈاکٹرون کی رائے تبدیل آب وہوا کی ہوتی تو اُمید صحت پر اس کو وہ اسکول چھوڑنا پڑتا تھا، اور ڈاکٹری مشورہ کے مطابق دوسرے مقام پر جاتا اور وہان کسی اسکول مین داخل ہوتا تھا، فطرتاً وہ طبیعت کا نہایت کمزور تھا، اسکولون کی سختیون اور زمانۂ تعلیم کی محنت سے ہمیشہ حالت طالبعلمی مین اسکو تکلیف پہونچتی رہی، لیکن باوجود علالت اور کمزوری کے اسکو پڑھنے کا بہت شوق تھا، اور وہ برابر مطالعہ کرتا رہتا تھا۔ شروع شروع مین وہ ہر قسم کی کتابین پڑہتا تھا، لیکن بعد مین تاریخ سے اُسے خاص دلچسپی پیدا ہوئی۔ سولہ برس کی عمر مین اُسنے یونان، روم، عرب اور فارس وغیرہ کی تمام تاریخی کتابین جو انگریزی مین موجود تھین پڑھ لی تھین۔ اسی عمر مین اس کی صحت بحال ہونے لگی اور رفتہ رفتہ وہ تندرست ہونے لگا۔ ابھی جسم مین پوری توانائی نہ آنے پائی تھی کہ باپ نے اُسے آکسفورڈ یونیورسٹی مین داخل کردیا۔ اس زمانہ مین یونیورسٹیون کی خصوصاً اور عام تعلیم گاہون کی حالت عموماً نہایت خراب تھی۔ پڑہنا پڑھانا برائے نام تھا، جماعتین، مختلف اشغال مین مصروف رہتی تھین۔ پڑھانے والے عیش و آرام کیا کرتے تھے۔ ادب، علوم، فنون سے یونیورسٹی کے اساتذہ اور طالب علمون کسی کو بھی کوئی دلچسپی نہ تھی، درس تدریس کے لئے کوئی وقت مقرر نہ تھا، طلبہ کے لئے کسی قسم کی پابندیان نہ تھین، غیر حاضری پر ان سے کسی قسم کی باز پرس نہین ہوتی تھی، اور اکثر طلبہ ہفتون یونیورسٹی کے احاطہ سے باہر رہتے تھے اور کسی کو خبر نہ ہوتی تھی، گبن اگر ماحول سے اثر پذیر نہ ہوتا تو تعجب تھا۔ وہ بھی نہایت اطمینان اور آزادی سے ادہر اُدہر گھومتا رہا، اور پڑھنے لکھنے کی طرف کوئی خاص توجہ نہ کی۔

اَیام تعطیل مین جب گبن گھر گیا، تو البتہ اُسے پڑہنے اور کتابونکے مطالعہ کا شوق ہوا۔ اور اُسنے اُن مذہبی مباحث مین حصّہ لینا شروع کیا جن کا اس زمانہ مین بہت زور تھا۔ مذہبی مباحث مین پڑنے اور عقائد کی جانچ پڑتال کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۷۵۳ء مین وہ اپنے آبائی مذہب پروٹسٹنٹ کو خیرباد کہہ کے رومن کیتھولک ہوگیا جب اُسکے باپ کو معلوم ہوا تو اُس کو بہت تعجب وقلق ہوا۔ تبدیل مذہب کی وجہ سے گبن یونیورسٹی مین نہ داخل ہوسکتا تھا، اسلئے باپ نے یہ طے کیا کہ گبن کو سوئٹزرلینڈ روانہ کردے۔ ابھی تبدیل مذہب کو پورا مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ گبن کو سوئٹزرلینڈ جانا پڑا۔ وہان یہ مسٹر پویلارڈ کی اتالیقی مین رہا، جن کا کام یہ تھا کہ اُسے تعلیم دین اور اس کے عقائد کو تبدیل کرین۔ گبن عرصہ تک یونیورسٹی مین شاندار طریقے پر رہ چکا تھا، اب مسٹر پویلارڈ کے ہمراہ ایک معمولی سے مکان مین رہکر، زندگی بسر کرنا، نہایت دشوار معلوم ہوا۔ پہلے تو اُسے سخت تکلیف رہی لیکن بعد مین عادی ہوگیا اور اپنی قسمت پر صبر کرکے بیٹھ رہا۔ مسٹر پویلارڈ کی اتالیقی کی بدولت اُسمین علمی و تاریخی ذوق پیدا ہوا، اور اسی ذوق نے گبن کو وہ شہرت دیدی جو آج زبان زد خلایق ہے۔

مسٹر پیویلارڈ کو اُس کی تعلیم مین اتنی دقت نہین پیش آئی جتنی اس کے عقیدہ کی تبدیلی مین۔ سوئٹزرلینڈ پہنچکر ایک سال تک وہ رومن کیتھولک عقائد پر قائم رہا۔ لیکن مذہب پروٹسٹنٹ کے پادریون کے دلایل اور مسٹر پیویلارڈ کی صحبت سے رفتہ رفتہ اُس کے خیالات بدلنے لگے۔ گبن خود لکھتا ہی کہ "مسٹر پیویلارڈ صرف ایک مقررہ حد تک میرے خیالات تبدیل کرنے کے ذمہ دار ہین، ورنہ اصل مین یہ تبدیلی خود میرے غور و خوض کا نتیجہ تھی"۔ غرضکہ سنہ ۱۷۵۴ء مین جب اُسے رومن کیتھولک مذہب اختیار کئے ڈیڑھ برس ہو چکا تھا، وہ پھر پروٹسٹنٹ ہو گیا۔ اس کے بعد پھر کبھی مذہبی مباحث اور عقائد کی جانچ پڑتال مین اُسے کوئی دلچسپی نہین ہوئی۔

وہ مسٹر پیویلارڈ کے ساتھ پانچ برس رہا۔ اس مدت مین جو تعلیم اُسنے حاصل کی وہ بہت مفید اور نتیجہ خیز تھی مسٹر پیویلارڈ خود بہت اچھے آدمی تھے اور ان کی صحبت، اس کے واسطے بہت مفید ثابت ہوئی لیکن دراصل، وہ گبن ایسے ذی استعداد طالب علم کی آتالیقی کے لئے کافی نہ تھے، انھون نے گبن کو بہت کچھ پڑھایا، لیکن پھر اسکی علمی تشنگی کو نہ سیراب کر سکے۔ گبن دنیا کی اُن چند منتخب ہستیون مین شمار ہوتا ہی جنھون نے محض اپنی لیاقت سے کسب علم کر کے کمال حاصل کیا ہی۔ غرض، گبن نے پانچ برس کے عرصہ مین ادب، تاریخ، فلسفہ، اور دیگر فنون مین بھی مہارت حاصل کی۔ مسٹر پیویلارڈ برابر اس کی مدد کرتے رہے اور جب انھون نے دیکھا کہ اب میرا شاگرد مجھ سے سبقت لے گیا ہی تو انھون نے اپنی طبیعت سے مطالعہ وغیرہ کرنے کا اسے اختیار دے دیا، وہ خود کتابون کا انتخاب کرتا اور ان سے فائدہ اُٹھاتا تھا۔

گبن کے یہ پانچ برس علمی مشاغل مین صرف ہوئے۔ وہ مطالعہ کرتا تھا، مختلف زبانون مین عبور حاصل کرنے کی کوشش کرتا تھا، وہ صرف پڑھنے کو کافی نہ سمجھتا تھا بلکہ زبان کو پوری طور پر سیکھنے کے لئے اور اسمین اظہار خیال کو ضروری سمجھکر ایک زبان سے دوسری مین ترجمے کرتا رہتا تھا، لوزان کے اکثر معزز اور پڑھے لکھے لوگون سے ملتا جلتا اور ان سے تبادلہ خیالات کیا کرتا تھا۔

اسی زمانہ مین اُس نے سوسین کورکارڈ سے ملاقات کی، یہ خاتون سنہ ۱۷۴۰ء مین پیدا ہوئی تھی، وہ ایک پادری کی لڑکی تھی۔ اس نے اپنے باپ سے تعلیم حاصل کی تھی، وہ اتنی ہی خوبصورت بھی تھی، جتنی قابل تھی، لوزان مین بچہ بچہ اس سے واقف تھا، اور علمی و ادبی شوق رکھنے والے اس کی تعریفین کرتے رہتے تھے، گبن نے اُسے پہلی مرتبہ جب دیکھا، اسی وقت سے اُس سے محبت کرنے لگا۔ اسوقت اس کی عمر بیس برس اور سوسین کورکارڈ کی سترہ برس کی تھی۔ یہ دونون اکثر ایک دوسرے سے ملاقات اور تبادلۂ خیالات کرتے رہتے تھے۔

لیکن جب گبن، انگلستان واپس آیا، تو اُس کے باپ نے اُسے سوسین کورکارڈ سے شادی کرنے کی اجازت نہین دی، وہ خود لکھتا ہی کہ "مین نے ایک نامراد عاشق کی طرح ٹھنڈی سانس لی، لیکن بیٹے ہونے کی حیثیت سے

باپ کا حکم بجا لایا۔ گبن ہر معاملہ مین اپنے باپ کا دست نگر تھا اس لئے بھی اسکا حکم ماننے پر مجبور تھا۔ اگر انگلستان چھوڑ کر لوزان جاتا تو شاید سوسین کے والدین اپنی لڑکی کا ہاتھ اس کے ہاتھ مین دینے سے انکار کر دیتے، انگلستان مین آکر اپنی مصروفیتون کی وجہ سے وہ سوسین کو کچھ بھول سا گیا۔ اور اس کی محبت محض دوستی مین تبدیل ہو گئی وہ اکثر سوسین کو خطوط لکھتا اور اس کی خیریت وغیرہ معلوم کر کے مطمئن ہو جاتا شاید اسکی وجہ یہ تھی کہ اسے کبھی سوسین سے ملنے کی کوئی اُمید نہ تھی۔

ابھی جبکہ وہ لوزان ہی مین تھا اور جنگ ہفت سالہ زور شور سے جاری تھی باپ نے اُسے بلا بھیجا، حکومت فرانس نے اعلان کر دیا تھا کہ ہمارے ملک مین سے ہو کر کوئی شخص، انگلستان نہین جا سکتا، اس وجہ سے دوسرا راستہ جرمنی ہو کر اختیار کیا گیا، گو حکومت انگلستان اور جرمنی کے تعلقات اچھے تھے اور انگلستان نے فریڈرک اعظم کو مدد دینے کا وعدہ کیا تھا، لیکن پھر بھی جرمنی ہو کر، جانا، خالی از خطرہ نہ تھا، ایک مشہور فوجی افسر نے گبن کو اپنے ہمراہ، پوشیدہ طور پر لیجانا منظور کیا اور اس طرح گبن ۱۱ اپریل ۱۷۵۸ء کو لوزان سے اپنے وطن بخیریت واپس آیا۔

وطن پہونچنے پر سب سے پہلے اپنی چچی کے گھر جا کر اُس سے ملا، اور بڑی دیر تک، وہان رہا، وہ نیک خاتون، اُس سے بڑی محبت و شفقت سے باتین کرتی رہی۔ باپ نے بھی واپسی پر اُس کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کیا، اور اس طرح وہ تکلیف جو باپ کو بیٹے کے تبدیل مذہب سے ہوئی تھی بالکل رفع ہو گئی، اس کی عدم موجودگی مین اس کے باپ نے ایک عورت سے شادی کر لی تھی۔ گبن کو یہ بات بالکل گوارا نہ تھی، لیکن جب اسنے کچھ زمانہ اس مکان پر گزارا، تو اپنی سوتیلی ماں کی طرف سے اس کی تمام بدظنی رفع ہو گئی، وہ ہمیشہ گبن کے آرام کا خیال رکھتی تھی اور دل سے اس کی کوشش کرتی تھی کہ اُسے کسی طرح کی تکلیف نہ پہونچے، باپ کی وفات کے بعد بھی وہ اپنی سوتیلی ماں سے ملتا رہا اور ہمیشہ اُس کی عزت کرتا رہا۔

۱۷۶۰ء مین اسنے بغیر سوچے سمجھے فوج مین نام لکھا لیا اور ڈھائی برس تک بالکل فوجی زندگی بسر کرتا رہا۔ اس زمانہ مین اُسے کتابون کے مطالعہ کی مطلق فرصت نہ ملی۔ وہ بے فکری سے اپنے فرائض منصبی انجام دیتا تھا، ایک مقام سے دوسرے مقام پر جانا اور فوجی لوگون کے مثل خیمون مین رہنا پڑتا تھا۔ پہلے پہل تو یہ زندگی بہت دلچسپ معلوم ہوئی لیکن تھوڑے ہی عرصہ مین اسکا خیال بدل گیا، کیمپ کی زندگی سے نفرت ہو گئی، کیونکہ کسی مقام پر مستقل طور سے رہنے کا موقع نہ ملتا تھا۔ اس کے علاوہ اس کی مونس علم و مطالعہ تنہائی بالکل میسر نہ ہوتی تھی، ہر شخص سے چاہے وہ کیسی مذاق کا کیون نہ ہو سے ملنا پڑتا تھا، اکثر نہایت بدتہذیب لوگون سے سابقہ رہتا تھا جن سے گبن کو کسی قسم کی دلچسپی نہ تھی۔ انھین اُمور نے گبن کو یقین دلا دیا کہ مین فوجی ملازمت کا اہل نہین ہون، اس خیال کا آنا تھا کہ فوج سے اس کو بالکل نفرت ہو گئی لیکن اسنے فوراً ہی استعفا نہین دیا اور اپنا

فرض انجام دیتا رہا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس زمانہ مین چند لوگون سے اُس کے تعلقات بڑھ گئے تھے، اور ان کی صحبت کو وہ غنیمت خیال کرتا تھا، سنہ ۱۷۶۲ء مین اس کی کمپنی ملازمت سے علحدہ کردی گئی اور بجائے اسکے کہ وہ خود مستعفی ہوتا، قسمت نے اسکو فوج سے نجات دلادی۔ ملازمت سے الگ ہونے کے بعد ایک مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ وہ پیرس گیا اور اُسنے وہ سفر کرنا شروع کیا جس کی مدتون سے تمنا تھی۔

اوایل سنہ ۱۷۶۳ء مین وہ اپنے سفر پر روانہ ہوا۔ سب سے پہلے وہ پیرس گیا اور وہان تین مہینہ تک مقیم رہا۔ آدمی کسی غیر قوم کے کیرکٹر کو بڑی مشکل سے سمجھ سکتا ہی چنانچہ اس زمانہ مین اکثر انگریزون نے فرانس کا سفر کیا اور فرانسیسی کیرکٹر کے متعلق جو خیالات ظاہر کیے، ان مین بہت اختلاف ہی۔ جب گبن لندن سے روانہ ہوا، تو اسنے چند آدمیون کے نام خطوط حاصل کرلئے تھے تاکہ اسکو فرانسیسی لوگون سے ملنے جلنے کا موقع مل سکے، لیکن ان خطوط کی ضرورت نہ پڑی، فرانسیسی بہت ملنسار ہوتے ہین اور وہ باسانی ہر طبقہ کے لوگون سے مل جل سکتا تھا۔ ۸ مئی سنہ ۱۷۶۳ء مین وہ پیرس سے روانہ ہوکر، لوزان گیا۔ اُسنے لوزان مین صرف تھوڑے عرصہ تک قیام کیا، اُس کے بعد اٹلی کی تیاری کی، جب وہ اٹلی کے دار السلطنت روم مین پہونچا تو اُسنے ہر تاریخی عمارت، مقام اور چیز کو غور سے دیکھا، وہ روم مین قریب چار ماہ، اور نیپلس مین ڈیڑھ ماہ رہا اٹلی سے واپسی کے وقت اُس کا ارادہ تھا کہ مین جنوبی فرانس ہوکر جاؤن گا لیکن گھر سے جو خطوط اُس کے پاس پہونچے انسے یہ معلوم ہوتا تھا کہ لوگ اس کی آمد کا بے چینی سے انتظار کررہے ہین، اس لئے گبن ماہ جون سنہ ۱۷۶۵ء مین سیدھا وطن واپس آیا۔

سنہ ۱۷۷۰ء مین اس کے باپ نے وفات پائی، باپ کی وفات سے اس کی آمدنی مین بہت کمی ہوگئی، ریاست کے کچھ ایسے جھگڑے اُٹھ کھڑے ہوئے جو دو برس تک نہ سلجھ سکے لیکن جب یہ جھگڑے طے ہوگئے تو اس کی آمدنی اتنی تھی کہ وہ آسانی سے گزر کرسکتا تھا، اس زمانہ مین جب وہ لندن مین تنہا اپنے مکان مین زندگی بسر کررہا تھا، تو اُس کا معمول تھا کہ وہ صبح اُٹھکر مطالعہ کتب مین مصروف رہتا، سہ پہر اور شام کو لوگون سے ملتا جلتا۔ غرضکہ وہ اپنی حالت سے بالکل مطمئن تھا، اُس نے ایک اچھا ذخیرہ کتابون کا فراہم کیا تھا اور زیادہ وقت کتبخانہ مین صرف کرتا تھا۔

سنہ ۱۷۷۴ء مین وہ پارلیمنٹ کا ممبر منتخب کیا گیا لیکن پارلیمنٹ کی ممبری اُس کے لئے چندان مفید نہ تھی اُس نے کبھی ملکی معاملات مین زیادہ دلچسپی نہین لی۔ وہ سیاست سے بے بہرہ تھا، اُس کو ملکی و سیاسی معاملات سے کوئی دلبستگی نہ تھی، اگر وہ چاہتا تو اس مجلس مین بھی امتیازی شان پیدا کرسکتا تھا، لیکن نہ اس طرف اسنے توجہ کی اور نہ اس کی ضرورت سمجھی، اُس کی مثال اُس فقیر کی سی تھی جو دنیا سے ترک تعلق کرکے اپنی عقبیٰ کی فکر

ین ہو اور دنیا سے کوئی تعلق نہ رکھتا ہو۔

اس زمانہ مین برابر اسنے اپنے علمی مشاغل کو جاری رکھا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ تین برس کی مسلسل محنت کے بعد سنہ ۱۷۷۶ء مین اس کی تاریخ زوال روما، کا پہلا حصہ شایع ہوا۔ گبن کا خیال تھا کہ پہلی مرتبہ صرف پانچسو کاپیان شایع کیجائین، لیکن پبلشر نے یہ مناسب سمجھا کہ ایک ہزار جلدین شایع ہون۔ غرضکہ جب سنہ ۱۷۷۶ء مین یہ کتاب شایع ہوئی تو لوگون نے اُمید سے زیادہ قدردانی کی۔ کتاب ہاتھون ہاتھ فروخت ہوگئی اور جلد ہی دوسرے پھر تیسرے اور چوتھے اڈیشن کی ضرورت ہوئی۔ اس کتاب کی نہ صرف عوام نے، بلکہ سمجھدار، اور وسیع النظر نقّادون نے بھی تعریف کی۔ سنہ ۱۷۸۱ء تک دو جلدین اور شایع ہوئین، لیکن یہ جلدین، پہلی جلد کے برابر مقبول نہین ہوئین۔

گبن کے اخراجات آمدنی سے بہت زیادہ تھے۔ اُس زمانہ مین ایسے معزز افلاس زدہ لوگ اپنی سفیدپوشی نباہنے اور بھرم قائم رکھنے کے خیال سے لندن کی سکونت ترک کردیتے تھے۔ اور کسی دوسرے مقام پر بود و باش اختیار کرلیتے تھے۔ گبن نے بھی یہی کیا اور لوزان چلاگیا۔

گبن کی زندگی کے آخری سال، نہایت بے اطمینانی سے کٹے۔ اس کی تندرستی خراب ہوگئی تھی اور وہ اکثر بیمار رہتا تھا، اسی زمانہ مین اس کے کئی عزیزون اور دوستون نے بھی وفات پائی، اس لئے لوزان سے بھی وہ بیر داشتہ خاطر ہوگیا۔ اور سیر سفر سے اپنے دل بہلانے کا قصد کرلیا، اور لوزان سے چل کھڑا ہوا، گھومتا پھرتا مختلف مقامات پر رہتا ہوا وہ، لندن آیا۔ یہان کچھ دن وہ ہنسی خوشی بسر کرتا رہا، لیکن مدّت حیات بہت تھوڑی باقی رہ گئی تھی، علالت کا سلسلہ جاری تھا، کبھی کبھی تھوڑا آرام ہوجاتا تھا۔

سنہ ۱۷۹۴ء مین کچھ کم ۵۷ برس کی عمر مین گبن نے اس دار فانی سے عالم جاودانی کی راہ لی، مرتے وقت اسکو بہت سکون تھا۔ کسی قسم کی پریشانی اور گھبراہٹ کی علامات اُس کے چہرہ پر نہ تھین، آخری دم تک اس کے ہوش حواس قایم تھے۔ جب اس کی زبان بند ہوچکی تھی تو نوکر نے اُس سے کوئی بات پوچھی، اُسنے اشارہ سے اُس کو بتادیا کہ مین تمھاری گفتگو سمجھ رہا ہون۔

(۲)

یہ ایک عام اصول ہے کوئی شخص محنت اور کتابون کی ورق گردانی کے بغیر اچھا مصنف، دقیق النظر مؤرخ اور وسیع المعلومات اہل قلم نہین بن سکتا، کوئی مصنّف کیون نہ ہو، اس کی ابتدائی حالات پر نظر کرنے سے

معلوم ہوگا کہ شروع مین نہ اس کے قلم مین قدرت تھی، نہ زبان مین لطافت، خیالات جن کا اظہار اُس نے ابتدائی مضامین، اور کتابون مین کیا ہوگا، بالکل پیش پا اُفتادہ ہونگے، عبارت سادہ ہوگی، اور مضامین معمولی ہونگے لیکن جوں جوں معلومات مین ترقی، زبان پر قدرت اور دماغ مین صلاحیت آتی گئی۔ اُسی نسبت سے اس کی تحریر کا رنگ بھی بدلتا گیا۔

گبن کا ابتدائی علمی کارنامہ یہ تھا کہ اسنے لوزان مین طالب علمانہ زندگی بسر کرتے وقت ایک کتاب تیار کی تھی، اس کو وہ اپنے ساتھ لیتا آیا تھا، اور بعد مین یہ فرانسیسی زبان مین شایع کردی گئی۔ اس کتاب کی زبان معمولی، تحریر سادہ، اور ایک حد تک غیر دلچسپ ہے۔ لیکن جن خیالات کا اسمین اظہار کیا گیا ہے، وہ ایک معمولی درجہ کی قابلیت والے انسان سے زیادہ بلند ہین۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ گبن نے اس چھوٹی سی کتاب مین ان خیالات سے بالکل اختلاف کیا ہے جو اُس کے عہد مین عام طور پر تسلیم کئے جاتے تھے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمین قوت اجتہاد کافی موجود تھی۔

گبن کی زندگی، تقریبًا بالکل علمی زندگی تھی۔ تاریخ سے اُسے خاص دلچسپی تھی، اس لئے جب کبھی اُسنے کچھ لکھنے کا ارادہ کیا تو تاریخی مضامین کی طرف توجہ کی۔ یکے بعد دیگرے کئی مضامین اسنے شروع کئے، لیکن انکو مختلف وجوہ سے ترک کردیا۔

جب گبن سیر و سیاحت کے لئے روم گیا تھا تو ایک دن بیٹھا ہوا اس قدیم شہر کے کھنڈرات اور گری ہوئی عمارتون کو بہ نظر عبرت دیکھ رہا تھا۔ اس موقعہ پر پہلے پہل اُسے اس عظیم الشان سلطنت کے زوال اور خاتمہ کی مفصل تاریخ لکھنے کا خیال پیدا ہوا۔

تصنیف و تالیف کے میدان مین آنے کے لئے اُس نے سب سے پہلے یہ تجویز کیا کہ مین سوئٹزرلینڈ کی تاریخ لکھون، اُسے ملک سوئٹزرلینڈ سے بہت دلچسپی تھی، اُسنے وہان کی زبان مین پوری مہارت پیدا کی تھی اور ایک دوست بھی اُس کی مدد کے لئے تیار تھا۔ گبن نے اس کو شروع تو کردیا، لیکن بعد مین اُسنے محسوس کیا کہ یہ کام میرے بس کا نہین ہے۔ اس تاریخ کا بہت سا مواد، جرمنی زبان مین تھا اور گبن کو یہ زبان مطلق نہ آتی تھی۔ دو سال تک وہ اس کام مین مصروف رہا۔ اُسنے بہت سے کتبے وغیرہ فراہم کئے اور بڑی محنت سے ان کا ترجمہ کرتا اور ان کو ترتیب دیتا رہا۔ جب ایک حصہ کتاب کا تیار ہوچکا تو وہ ایک علمی انجمن کے سامنے پیش کیا گیا۔ گبن نے بھی بڑے اشتیاق سے انجمن کے اس اجلاس مین بغیر اپنا نام ظاہر کئے شرکت کی لیکن اراکین انجمن کو اس کتاب مین بہت سی کمزوریان نظر آئین۔ گبن کو اپنی محنت کا ثمرہ نہ ملنے اور اعتراضات کی بوچھار کی وجہ سے بہت رنج ہوا۔ لیکن جب مسودہ اُسکے پاس واپس آیا تو اُسنے اپنی غلطیون کو تسلیم کیا اور اسکو جلادیا۔

(۳)

بعض مغربی عالمون کا یہ قول کہ تاریخ کا مطالعہ انسان کو عقل مند بنا دیتا ہی، بالکل سچا ہے، انسان دیکھتا ہے کہ زندگی مین طرح طرح کے واقعات و مصائب پیش آتے ہین اور جن لوگون کو قدرت سے عقل عطا ہوئی ہے وہ اُن دقتون اور جھگڑون کو تدبیر سے اپنے حسب مطلب بنا لیتے ہین، اور جب ناظر، تاریخ کے واقعات کو پڑہتا ہے تو اُس کا ذہن خود بخود واقعات سے نتائج استنباط کرتا ہی اور ذہن سے گو اکثر اوقات، واقعات تاریخی محو ہو جاتے ہین، لیکن ان نتائج کے نقوش ایسے گہرے ہوتے ہین جو عموماً تمام عمر باقی رہتے ہین، اور انسان کی رہنمائی کرتے ہین۔

جس طرح مغرب نے تمام علوم فنون، صنعت و حرفت، طریق بود و باش وغیرہ کا معیار اتنا بلند کر دیا ہی کہ اُن کے سامنے قدیم زمانے کی سب چیزین پست نظر آنے لگی ہین، اور اب ہم اپنی زندگی کا مقصد اُس سے بالکل مختلف قرار دیتے ہین جو پرانے لوگون کا ہوا کرتا تھا۔ ہم علوم و فنون سے اب وہ کام لینا چاہتے ہین جو اگلے وقتون مین نہین لیا جاتا تھا، وقت کے ساتھ ساتھ انسان کی عقلی و علمی ترقی ہوئی ہی اور اسی وجہ سے تاریخ کا مقصد کچھ سے کچھ قرار دیا جاتا ہے، آجکل تاریخ نگاری کا مقصد، شاہان گذشتہ کے حالات و واقعات بیان کرنا ہی نہین ہی، بلکہ یہ فن اتنا وسیع ہو گیا ہی کہ اگر پورے طور سے کوئی شخص تاریخ لکھنا چاہے تو ایک ملک کی تاریخ شاید وہ اپنی تمام عمر مین لکھ سکے تو لکھ سکے۔ اب تاریخ پر اقتصادی، علمی، معاشرتی، سیاسی، جغرافیائی، طبیعی وغیرہ، سیکڑون طرح سے روشنی ڈالی جاتی ہی لیکن جہان اتنی وسعت و ترقی ہوئی ہی وہان یہ بھی ہی کہ مورخ ان مین سے ایک شاخ کو انتخاب کر کے اُسی پر قناعت کرتے ہین۔

تاریخ کا مقصد فی زمانہ یہ قرار دیا گیا ہی کہ بنی نوع انسان اور اس کے متعلق جو چیزین ہین ان کا مطالعہ کیا جائے لیکن بظاہر یہ معلوم ہوتا ہی کہ فلسفہ و سائنس کا بھی یہی مقصد ہی اور اس طرح تاریخ و فلسفہ و سائنس ایک چیز ہو جاتی ہین۔ لیکن دونون مین ایک نازک فرق ہی فلسفہ چیزون کی ماہیت دریافت کرتا ہی علت و معلول مین فرق کرتا ہے۔ جذبات، خیالات، عادات، اطوار وغیرہ کی موشگافیان کرتا ہی۔ سائنس موجودات مادی کے متعلق تحقیق کرتی ہی کہ وہ کن اجزا سے بنی ہین، ان کا ایک دوسرے سے کیا تعلق ہی حیات کا دار و مدار کن چیزون پر ہی اور اسی قسم کے دوسرے مسائل ہین جن سے سائنس بحث کرتی ہی تاریخ کا موضوع ان دونون سے الگ ہے وہ صرف ان واقعات و حالات سے بحث کرتی ہی جن کا تعلق انسان کی ذات اور اس کے متعلقین سے ہوتا ہے ان حالات کی تفتیش اُن کی تدوین اور اسباب کی فراہمی تاریخ کا مقصد ہی اور اس لئے اس کا مقصد فلسفہ و

سائنس دونوں سے جدا ہی۔

تاریخ نگاری کے متعلق اب تک اہل علم میں اختلاف رائے پایا جاتا ہی۔ ایک گروہ کہتا ہی کہ "جب تک تاریخ میں ادب کی چاشنی نہ ہو، وہ بیکار ہی" دوسرے فریق کا دعویٰ ہی کہ "ادبی چاشنی، الفاظ کی نشست و خوبی، سلاست وغیرہ ادبی کتابوں کے لئے زیادہ موزون ہی، اور اگر کوئی شخص تاریخی واقعات کو تسلسل کے ساتھ صاف زبان میں بیان کر سکے، تو کافی ہی"

گبن کے متعلق اکثر اہل الرائے متفق ہین کہ وہ ادیب بھی اتنا ہی بڑا ہے جتنا بڑا مورخ، اگر تاریخ سے ذوق رکھنے والے، اس کے تسلسل بیان، اور صحیح استنباط نتائج کے قایل ہین تو ادیب بھی اس کے ایک ایک جملہ پر سر دھنتے ہین اور اس کی زبان کی لطافت سے مزے لیتے ہین۔ حالانکہ یہ دونوں صفتین کسی مصنف مین ذرا مشکل سے جمع ہوتی ہین، لیکن قدرت نے گبن کو دونوں چیزین عطا کی تھین اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اُسنے یہ ایک ایسی کتاب لکھ دی ہی جس کا دنیا کی بہترین کتابون مین شمار ہی۔ گبن زبان کی لطافت کو کہین ہاتھ سے نہین جانے دیتا۔ اور وہ الفاظ استعمال کرتا ہی کہ اُس سے بہتر کیا اسکے برابر بھی مشکل سے ملین گے، واقعات تاریخی کو اسی مقام پر بیان کرتا ہی جہان بیان کرنا چاہئے اور اُن سے جو نتائج نکالتا ہی وہ وہی ہوتے ہین جو سمجھ مین آسکتے ہین، اسکی طرز تحریر مین شوخی ضرور ہی لیکن وہ تاریخی صحت کو کہین ہاتھ سے نہین جانے دیتا۔

ہر بڑے مصنف کے چند خاص خیالات ہوتے ہین، اور مشکل و پیچیدہ مسائل کے متعلق وہ اپنی ذاتی رائے رکھتا ہے۔ مقصد تاریخ کے متعلق بھی اہل عقل کے جُدا جُدا گروہ ہین۔ گبن کے خیال مین تاریخ کا یہ کام نہین ہی کہ پیچیدہ مسائل کی تشریح کرے یا ان کا جواب دے۔ بلکہ اصل مقصد یہ ہی کہ وہ تاریخی واقعات ایسے دلآویز و دلچسپ پیرایہ مین بیان کرے کہ پڑھنے والا اپنے ذہن مین واقعات کی اہمیت اور دوسرے حالات سے انکا جو تعلق ہی اُسے پوری طور پر سمجھ لے۔ چنانچہ ایک جگہ وہ خود لکھتا ہی کہ "مجھے اکثر بادشاہون کے دلچسپ حالات بیان کرنے سے درگزر کر کے وہ باتین لکھنا پڑین گی جو عام نظرون مین غیر دلچسپ ہونگی، لیکن فی الحقیقت یہی باتین وہ چیزین ہین جن کا بیان کرنا ایک مورخ کے لئے ضروری ہی"

گبن نے جو واقعات جمع کئے ہین وہ اس کے نقطۂ خیال سے صحیح ہین لیکن غلطی اور صحت کا معیار ہمیشہ زمانہ کی علمی سطح سے ہوا کرتا ہے۔ جتنی باتین اس زمانے تک معلوم ہو چکی تھین، اور جن کتابون کا پتہ چل سکا تھا، ان سب کو گبن نے سامنے رکھا تھا، اس کے علاوہ وہ خود روم و یونان کی زبانون پر پوری قدرت نہ رکھتا تھا، اور اس وجہ سے جو مواد اسے ملا بھی ہی اُس سے وہ پوری طور پر فائدہ نہین اُٹھا سکا ہے۔ اُس کے بعد اور جن مورخین نے اس زمانہ کی تاریخ لکھی ہے، انھون نے گبن کی لکھی ہوئی بعض باتون کو غلط ثابت کیا ہی، لیکن اس کی وجہ یہی

تھی کہ بعد کے زمانے کے مورخون کو زیادہ مواد ملا اور انھون نے ایسے حالات مین رہکر کام کیا کہ وہ گبن کی فروگذاشتون پر نظر کر سکے۔ یہ اختلاف صرف واقعات ہی تک محدود نہین ہو بلکہ بعض حضرات نے بعض ان نتائج کو بھی غلط قرار دیا ہے جنھین گبن نے استنباط کیا تھا، لیکن اس سے گبن کی قابلیت پر کوئی حرف نہین آتا، اس لئے کہ اتنی صحیح کتاب کا لکھنا، اتنے واقعات کو جمع کرنا، ان کو ترتیب سے بیان کرنا، پھر ان سے نتائج نکالنا کوئی معمولی کام نہ تھا۔ پھر اس کی تالیف نقش اول تھی اور دوسرے حضرات کی کتابون کی حیثیت خواہ وہ بہتر ہی کیون نہ ہون نقش ثانی کی تھی۔ دران حالیکہ مجموعی حیثیت سے بعد کی سب تاریخین اس موضوع پر گبن کی تاریخ سے گری ہوئی اور پست ہین، نہ کسی مین اتنی خوبیان ہین نہ کسی کو یہ مقبولیت نصیب ہو۔ سب سے بڑی بات اسمین یہ ہو کہ انگریزی قوم کی حکومت اور اسکی طرز حکمرانی اور برٹش شاہنشاہی کے لئے گبن کی تاریخ زوال روما دلیل راہ بن رہی ہو۔ رومن امپائر کے خذا صفادع اکدر پر عمل پیرا ہونیکا مواد سب سے زیادہ، سب سے بہتر اور سب سے پہلے گبن نے اپنی قوم کے لئے جمع کیا ہو، اور وہ ایسے دلنشین، سبق آموز طریقہ سے کہ اس سے بہتر کیا معنے اسکے برابر بھی مشکل ہے۔

اس کتاب کی ایک خوبی یہ بھی ہو کہ یہ نہایت جامع ہو، مورخ نے جتنے حالات اس مین جمع کئے ہین وہ اتنے کافی ہین اور ان کو اتنی شرح سے بیان کیا گیا ہو کہ اس کے بعد پڑھنے والے کو رومی و یونانی زبانون مین جو تاریخی مواد ہو، اس کی طرف توجہ کرنے کی چندان ضرورت باقی نہین رہتی۔

انھی خوبیون کی بدولت تنقید نگارون نے مجبور ہو کر لکھ دیا ہو کہ زوال روما کی کوئی تاریخ اس سے بہتر یورپ کی کسی دوسری زبان مین موجود نہین ہو۔

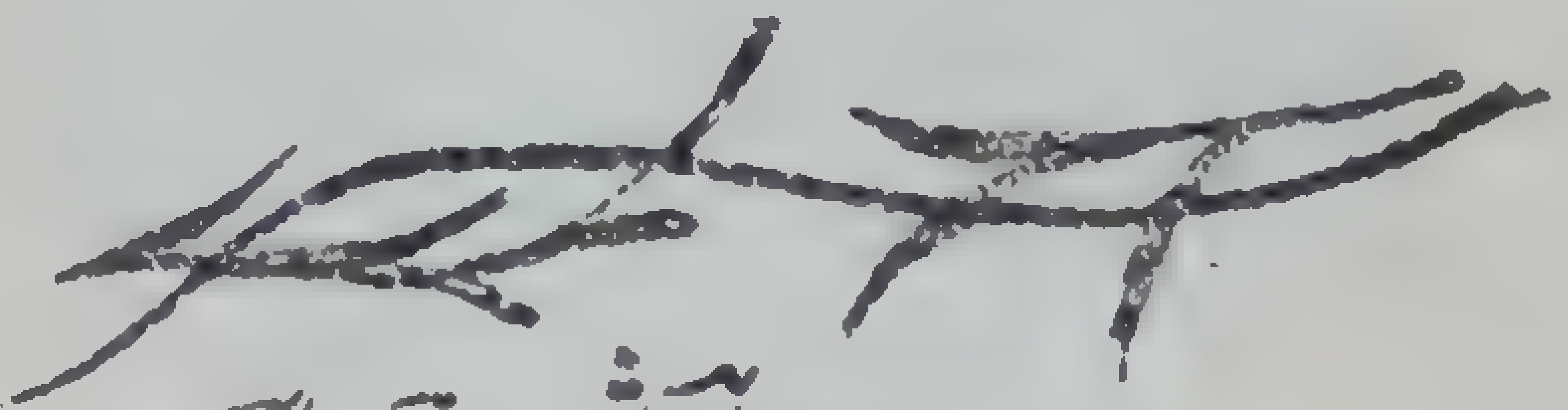
گبن نے اپنا موضوع نہایت عمدہ رکھا ہو، ایک عظیم الشان سلطنت کے تدریجی زوال کو بیان کرنا ان کے اسباب کو دکھانا اور پھر نتائج کو پیش کرنا یہ سب ایسی باتین تھین جن کے لئے گبن ہی کے دل سے دل و دماغ والے شخص کی ضرورت تھی، اسنے زوال روما کی تصویر اس خوبی سے کھینچی ہو کہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم واقعات کو اپنی نظرون سے دیکھ رہے ہین، تاجدارون کی عیش پرستیون کا جہان نقشہ کھینچا گیا ہو اس کے پڑھتے وقت معلوم ہوتا ہے کہ عیش و عشرت کے جلسون اور حسینون کے مجمع مین اُن تاجدارون کے ساتھ ہم بھی بیٹھے ہوئے عبرت کی نگاہ سے ان واقعات کو دیکھ رہے ہین، اس کتاب کے اکثر مقامات ایسے ہین جن کے پڑھنے سے ذہن کے سامنے وہ رومی ایکٹرس آجاتے ہین جنھون نے وہ کچھ کیا کہ سلطنت روما کو رفتہ رفتہ تباہی و بربادی کے کنارے پر لے آئے اور جب ایک دفعہ یہ نوبت پہنچ چکی تو باوجود انتہائی کوششون کے اُسے کوئی نہ بچا سکا۔

جب کسی کے بُرے دن آتے ہین اور اسکا نام صفحہ وجود سے مٹنے والا ہوتا ہے تو اس کے اسباب بھی فراہم ہو جاتے ہین۔ رومیون کے زوال کی تاریخ عبرت کا مرقع اور درد کا افسانہ ہو۔ وہی چیزین جن پر سلطنت کی بنا کا

مدار تھا، قدرت کے اشارے سے اُسی کے لئے تخریب کا باعث بن گئین، وہ رومی سپاہ جس کے انتظام جس کی بہادری اور جس کے سامانِ حرب پر مدتون سلطنت و حکومت سطوت و صولت نازان رہی ہی، بعد مین ایسی حالت کو پہنچ گئی کہ کسی کے سنبھالے نہ سنبھل سکی، اور اُسی نے سلطنت کی بنیاد کو ایسا کمزور کر دیا کہ عظیم الشان سلطنت کے تاجدارون کی حیثیت کمزور اور بے دست و پا بچون کی سی رہ گئی۔ جس تخت پر آگسٹس جیسے فرمان روا نے بیٹھ کر داد حکومت دی تھی، بعد مین اس پر ایسے ایسے بادشاہ بیٹھے جو اپنی فوج کے ادنیٰ سپاہیون کے اشارون پر نقل و حرکت کرتے تھے، اور اگر ذرا بھی آزادی کا خیال کرتے تو موت کے گھاٹ اُتار دیئے جاتے تھے۔

گبن، اسکی علمی و تاریخی حیثیت اور اس کی معرکۃ آرا بے نظیر تاریخ زوال روما کے متعلق مختصراً جو کچھ عرض کیا گیا ہے وہ موقع کے لحاظ سے ناظرین کتاب کے لئے ایک حد تک امید ہے کہ کافی ہوگا، اب صرف اُردو ترجمہ کے متعلق کچھ اور کہا جا سکتا ہے مگر اسکا حسن و قبح ناظرین کرام کی رائے پر ہے۔ ترجمہ جہان تک ہو سکا ہے لفظی کیا گیا ہے، تاہم اُردو محاورہ کو حتی الامکان ہاتھ سے نہین جانے دیا گیا ہے۔ اصل مین جو زور اور ادبی خوبی ہے تقریباً وہی اُردو مین بھی موجود ہے۔ میرے مکرم دوست مولوی مطلب حسین صاحب عالی لکھنوی، بی، اے در اصل شکریہ کے مستحق ہین جنھون نے ایک سال کی مسلسل محنت و کاوش سے ترجمہ ختم کیا ہے۔

آخر مین اپنے دوست مولوی محبوب علی ناظم دائرۂ ادبیہ لکھنؤ کے متعلق بھی چند کلمات لکھے بغیر نہین رہ سکتا جنھون نے دائرۂ ادبیہ کی مالی مشکلات کے باوجود اتنی ضخیم کتاب کی طباعت و اشاعت کے لئے کمر ہمت باندھی، مین مولوی صاحب موصوف کے علمی و ادبی ذوق کو بہت مغتنم سمجھتا اور اُردو زبان کی خدمت کے لئے ان سے بہت کچھ اُمید باندھ سکتا ہون، خدا ان کے ارادون مین برکت دے، اور مکروہات سے سلامت علیحدہ رکھے۔



رحم علی الہاشمی، بی، اے،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ زوال روما جلد اول

انٹونینس کے عہد حکومت مین سلطنت کی وسعت اور طاقت

تمہید سنہ عیسوی کی دوسری صدی مین روم کی سلطنت مین روئے زمین کے بہترین مقامات شامل تھے اور اسمین مہذب اور متمدن قومین آباد تھین، اس عظیم الشان سلطنت کی حفاظت کچھ تو روم کے جانباز کرتے تھے اور کچھ اسکی شہرت و اقبالمندی۔ رومیونکے اطوار و عادات اور انکے قوانین کے خوشگوار لیکن زبردست اثر نے تمام صوبون کو رفتہ رفتہ مربوط و متحد کر دیا تھا۔ ان صوبونکے امن پسند باشندے مال و دولت سے بہرہ ور تھے اور امیرانہ زندگی بسر کرتے تھے، لیکن اکثر دولت کا ناجائز استعمال بھی کرتے تھے۔ جو حکومت قایم تھی اس کی بنیاد آزادی کے اصول پر تھی۔ لوگ اسکو عزت کی نظر سے دیکھتے تھے، رومی مجلس ملکی کو تمام اعلی اختیارات حاصل تھے، اور یہی وہ جماعت تھی جو رومی شاہنشاہون کو کار فرمائی کے اختیارات عطا کرتی تھی۔ اسّی برس سے زاید عرصہ تک سلطنت کی باگ خوش قسمتی سے نروا۔ ٹراجان، ہیڈرین اور دو انٹونینس کے ایسے مدبرون کے ہاتھون مین رہی۔ پہلے اور دوسرے باب مین انھین کا ذکر ہو۔ پھر مارکس انٹونی کی وفات کے بعد اُن حالات کا بیان ہو جو سلطنت کے زوال اور تباہی کا باعث ہوئے یہی وہ زبردست انقلاب تھا جو کبھی تاریخ عالم کے صفحات سے نہین مٹ سکتا اور جسکے اثرات کو دنیا کی قومین آج بھی محسوس کرتی ہین۔

آگسٹس کا اعتدال رومیون کی تمام فتوحات جمہور کے زمانہ مین حاصل ہوئین اور بعد کو جن شاہنشاہون نے تخت سلطنت پر قدم رکھا وہ ان فتوحات سے خوش تھے جو مجلس ملکی کے طرز عمل، کانسلس کے مقابلون، لوگون کے جوش سے حاصل ہوئی تھین پہلی سات صدیون مین اُن لوگون کو بہت سی فتوحات نصیب ہوئین لیکن یہ صرف آگسٹس کا حصہ تھا کہ وہ روئے زمین کے تمام باشندون کو زیر نگین کرنے کی خواہش بالاے طاق رکھکر پبلک کونسلس مین اعتدال کی روح پھونکے، چونکہ وہ فطرةً صلح اور اعتدال



مترجم

پسندی کی طرف مائل تھا اسوجہ سے اس کے لئے یہ معلوم کرنا نہایت آسان تھا کہ سلطنت روما نے اس زرین زمانہ مین فتوحات کی امیدین کم یقین، اور خطرات بہت زیادہ ہین اس نے یہ بھی دیکھا کہ اگر دور دراز ملکات پر چڑھائی کشی کیجاتی ہے تو رومی سپاہ کو ہر روز نئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ان کی تعداد زیادہ تر کم ہو جائین گی اور جن مقامات کو وہ اپنے تصرف مین لے آئے ہین انکا قبضہ ناپائیدار اور بیکار ہو جائیگا۔ ان سے کسی قسم کا فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ اس خیال کو آگسٹس کے ذاتی تجربون سے اور زیادہ تقویت ہوئی اور اسکو پورا یقین ہوگیا کہ سلطنت روم کی عظمت و بقا کے لئے وحشیون سے جن چیزون کے لینے کی ضرورت ہے وہ اسکے کونسلس کی عاقلانہ جد و جہد سے نہایت آسانی کے ساتھ حاصل ہو جائینگی، بجائے اس کے کہ وہ اپنے اور اپنی سپاہ کو خطرہ مین ڈالتا اسنے پارتھیا والون سے معاہدہ کرلیا جس کی رو سے اسکو وہ تمام علم اور قیدی وغیرہ واپس ملے جو کراسس کی شکست کے وقت پارتھیا والون نے چھین لئے تھے۔

آگسٹس کی ابتدائی حکومت مین اس کے سپہ سالارون نے اس بات کی کوشش کی کہ وہ ایتھوپیا اور عربیا فیلکس کی قوتون کو کم کردین، اس لئے وہ خط سرطان سے ایک ہزار میل تک جنوب کی سمت بڑھتے ہوئے چلے گئے، لیکن آب و ہوا کی حدت نے زیادہ نہ بڑھنے دیا۔ اور اس طرح ان مقامات[۱] کے خاموش زندگی بسر کرنے والے امن پسند باشندے تاخت و تاراج سے بچ گئے۔ براعظم یورپ کے شمالی ممالک اس قابل نہ تھے کہ ان پر اس حملہ کے اخراجات و تکالیف وغیرہ کا بار ڈالا جاتا۔ جرمنی کے جنگلون اور دلدلون مین ایسے قوی وحشی آباد تھے جن کو پابند ہو کر زندگی بسر کرنا گوارا نہ تھا۔ اگرچہ پہلے حملہ مین ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ رومیون کے سامنے سپر ڈال دینگے لیکن فوراً ہی انھون نے اپنے طرز عمل سے آزادی حاصل کرلی۔

اس شاہنشاہ کی وفات پر اس کی تحریر مجلس ملکی مین عوام کے سامنے پڑھی گئی اسنے اپنے ورثا کے لئے بڑی بیش قیمت جائداد چھوڑی، وہ بیش قیمت جائداد یہ نصیحت تھی کہ رومی سلطنت کو ان حدود سے کبھی تجاوز نہ کرنا چاہئے جنمین قدرت نے اسکو محدود کردیا ہے، اس سلطنت کے مغرب مین بحر اٹلانٹک، شمال مین رائین، اور ڈینوب، مشرق مین دریائے فرات، اور جنوب مین ممالک عرب اور افریقہ کے ریگستان تھے۔

آگسٹس کے جانشین اسکی تقلید کرتے ہین

خوش قسمتی سے آگسٹس کے جانشینون نے اس کی معتدل پالیسی کو قائم رکھا اور امن و امان کے حامی رہے اسکی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ

۱؎ بیان کیا جاتا ہے رومن لوگون نے شہر سیرآب کو بھی فتح کرلیا تھا، یہ شہر وہی ہے جس کی نسبت عربون کا بیان ہے کہ وہان بلقیس شہزادی سبا رہتی تھی، اور جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملاقات کی تھی۔

وہ لوگ خود نہایت بزدل تھے اور مختلف قسم کے عیوب اُن مین پائے جاتے تھے۔ سیزر خاندان کے لوگ عیش و عشرت کے بندے تھے، ظلم و جور ان کا کام تھا، نہ انھین فوجون کی نظم و ترتیب کا خیال تھا نہ صوبون کی دیکھ بھال سے کوئی واسطہ۔ انکو اس کی بھی فکر نہ تھی کہ کم از کم اپنے ماتحتون کو اجازت دین کہ وہ ان مقامات کو فتح کرین جن پر ان کی بے پروائی سے اب تک توجہ نہین کی گئی تھی اگر کوئی باشندہ فنون سپہ گری مین شہرت حاصل کرتا تو اُس کی نسبت یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ شاہنشاہ کے اختیارات کو بے دردی سے پامال کرنا چاہتا ہے۔ تمام سپاہ سالارون کا فرض صرف یہ تھا کہ وہ ملک کے ان حدود کی نگہبانی کرتے رہین جن پر وہ مقرر ہین، ان نئے مقامات کو فتح کرنے کا وہ خیال تک نہین کر سکتے تھے جن کے تصرف مین آنے سے رومی سپاہ سالارون کا ویسا ہی نقصان ہوتا جیسا وہان کے مفتوح وحشی باشندون کو ہو سکتا تھا۔

فتح برطانیہ اس سے مستثنیٰ ہے

پہلی صدی عیسوی مین برطانیہ کا صوبہ ہی صرف ایک ایسا صوبہ تھا جو رومی سلطنت مین شامل کیا گیا۔ سیزر اور آگسٹس کے جانشینون کو اس بات کی ترغیب دی گئی کہ وہ آگسٹس کے بجائے سیزر کی طرز عمل کی پیروی کرین۔ علاوہ اسکے برطانیہ، گال سے بہت قریب تھا، اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ برطانیہ کی کمزوری، خود رومیون کو دعوت دے رہی تھی۔ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ رومیون کو ساحل برطانیہ پر موتی نکالنے کی بہت ہوس تھی، چونکہ برطانیہ، بر عظم سے بالکل الگ ایک نئی دنیا خیال کیا جاتا تھا اسوجہ سے اس کی نوعیت فتح بالکل جداگانہ تھی۔ برطانیہ پر حملہ کرنے والا سب سے زیادہ احمق[1] اور جنگ کو جاری رکھنے والا سب سے زیادہ عیش پرست[2] اور اسکو ختم کرنے والا سب سے زیادہ کمزور[3] بادشاہ تھا۔ یہ جنگ چالیس برس جاری رہی اور اس کے بعد ملک برطانیہ رومیون کے زیر حکومت آگیا۔ برطانیہ کے اکثر قبایل مین بہادری تھی لیکن انتظامی قابلیت نہ تھی، اُن کے سرون مین آزادی کا سودا تھا، مگر اتحاد کا مادہ نہ تھا۔ انھون نے جب رومیون کے خلاف ہتھیار اُٹھائے تھے تو انتہائی خوف سے، اور جب انھون نے لڑائی سے پیٹھ پھیری، یا بالفاظ دیگر جب ان مین آپس مین خانہ جنگی شروع ہوئی، تو صرف غیر مستقل مزاجی سے، یہ لوگ علیحدہ علیحدہ لڑتے تھے اور اس وجہ سے ہمیشہ شکست کھاتے تھے۔ کیراکٹیکس کی مستقل مزاجی، بوڈیشیا کی مایوسی، اور ڈرویڈس کا جوش، غرض کوئی شئے ملک کو روم کی غلامی سے آزاد نہ کر سکی۔ اور اُن رومی سپہ سالارون کا قدم برابر آگے بڑھتا رہا جنھون نے اپنی قوم کی عزت و حرمت کا اُس وقت تحفظ کیا تھا جب رومی سلطنت کی باگ نہایت کمزور اور نااہل ناجداروں کے ہاتھون مین تھی، عین اسوقت جب ڈامیشین اپنے محل مین محصور تھا اور اپنے

۱؎ کلاڈیس ۲؎ نیرو ۳؎ ڈامیشین

مظالم کے خوف سے کانپ رہا تھا، اُس کا سپہ سالار اگریکولا کیلیڈونیس کی متحدہ افواج کو گریمپین پہاڑیون کے نشیب مین شکست دے رہا تھا اور اُس کے بیڑے نامعلوم اور خطرناک مہمون پر جاکر رومی طاقت کا جزیرہ کے ہر حصہ پر سکہ بٹھا رہے تھے، برطانیہ ابتدا ہی سے مثل مفتوح ممالک کے خیال کیا جاتا تھا اور اگریکولا نے اپنی تمام کوشش اس پر صرف کی کہ مین اپنی فتوحات کی انتہا فتح آئرلینڈ کو قرار دون جو اس کے نزدیک بہت آسان بات تھی، اسکے خیال مین مغربی جزیرہ، ایک قیمتی خطہ بنایا جاسکتا تھا، وہ سمجھتا تھا کہ اگر حرّیت و آزادی کی تصویرین ان کی آنکھون سے دُور رکھی جائین اور ان کی تمام اُمیدین منقطع ہو جائین تو وہ رومی غلامی کا طوق اپنی گردن سے ہٹانے کی کوشش نہ کرینگے۔

لیکن اگریکولا کی قابلیت ہی اُس کے حکومت برطانیہ سے علٰحدہ ہونے کا سبب ہوئی، اور ہمیشہ کے لئے اسکی عالمانہ عظیم الشان فتوحات کا خاتمہ ہو گیا لیکن اس سے پہلے کہ یہ عقل مند سپاہ سالار، برطانیہ سے رخصت ہو اُسنے رومی حکومت کو استوار اور اس کی حفاظت کا پورا سامان مہیا کر دیا، اسنے دیکھا کہ جزیرہ برطانیہ دو حصون مین دو متقابل خلیجون کے ذریعہ سے جو آجکل اسکاٹ لینڈ کے فرتھس کہلاتے ہین منقسم ہے اور ایک دوسرے سے بڑا ہے۔ چالیس میل کے رقبہ مین اسنے فوجی چھاؤنیون کی ایک قطار تیار کی۔ اور یہی اُس محافظ دیوار کی بنیاد تھی جو بعد ازان انٹونیوپیئس کے زمانہ مین تیار ہوئی۔ یہ دیوار موجودہ اڈنبرگ اور گلاسگو شہرون سے کچھ دُور پر واقع تھی، اور رومی مقبوضات کی حد تھی۔ برطانیہ کے قدیم باشندون کیلیڈونیس نے جو شمال مین رہتے تھے اپنی وحشت آمیز آزادی کو قائم رکھا۔ اس کی وجہ کچھ تو یہ تھی کہ وہ بہت جانبازی سے اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے تیار تھے اور کچھ یہ کہ رومی انکو شکست دیکر ان کی مفلسی سے کوئی فائدہ نہین اُٹھا سکتے تھے، یہ لوگ کبھی کبھی رومی مقبوضات پر حملہ آور ہوتے تھے، اور اکثر پسپا ہو جاتے تھے۔

رومیون نے (جو کہ روئے زمین کے اُن ممالک کے مالک تھے جن کی آب ہوا نہایت خوشگوار تھی) نہایت حقارت سے اُس شمالی حصہ کو چھوڑ دیا، جہان موسم سرما کے طوفانی کہرے سے چھپی ہوئی جھیلون، اور سنسان جنگلون کی کثرت تھی۔ جب نظر اُٹھتی تو اس حصہ ملک مین سوائے برہنہ وحشیون کے جو ہرن کا شکار کھیلا کرتے تھے اور کوئی شئے نظر نہ آتی تھی۔

ڈیشیا کی فتح

اگسٹس کی وفات سے لے کر ٹراجن کی تخت نشینی تک رومی حدود مملکت اور شاہی طرز عمل کے حالات یہ تھے جو بیان کئے گئے، نیک اور ہوشیار شہزادہ ٹراجن کو فوجی تعلیم ملی تھی اور سپاہیانہ جوہر اسکو قدرت کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ اُس کے بزرگون کا صلح پسند طرز عمل نوجون کی نقل و حرکت سے بدل گیا۔ رومی تخت سلطنت پر مدّت کے بعد ایک ایسے تاجدار نے قدم رکھا جسکے دلمین

سپاہیانہ جوش اور دماغ مین فوجی فتوحات حاصل کرنے کا سودا تھا ٹراجن نے پہلے ڈیشینس پر حملہ کیا جن کی زندگی بالکل فوجی تھی اور جو دریائے ڈینوب کے دوسری طرف رہتے تھے، انھین لوگون نے ڈامیشین کے زمانے مین نہایت آزادی سے سلطنت روم کی تحقیر کی تھی، یہ لوگ نہایت خونخوار تھے اور ان کی طاقت بہت زیادہ تھی اسیطرح یہ کہ حیات ابدی و تناسخ کے قایل تھے اور زندگی کو نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے، ڈیسیبالس جو ڈیشینس کا بادشاہ تھا، اپنے کو ٹراجن کا ہمسر مقابل خیال کرتا تھا، اُسنے اُس وقت تک ہمت نہین ہاری جب تک دشمنون نے اس کی بہادری کا اقرار نہین کرلیا اور جب تک اُس کی ہمت و پالیسی کا خزانہ ختم نہین ہولیا، یہ یادگار جنگ پانچ برس سے زیادہ عرصہ تک جاری رہی اور چونکہ رومی شاہنشاہ سلطنت کی پوری طاقت استعمال کرسکتا تھا، اس لئے اُسنے وحشیون کے مقابلہ مین شاندار فتح حاصل ہوکر رہی، ڈیشیا کا نیا صوبہ جو آگسٹس کے اصول سے ہٹکر دوسرا مفتوح صوبہ تھا، وسعت مین تیرہ سو میل تھا، اس کے قدرتی حدود نیسٹر، ٹیس یا ٹسکس، دریائے ڈینوب کا آخری حصہ اور ایوکسین سمندر تھے، دریائے ڈینوب کے ساحل سے لیکر بنڈر تک ایک فوجی سڑک کے نشانات آجتک پائے جاتے ہین، بنڈر زمانہ حال کی تاریخ مین بہت مشہور جگہ ہے اور روسی و ترکی حدود پر واقع ہے۔

مشرق مین ٹراجن کی فتوحات

ٹراجن شہرت کا طالب تھا اور جب تک کہ بنی نوع انسان اپنے تباہ کرنے والون کی بہ نسبت اپنے محسنون کے زیادہ تعریف کرینگے، اسوقت تک فوجی فتوحات، اُن تمام لوگون کا مطمح نظر رہین گے جو شہرت کے طالب ہین، سکندر اعظم کی تعریف مین شعرا اور مورخین نے جو کچھ لکھا تھا، اُس سے ٹراجن کو حسد پیدا ہوگیا تھا۔ سکندر کی مثل ٹراجن بھی مشرقی اقوام پر حملہ آور ہوا لیکن وہ اکثر اس بات پر متاسف رہا کہ میری عمر نے اس قابل نہین رکھا کہ مین سکندر اعظم کی برابری کرسکون، تاہم ٹراجن کی عارضی فتوحات بہت ممتاز تھین اور ان کی رفتار بہت تیز تھی، ناخلف پارتھینس، اپنے اندرونی اختلافات کی وجہ سے اس کے سامنے سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ وہ آرمینا کے پہاڑون سے فتح و نصرت کے جھنڈے اُڑاتا، دریائے ٹیگرس کے کنارون پر اترا اور وہان سے خلیج فارس تک آیا۔ ٹراجن سب سے پہلا اور سب سے آخری بادشاہ تھا جسنے اس دور و دراز سمندر مین سفر کیا تھا۔ اس کے جہاز عرب کے سواحل پر حملہ آور ہوئے۔ ٹراجن اکثر اس بات کو فخریہ کہا کرتا تھا کہ مین ہندوستان کے قریب تر ہوتا جاتا ہون اس کے عہد مین ہر روز مجلس ملکی کو خبرین پہونچتی تھین کہ آج فلان نیا مقام فتح ہوا اور کل فلان نئی قوم حلقہ بگوش ہوگئی اور باسفورس، کالچس، آئبیریا، البانیا، آسٹروین اور خود پارتھین شاہنشاہ نے رومی فاتح کے زیر نگین ہونا گوارا کرلیا ہے میڈین اور کارڈوشین کے آزاد قبایل نے اُس سے التجا کی ہے وہ انکو اپنے سایۂ عاطفت مین لے لے، اور آرمینیا، میسوپوٹامیہ، اور اسیریا کے

مالک کی وقعت اب مثل رومی صوبون کے رہگئی ہو۔ لیکن ٹراجن کی موت سے تمام اُمیدون پر پانی پھر گیا، اور یہ خوف پیدا ہوگیا کہ وہ تمام قومین جن کو ٹراجن نے بزور شمشیر زیر کیا تھا، اس کی غیر موجودگی مین پھر خود مختار ہو جائین گی۔

هیڈرین کا استعفا

ایک پرانی روایت چلی آتی تھی کہ جب کسی رومی بادشاہ نے کیپیٹال کی بنیاد رکھی تو ٹرمینس[1] نے (جو حدود کی حفاظت کرتا تھا اور جو اسوقت کے رواج کے مطابق ایک بڑے پتھر کی مورت کی شکل مین پیش کیا جاتا تھا) جیوپٹر کو اپنے اختیارات دینے سے انکار کردیا، حالانکہ تمام دوسرے دیوتاؤن نے جیوپٹر کو اپنے اختیارات سپرد کرئے تھے۔ اس سے لوگون نے بخیال خویش ایک نتیجہ نکالا اور پیشین گوئی کرنے والون نے یہ پیشین گوئی کی کہ رومی سلطنت کی حدود کبھی تنگ نہ ہونگی، لیکن گو ٹرمینس نے جیوپٹر سے اختلاف کیا تھا، اُس نے هیڈرین کے اختیارات کو تسلیم کرلیا۔ هیڈرین نے پہلا کام یہ کیا کہ ٹراجن کے مشرقی فتوحات کو بالکل چھوڑ دیا، اُسنے پارتھینس کو اجازت دے دی کہ وہ اپنے لئے آئندہ سے ایک خودمختار اور آزاد بادشاہ انتخاب کیا کرین۔ اُسنے صوبجات آرمینیا، میسوپوٹامیا، اور اسیریا سے رومی سپاہ کو واپس بلا لیا۔ اور آگسٹس کی مثال کو سامنے رکھکر دریائے فرات کو اپنی سلطنت کی آخری حد قرار دیا۔ الزام لگانیوالون نے جن کا یہی کام ہے کہ وہ بادشاہون کے کامون پر نکتہ چینی کیا کرین، اور انکے پوشیدہ مقاصد دریافت کرتے رہین هیڈرین کو حاسد قرار دیا ہو حالانکہ یہ ثابت ہوسکتا ہو کہ اسنے نہایت دانشمندی اور اعتدال پسندی سے کام کیا ہے۔ انھون نے اس بادشاہ کے افعال کی بنا پر جو کبھی نہایت درجہ کم ظرفی کا ثبوت دیتے تھے اور کبھی اس کی عالی ظرفی کا نمونہ ہوتے تھے، لوگون کو اس بات کا موقع دیا ہے کہ وہ حاشیہ چڑھاکر اپنے اپنے دلون کے غبار نکالین اُس کے لئے یہ قریب قریب ناممکن تھا کہ وہ ٹراجن کی فتوحات کا اپنے کو نااہل قرار دے کر کسی بہتر طریقہ سے ٹراجن کی برتری ثابت کرتا۔

هیڈرین اور انٹونینس پیئس کا اختلاف طبائع

بہادر اور فتوحات کے شیدائی ٹراجن کی طبیعت اسکے جانشین کے اعتدال پسند مزاج سے بالکل جدا تھی، لیکن هیڈرین کی آرزومنش طبیعت جب انٹونیس سے مقابلہ کیا جاتا ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ انٹونیس آرام و آسائش کا شیدائی تھا۔ هیڈرین کی زندگی اس طرح گذرتی تھی جیسے کوئی حالت سفر مین ہو، اسمین سپاہیانہ، مدبرانہ، اور علمی قابلیتین موجود تھین اور وہ اپنے تمام شوق اپنا فرض ادا کرکے پورا کیا کرتا تھا، وہ موسمون اور اختلاف آب و ہوا

[1] یہ ایک رومی دیوتا تھا۔

کی پرواہ نہ کرکے ننگے سر، پاپیادہ کیلیڈونیا کی برف اور شمالی مصر کے گرم میدانون مین گھوما کرتا۔ اسکی سلطنت کا کوئی صوبہ ایسا نہ تھا کہ جہان وہ اپنے دوران حکومت مین بذات خود نہ گیا ہو۔ لیکن انٹونینس پیس کی خاموش زندگی ہمیشہ اٹلی کے اندرونی حصون مین گذری، اسنے ۲۳ برس کے زمانہ حکومت مین سب سے بڑا جو سفر کیا وہ روم کے محل شاہی سے لے کر لاوین ولا تک تھا۔

ہیڈرین اور دونو انٹونینس کی مصلحانہ حکومت

اس اختلاف طبائع کے علاوہ حکومت کا طرز عمل ہیڈرین اور دونون انٹونینس کے زمانہ مین وہی تھا جو اگسٹس کے وقت مین تھا، وہ بغیر سلطنت کے رقبہ کو بڑھائے ہوئے حکومت کی عظمت قائم رکھنے مین سختی سے کوشان رہے، اپنی عظمت کو ہاتھ سے دیئے بغیر انھون نے ہر ممکن طریقہ سے کوشش کی کہ وحشیون کیساتھ میل جول کرلین، اس طرح وہ دنیا پر یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ رومی سلطنت کا مقصد محض فتوحات نہین ہے بلکہ دراصل اُس کے طرز عمل کا دارومدار، انصاف اور امن پسندی پر ہے۔ ۴۳ برس کے عرصہ دراز مین ان تاجدارون کی وہ محنت جو نیک نیتی پر مبنی تھی، ٹھکانے لگی اور اگر ہم اُن چھوٹی چھوٹی لڑائیون کا شمار نہ کرین، جو سرحد پر واقع ہوئین اور جن سے رومی سپاہیون کو نقل و حرکت کا موقع ملا، تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہیڈرین اور انٹونینس پیس کے زمانون مین بالکل امن چین رہا۔ روم کا نام دنیا کے دور دراز ممالک مین بھی عزت سے لیا جاتا تھا۔ اکثر ایسا ہوا کہ نہایت خونناک وحشیون نے آپس کے جھگڑے فیصل کرنے کے لئے رومی شاہنشاہ کو حکم قرار دیا، اُسی زمانہ کا ایک مورخ بیان کرتا ہے کہ مین نے بچشم خود اس بات کو دیکھا ہے کہ چند تاجدار اس غرض سے رومی شاہنشاہ کے پاس آئے کہ ہم لوگون کو سلطنت روم کے رعایا ہونے کی عزت بخشی جائے، لیکن شاہنشاہ نے ان کی درخواست کو نامنظور کردیا،

مارکس انٹونینس کی لڑائیان حفاظت خود اختیاری مین

رومی سپاہ نے شاہنشاہون کے اعتدال مین عزت و توقیر کے چار چاند لگادیئے، وہ ہمیشہ فوجی تیاری کرتے رہتے اور اس طرح گرد و نواح کے تاجدار اپنے صلح برقرار رکھنے پر مجبور رہتے تھے، انھون نے آس پاس کی دوسری اقوام سے بالاعلان کہہ دیا کہ ہم جس طرح تم کو کوئی نقصان نہین پہونچائین گے اُسی طرح تمھاری کوئی زیادتی برداشت نہ کرینگے۔ کل فوجی طاقت کا جسکی نمایش ہی سے ہیڈرین اور بڑے انٹونینس کا کام نکل چکا تھا، شاہنشاہ مارکس کے زمانے مین جرمنون اور پارتھیا والون کے مقابلہ مین استعمال ضروری سمجھا گیا، ان وحشیون کی دشمنی سے فلسفی دماغ شاہنشاہ بہت خفا ہوا اور حفاظت خود اختیاری مین مارکس اور اسکے سپہ سالارون کو دریائے فرات اور ڈینیوب کے کنارون پر شاندار فتوحات حاصل ہوئین، اسی روم کی فوجی طاقت سے ملک مین امن قائم رہا اور اسی سے رومیون کو کامیابیان حاصل ہوئین اور ایسے ہم اس کا

تفصیلی ذکر کرینگے۔

رومیون کا فوجی نظام

جمہور کے سیدھے سادے زمانے مین فوجی زندگی صرف اُن شہریون کے لئے مخصوص تھی جو حب وطن ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب مال وجائداد ہوتے تھے، اور جو اُن قوانین کے وضع کرنے مین شریک ہوتے تھے جن کی حفاظت کرنے مین اُن کا فائدہ بھی تھا اور ادائے فرض کی ذمہ داری بھی، لیکن جیسے جیسے فتوحات کے ساتھ لوگون کی آزادی کا خاتمہ ہوا اسی نسبت سے قواعد جنگ نے ایک فن کی صورت اختیار کر لی۔ اور بعض لوگون نے اُسکو اپنا پیشہ قرار دے لیا، سپاہ مین اگرچہ صوبجات کے باشندے بھی بھرتی کئے جاتے تھے، تاہم یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ سب شہری لوگ ہین، شہری ہونے کے معنی یہ تھے کہ قانوناً آدمی کی عزت بڑھ جاتی تھی، یہ کہ سپاہی کے لئے اسکو کافی صلہ خیال کیا جاتا تھا، لیکن سپاہیون کے بھرتی کرنے کے موقع پر عمر، طاقت، اور فوجی قد و قامت کا پورا لحاظ کیا جاتا تھا، تمام فوجون مین شمال کے باشندون کو جنوب کے لوگون پر فوقیت دی جاتی تھی، اور سپاہی بہ نسبت شہر کے زیادہ تر دیہاتون سے بھرتی کئے جاتے تھے، اور بجا طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ لوہار، بڑھئی اور شکاری لوگ بہ نسبت شہر کے سست اور کاہل پیشہ ورون کے (جو عیش پسندون کیواسطے کام کرتے ہین) فوجی زندگی کو زیادہ بہتر بنا دینگے۔ جب فوجی ملازمت کے لئے دولتمند ہونے کی شرط بالکل اُٹھ گئی تھی، اسوقت بھی جتنے افسر ہوتے تھے وہ عموماً تعلیم یافتہ ہوتے اور معزز خاندانون سے لئے جاتے تھے، لیکن عام سپاہی یورپ کے موجودہ اُجرتی سپاہیون کی طرح نہایت کمینہ اور نیچے درجہ بداخلاق ہوتے تھے۔

فوج کی تنظیم و ترتیب

جذبہ وطن پرستی کی وجہ (جو پُرانے لوگون مین پایا جاتا تھا) یہ تھی کہ ان کو اس بات کا پورا احساس تھا کہ ہم کو اس آزادانہ حکومت کی بقا کے لئے پوری کوشش کرنی چاہئے جس کے ایک رکن ہم بھی ہین۔ اس احساس نے جمہور روم کی افواج کو قریب قریب ناقابل تسخیر بنا دیا تھا۔ لیکن جب ان فوجون کی حیثیت بدل گئی، وہ بادشاہون اور شہزادون کی ملازم ہوگئین، اور ان کی یہ خصوصیت باقی نہ رہی تو پھر ضروری ہوا کہ اس خصوصیت کو کسی دوسرے طریقہ سے پیدا کیا جائے یہ کمی عزت اور مذہب کے مقاصد سے جو کسی طرح بھی پہلے مقصد سے کم درجہ نہ تھے، پوری کی گئی، کسانون اور کاریگرون کو اس بات کا یقین تھا کہ قابل احترام سپاہیانہ پیشہ زیادہ معزز ہے کیونکہ اس پیشہ مین انسان اپنی بہادری سے بہت جلد شہرت و مرتبہ حاصل کرسکتا ہے اور اگرچہ ایک معمولی سپاہی کے لئے شہرت حاصل کرنے کے مواقع بہت کم تھے، پھر بھی اُس کے افعال سے اسکی کمپنی، پلٹن، اور اس کی فوج نیکنام و بدنام ہوسکتی تھی جب کوئی شخص فوج مین بھرتی ہونا چاہتا تو اس سے بحلف وعدہ لیا جاتا کہ مین اپنے علم کو کبھی نہ چھوڑونگا

اپنے افسرون کے حکم کو بے چون وچرا قبول کرونگا اور اپنی جان کو شاہنشاہ اور سلطنت کے لئے قربان کرنے مین دریغ نہ کرونگا۔ رومی سپاہی جس وفاداری سے اپنے ملک کی حفاظت کرتا تھا وہ مذہب اور عزت کے اثر سے ہوتا تھا۔ عقاب کی جو تصویر رومی سپاہ کے سامنے رہتی تھی اُس سے انکے پائے ثبات مین لغزش نہین ہونے پاتی تھی اور اپنے فوجی نشان کو خطرہ کے موقع پر چھوڑ دینے کو اتنا ہی مذموم جانتے تھے جتنا خلاف شرع افعال کو۔ ان کی قوت متخیلہ کی رنگ آمیزی ہوتی اور علاوہ برین اُسے زیادہ زوردار، اُمیدون، اور خوف سے تقویت دیجاتی تھی۔ اوقات معینہ پر تنخواہ کا ملنا، بعض خاص خاص موقعون پر انعامات کا حصول، اور مدت مقررہ کی ملازمت کے بعد، اس کا عوض، یہ سب چیزین ایسی تھین جن کے مقابلہ مین فوجی زندگی کی صعوبتون کی کوئی اصل نہ تھی۔ ایکے مقابل بزدلون نافرمانون کے لئے سوائے سخت سزا کے اور کچھ نہ تھا۔ صوبہ دارون کو گھونسے کی اور سپہ سالارون کو موت کی سزا دینے کا اختیار حاصل تھا، اور انتظام فوجکی لنسبت یہ مثل مشہور تھی کہ "رومی سپاہی کو اپنے دشمن سے زیادہ اپنے افسر سے ڈرنا چاہیئے" یہ ایسی قابل تعریف باتین تھین جن سے رومی سپاہ مین استقلال اور فرمانبرداری کی خصوصیتین پیدا ہو گئی تھین، بہ لنسبت اس کے وحشیون کی فوجون مین نہ کوئی انتظام تھا نہ باقاعدگی۔

قواعد رومی لوگ ایسے عقلمند تھے کہ وہ بہادری کو اُسوقت تک ناقص سمجھتے تھے جب تک ہوشیاری اور پوری مشق حاصل نہ ہولے، ان کی زبان مین لفظ "فوج" ایک ایسے لفظ سے مشتق ہوا تھا جسکے معنی "قواعد" ہین۔ قواعد انکے فوجی انتظام کی ایک نہایت ضروری اور لازمی شئے تھی، نئے رنگروٹون سے صبح و شام دونون وقت قواعد کرائی جاتی تھی، بوڑھے اور تجربہ کار سپاہی بھی جو فن جنگ کو پوری طور پر سیکھ چکتے تھے، قواعد سے مستثنیٰ نہ تھے، موسم سرما کے لئے جو عمارتین فوج کے آرام وآسایش کے لئے بنی تھین، اُن مین اس قسم کے چھپر وغیرہ ڈالے گئے تھے، جن کے نیچے خراب سے خراب موسم مین بھی سپاہی قواعد کر سکتے تھے، اور وہ ہتھیار جن سے سپاہی مشق کرتے تھے اصل ہتھیارون کی بہ لنسبت جو میدان جنگ مین استعمال ہوتے تھے، دُونے بھاری ہوتے تھے، ہمارا یہ مقصد نہین ہے کہ رومی سپاہ کی قواعد کا حال مفصل ومشرح بیان کرین بلکہ ہم صرف یہ دکھانا چاہتے ہین کہ رومی اچھی طرح سمجھتے تھے کہ کن چیزون سے جسمانی قوت بڑھتی ہے، کن باتون سے اعضا مین چُستی وچالاکی آتی ہے، سپاہیون کو بہت محنت سے چلنے، دوڑنے، کودنے، تیرنے، بھاری بھاری بوجھ لے جانے، ہر قسم کے ہتھیار خواہ وہ حملہ کرنے کے ہون خواہ نزدیک کے استعمال کرنے کے ہون، ان سب کی تعلیم دیجاتی تھی، ان کو مختلف طریقون پر نقل وحرکت کرنا، بانسری کی آواز پر چلنا اور فوجی رقص کرنا سکھایا جاتا تھا صلح کے زمانہ مین سپاہی جنگ کی مشق کرتے رہتے تھے، ایک مورخ کا (جو خود رومی سپاہ کے خلاف لڑا تھا) بیان ہے کہ جنگ اور مشق مین صرف یہ فرق ہوتا تھا کہ میدان جنگ مین خون کی بارش ہوتی تھی اور مشق کرتے وقت

یہ بات نہ ہوتی تھی، لیکن اور باتین بالکل یکسان تھین۔ نہایت قابل سپاہ سالارون اور شاہنشاہون کا یہ دستور تھا کہ وہ خود اپنی موجودگی اور اپنی مثال سے سپاہیون کے دل بڑھاتے تھے، تاریخ بتاتی ہی کہ ہیڈرین، اور ٹریجن دونون اکثر بنفس نفیس ناتجربہ کار سپاہیون کو تعلیم اور محنتی سپاہیون کو انعام دیتے تھے۔ اور بعض اوقات انکے مقابلے مین اپنے کارہائے نمایان سے خود انعامات حاصل کرتے تھے، ان شاہزادون کے زمانے مین، فوجون کو نقل و حرکت کا علم پوری طور پر آگیا تھا، اور جب تک سلطنت مین ذرا بھی جان باقی رہی اُس وقت تک انکے فوجی احکام کی اسوجہ سے بڑی قدر ہوتی رہی کہ وہ رومی نظم و تربیت کا بہترین نمونہ ہین۔

شاہنشاہونکے زمانہ مین فوجکی حالت

کشت و خون سے بھری ہوئی نو صدیون مین فوجکی حالت بتدریج ارتقاپذیر ہوتی رہی۔ چنانچہ لڑائیون مین جو جدتین میدان جنگ مین کی گئی تھین، انکا حال پالیبیس[۱] نے وضاحت سے لکھا ہی وہ اس سپاہ سے بالکل مختلف تھین جنھون نے سیزر کی لڑائیون کو سر کیا اور ہیڈرین و انٹونینس کی حکومت کو بچایا تھا، شاہنشاہون کی سپاہ کا نظام چند لفظون مین بیان کیا جاسکتا ہی، پیدل سپاہی جو فوج کی اصل طاقت تھے وہ دس مختلف حصون اور بارہ کمپنیون مین منقسم تھے، یہ سب اپنے اپنے افسرون یعنی مجسٹریٹون یا صوبہ دارون کے ماتحت ہوتے تھے، فوج کے پہلے پرے مین جو سب سے زیادہ معزز ہوتا تھا اور جس کو عقاب کا فوجی نشان سپرد ہوتا تھا، گیارہ سو پانچ سپاہی ہوتے تھے، یہ حصہ اپنی بہادری اور وفاداری مین مشہور تھا، باقی دیگر حصون مین سے ہر ایک مین پانچ سو پچپن سپاہی ہوتے تھے، اس طرح پوری پیدل سپاہ مین چھ ہزار ایک سو آدمی تھے۔ انکے اسلحہ وغیرہ سب

اسلحہ

ایک سے ہوتے تھے اور کام کے لئے بالکل موزون، انکے سر پر ایک کھلا ہوا خود ہوتا تھا جس پر ایک کلغی ہوتی تھی، جسم کے بالائی حصہ مین زرہ بکتر، پیرون مین انکو محفوظ رکھنے والا ایک خاص قسم کا لباس، اور بائین ہاتھ مین ایک سپر ہوتی تھی، یہ سپر مستطیل شکل کی ہلکی لکڑی کی بنی ہوئی ہوتی تھی، اس کی لمبائی چار فیٹ، اور چوڑائی ڈھائی فیٹ ہوتی تھی، اس سپر کا حجم امتداد ہوتا تھا اور حفاظت کے لئے اوپر سے پیتل کے پتر جڑ دئے جاتے، ایک چھوٹی سی برچھی کے علاوہ سپاہیون کے داہنے ہاتھ مین ایک بہت بڑا نیزہ بھی ہوتا تھا جس کی لمبائی زیادہ سے زیادہ چھ فیٹ ہوتی تھی۔ اور جسکے سرے پر ایک مثلث نما شکل کی اٹھارہ انچ کی انی ہوتی تھی، یہ ہتھیار ہمارے موجودہ آتشی اسلحہ کے مقابلہ مین بہت کم درجہ کا تھا، کیونکہ اگر دشمن بارہ قدم کے فاصلے سے بھی حملہ ہو تو صرف ایک دفعہ نشانہ کیا جاسکتا تھا لیکن جب

---

[۱] ایک مورخ جسنے روم کی تاریخ لکھی ہی۔

اس ہتھیار کو کوئی مضبوط اور ہوشیار آدمی استعمال کرتا تو کسی سوار کو بھی اُس کے قریب جانے کی ہمت نہ ہوتی، اور کسی قسم کی ڈھال سے اس خوفناک ہتھیار کا وار نہ رُک سکتا تھا جس وقت رومی سپاہی اس ہتھیار کو استعمال کر چکتا تھا تو وہ اپنی تلوار کھینچکر دشمن کے قریب پہونچ جاتا، تلوارین اسپین کی بنی ہوئی بہت عمدہ اور چھوٹی چھوٹی ہوتی تھین ان مین دو دھارین ہوتین تھین اور ان سے بھونکنے کا کام بھی اسی آسانی سے لیا جا سکتا تھا جس آسانی سے ضرب لگاتے تھا، لیکن سپاہیون کو عموماً یہ تعلیم دیجاتی تھی کہ وہ بجائے ضرب لگانے کے دشمن کے جسم مین اپنی تلوار کو بھونکنے کی کوشش کرین اس کی وجہ یہ تھی کہ اس صورت مین وہ دشمن کو زیادہ خطرناک زخم لگا سکتا تھا اور خود بہت محفوظ رہ سکتا تھا عموماً یہ سپاہ آٹھ آٹھ کی قطارون مین پیچھے کی جانب رہتی تھی۔ قطارون کے درمیان تین فیٹ کا فاصلہ رہتا تھا۔ سپاہیونکے دستے جن کو جلد سے جلد حملہ کرتے وقت بھی اس حالت کو قائم رکھنے کی عادت تھی، نہایت آسانی سے اُس بات پر عمل کر سکتے جس کی ضرورت معلوم ہوتی تھی یا جن کو انکے افسر ایجاد کرتے تھے، سپاہیون کو انکے اسلحہ کے آزادانہ استعمال کے لئے کافی جگہ ملتی تھی اور انکو اثنائے جنگ مین فرصت کے مواقع ملتے تھے جن مین سپاہیون کی تبدیلی ہوجاتی تھی اس طرح تھکی ہوئی سپاہ میدان جنگ سے الگ ہوجاتی اور نئی تازہ دم فوج اس کی جگہ آموجود ہوتی، یونانیون اور باشندگان مقدونیا کا طریقہ جنگ بالکل جداگانہ تھا، انکے یہان فوجکی مرکزی طاقت اس گروہ کے ہاتھ مین تھی، جو بڑے صفون مین منقسم تھا اور لمبی برچھیان استعمال کرتا تھا یہ جتھا بناکر لڑتا تھا، لیکن غور اور تجربہ سے یہ معلوم ہوا کہ اور گروہون کی طاقت، رومی سپاہ کے مقابلہ مین کچھ نہین ہے۔

سوار سپاہ سوار سپاہ جس کے بغیر فوجکی تمام طاقت نامکمل رہتی ہے، دس حصون مین بٹی ہوئی تھی۔ پہلے حصہ مین ایک سو تیس سوار تھے جو اگلی پیدل فوجکا ساتھ دیتا تھا اور باقی نو حصون مین صرف ۶۶ - ۶۶ سوار ہوتے تھے، اگر ہم موجودہ زمانہ کے الفاظ استعمال کرین تو یہ کہہ سکتے ہین کہ اس پورے حکمہ مین سات سو چھبیس سوارون کی ایک پلٹن ہوتی تھی، جو انھین اپنی پیدل سپاہ سے متعلق رہتی تھی، لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ وہ پیدل سپاہ سے الگ کردئے جاتے تھے اور انکو محاذ جنگ پر میمنہ یا میسرہ کی صورت مین لڑنا پڑتا تھا، رومی شاہنشاہون کے زمانے مین جو لوگ فوجمین سوارون کی حیثیت سے کام کرتے تھے، وہ جمہوری حکومت کے زمانے سے کہین مختلف تھے عہد جمہور مین روم اور اٹلی کے شریف خاندانون کے نوجوان سوارون مین داخل ہوتے اور ملکی خدمت انجام دیتے تھے اور اس طرح اپنے کو مجلس ملکی کے ممبر اور کونسل ہونے کا اہل بناتے تھے، اپنے بہادرانہ کارنامون سے ملک کی حریت و آزادی برقرار رکھتے تھے، لیکن جب حکومت پلٹا کھایا تو ان لوگون نے جو فوجون مین سوارون کی حیثیت سے کام کرتے تھے، اس زندگی کو خیرباد کہا اور مقدمات فیصل کرنے اور محصول جمع کرنے کا کام اپنے ہاتھ مین لے لیا گو جب کبھی وہ فوجمین آتے تو فوراً انکو سوارون کی ایک پلٹن یا دستہ کی افسری مل جاتی، ٹراجن اور ہیڈرین نے

اپنے سواروں کو ان حصص ملک اور صوبجات سے بھرتی کیا تھا جہاں سے پیدل سپاہ کے لئے گھوڑے حاصل کئے جاتے تھے، وہ اکثر اسپین اور کیپاڈوشیا میں تربیت پاتے تھے، رومی سوار اُن زرہوں کو جو مشرق میں استعمال کیجاتی تھیں اور جو تمام جسم کی حفاظت کرتی تھیں، بالکل ناپسند کرتے تھے، انکے لئے جو اسلحہ مفید تھے وہ ایک خود ایک مستطیل سپر، ہلکے بوٹ، اور اوپری حصۂ جسم کو محفوظ رکھنے والی زرہ تھے، حملہ کرنے کے لئے انکو صرف ایک نیزہ اور ایک چوڑی تلوار کی ضرورت تھی، معلوم ہوتا ہے کہ رومیوں نے برچھے اور تلم کا استعمال وحشیوں سے سیکھا تھا۔

امدادی سپاہ

گو سلطنت کی بقا کا دارومدار، اس کی خاص سپاہ پر تھا، لیکن رفتہ رفتہ ارباب حکومت نے ان تمام باتوں کو اختیار کرنا شروع کیا جو جنگ میں انکے مفید مطلب ہو سکتی تھیں، صوبوں کے باشندوں کے ساتھ جن کو اب تک شہری ہونے کی عزت نصیب نہ ہوئی تھی رعایتیں کی گئیں۔ مفتوح شہزادوں اور محکوم جماعتوں کو جو سرحدوں پر رہتے تھے فوجی خدمات کے وعدہ پر آزادی دی گئی، اکثر ایسا ہوا کہ وحشیوں کے منتخب سپاہیوں کو روم کی مرکزی حکومت کے لئے فتوحات حاصل کرنے کو ارباب حکومت نے بزور یا مختلف قسم کی ترغیبیں دیکر دور دراز ممالک میں بھیجدیا، ان سب کا شمار امدادی طاقتوں میں ہوتا تھا، اور گو مختلف اوقات اور حالات میں اُن میں تبدیلیاں ہوتی رہیں، ان کی تعداد تقریباً روم کی اصلی سپاہ کے برابر تھی، اس امدادی فوجیں جو دستے سب سے بہادر اور وفادار تھے، انکو رومی فوج کے شکل سرداروں اور صوبہ داروں کی ماتحتی میں فوجی تعلیم دی جاتی تھی اور انکے لئے فوجی نظام و قواعد کی پابندی لازمی تھی، لیکن وحشیوں کے چند دستوں کے علاوہ عموماً یہ لوگ اپنی پرانی عادتوں آبائی اسلحہ اور وحشی زندگی کو ایسا پسند کرتے تھے کہ کسی طرح بھی انکو چھوڑنے پر تیار نہ ہوتے، اس امدادی فوج کا فائدہ یہ تھا کہ رومی فوج کے ہر دستہ کے ساتھ کچھ حصہ وحشیوں کا مخصوص ہوتا تھا، ان لوگوں میں لڑنے بھڑنے کے لئے معمولی سپاہی بھی تھے، اور دُور سے استعمال ہونے والے اسلحہ کا ذخیرہ انکے ساتھ رہتا تھا، یہ لوگ دُنیا کی ہر قوم سے لڑنے کی اہلیت رکھتے تھے اور وجہ یہ تھی کہ انکو رومی فوج کی سی تعلیم ملی تھی

توپخانہ

اور انکے تمام قواعد وغیرہ کی پابندی انکے لئے لازمی تھی رومی فوج کے پاس وہ کافی سامان جنگ رہتا تھا جسکو ہم توپخانہ کا سامان کہتے ہیں، انکے پاس دس بڑے بڑے اور پچپن چھوٹے انجن تھے، یہ انجن جنگی ہمدی شکل میں نہایت زور اور خوفناک طریقہ سے پتھروں کی بارش کرتے تھے،

لشکرگاہ

ان لشکرگاہوں کی جہاں رومی افواج قیام کرتی تھیں شکل ان شہروں کی سی ہوتی تھی، جنکے گرد فصیل ہوتی ہو، جب کوئی مقام لشکر کے قیام کے لئے پسند کر لیا جاتا تھا تو ہراول کے لوگ آگے سے پہونچکر زمین کو بالکل ہموار کر دیتے، اسکی شکل چوکھونٹی ہوتی تھی اور ۷۰۰ گز کے ایک مربع لشکرگاہ میں بیس ہزار

رومی سپاہی بسر کرتے تھے، حالانکہ موجودہ زمانہ مین اتنی سپاہ کے لئے اُس سے سہ گُنی وسعت کی ضرورت ہوگی۔ لشکر گاہ کے وسط مین افسرون یا سپاہسالارون کے خیمہ ہوتے تھے، اور یہ سب سے بلند ہوتے تھے، سوار، پیدل، اور امدادی سپاہ کے مقامات الگ الگ ہوتے تھے، سڑکین بہت کشادہ اور بہت سیدھی ہوتی تھین، خیمون اور فصیل کے مابین دو سَو فیٹ کا فاصلہ ہر طرف چھوڑا رہتا تھا۔ یہ فصیل عام طور سے ۱۲ فیٹ بلند ہوتی تھی اور اسکی حفاظت مضبوط اور پیچیدہ مورچون سے کیجاتی تھی، اسکے اردگرد ایک خندق ہوتا تھا جس کی گہرائی اور عرض نو ۱۲-۱۱ فیٹ تھے، ان چیزون کی تعمیر کا کام بھی فوج کے متعلق تھا، سپاہی جس طرح تلوار و نیزہ کا استعمال جانتے تھے اسی طرح وہ پھاوڑے اور چھینی وغیرہ بھی استعمال کرتے تھے، بہادرانہ طور پر کام کرنے کی صلاحیت، ممکن ہے کہ عطیۂ فطرت ہو لیکن اس طرح کے کام کرنے کی صلاحیت جسمین انتہائی صبر کی ضرورت ہے بغیر عادت و تربیت کے نہین آسکتی۔

حالتِ سفر جب روانگی کا اعلان ہوتا تو فوراً تمام سپاہی لشکر گاہ سے نکلکر اپنی اپنی جگہ پر ترتیب کیساتھ پہونچ جاتے۔ اسلحہ کے علاوہ جو کسی طرح بھی سپاہیون کو بار نہ معلوم ہوتے۔ انکو استعمال کے برتن، فصیل بنانے کے اوزار، اور کئی کئی دن کے کھانے کا سامان بھی خود لیجانا پڑتا۔ اگر اتنا بوجھ آجکل کے سپاہیون کو لیجانا پڑے تو شاید انکے لئے یہ ایک ناقابل برداشت مصیبت ہوجائے لیکن رومی سپاہیون کو اتنا بوجھ لئے ہوئے ایک ساتھ قدم اُٹھانا اور چھ گھنٹہ مین بیس میل کی رفتار سے چلنا پڑتا تھا۔ جب دشمن سامنے آتا تو اسباب کو ایک طرف ڈالکر اپنی صفین بنالیتے تھے۔ پتھر چلانے والے اور تیر انداز آگے رہتے تھے، امدادی سپاہ آگے آگے اور اسکے پیچھے رومی سپاہ ہوتی تھی، فوج کے دائین بائین سوارون کے پرے ہوتے، اور فوجی انجن سب سے آخر مین رکھے جاتے تھے۔

فوجکی تعداد اور آراستگی یہی وہ فنون جنگ تھے جن کی بدولت رومی تاجدار اپنی وسیع مملکت کو نوجی آن بان کیساتھ اُسوقت محفوظ رکھ سکے جب عیش پسندی اور خود مختار شخصی حکومت کا دور دورہ تھا، اگر ہم رومی سپاہ کی نظم و ترتیب کا ذکر کرتے ہوئے اُن کی تعداد کا ذکر چھیڑین، تو ہم اُس کا صحیح حال بتا سکین گے۔ خیال یہ ہے کہ اصل رومی فوج جو تعداد مین چھ ہزار آٹھ سو اکتیس سپاہیون پر مشتمل تھی، امدادی فوج سمیت بارہ ہزار پانچسو ہوجاتی تھی۔ ہیڈرین اور اس کے جانشینون کے پُرامن زمانہ مین ایسے ایسے تیس سالے نوجین موجود تھے اور پوری نوجکی تعداد تقریباً تین لاکھ بہتر ہزار تھی، رومی سپاہ کے خیال مین شہر پناہ کی دیوارونکے اندر رہنا کمزوری کی علامت تھی، یہ لوگ دریاؤن کے کنارے وحشیون کی سرحد کے قریب اپنی چھاؤنیان بناتے اور ان مین رہتے تھے، چونکہ لشکر گاہ اکثر مستقل ہوتے تھے اسوجہ سے ہم سپاہ کی تقسیم کا حال بیان کرنا زیادہ مناسب خیال

کرتے ہین، برطانیہ کے لئے صرف تین رسالہ کافی سمجھے گئے تھے، فوج کا خاص حصہ دریائے ڈینوب اور رائین کے کنارون پر رہتا تھا اور اُسمین سولہ رسالے تھے، ان کی تقسیم یون کی گئی تھی کہ دو رسالے جرمنی کے جنوب مین اور تین شمال مین رہتے تھے۔ رہیشیا اور نارکیم مین دونون جگہ ایک ایک رسالہ۔ پینونیا مین چار رسالے تھے، میسیا مین تین اور ڈیشیا مین دو، دریائے فرات کی حفاظت کے لئے آٹھ رسالے تھے جن مین سے چھ سیریا مین اور دو کپاڈوشیا مین رہتے تھے مصر، افریقہ اور اسپین چونکہ مرکزی سلطنت سے بہت دور تھے، اسوجہ سے وہان صرف ایک ایک رسالہ ملک مین امن رکھنے کے لئے کافی تھا، اٹلی مین بھی فوجی انتظام کافی تھا، بیس ہزار سے زیادہ سپاہی "جو شہری دستون"، اور سلطان کے محافظین" کے ممتاز لقبون سے یاد کئے جاتے تھے، دارالسلطنت اور تاجدار کی حفاظت کے لئے موجود رہتے تھے یہ سپاہی اکثر سازشون اور خوفناک انقلابون کے بانی ہوتے تھے، اور اسوجہ سے ان کا ذکر خصوصیت سے آئندہ کیا جائیگا لیکن ان کے اسلحہ اور انتظامات مین معمولی رسالون کے سپاہیون سے کوئی خصوصیت نہ تھی، البتہ ان کی وردی زرا بہتر ہوتی تھی اور وہ سختی سے فوجی قوانین کی پابندی کرنے پر مجبور نہ تھے۔

بحری طاقت

سلطنت کی عظمت کے مقابلہ مین گو بحری طاقت کی حالت اچھی نہ تھی لیکن پھر بھی ضرورت کے لائق بہت کافی تھی، رومی اپنی فتوحات کو خشکی تک محدود رکھنا چاہتے تھے، اور ٹائر، کارتھیج اور مارسیلز والون کی طرح دوسرے ممالک مین جاکر وہان کے ساحلون پر قبضہ کرنے کے خواہشمند نہ تھے۔ بجائے اسکے کہ رومی سمندر پر شوق سے سفر کرتے، وہ ہمیشہ اس سے خائف رہے۔ کارتھیج کی تباہی اور بحری قزاقون کی بربادی کے بعد پورا میڈیٹرینین سمندر رومیون کے قبضہ مین آگیا اور انھون نے اسکو اپنے صوبون مین شامل کرلیا۔ شاہنشاہون کا طرز عمل یہ تھا کہ وہ امن کے ساتھ اس سمندر پر قبضہ کئے رہین اور ان کی رعایا اس کے ذریعہ تجارت کرسکے، اس اعتدال پسندی کی وجہ سے آگسٹس نے اٹلی کے دو بہترین مقامون پر دو بیڑون کو معین کیا، ایک بیڑہ روینا پر مقرر ہوا جو ایڈریاٹک سمندر مین ہے اور دوسرا مسینم پر جو نیپلس کے خلیج مین واقع ہے۔ تجربہ نے آخرکار رومیون کو یہ بتادیا کہ جب زود یا زیادہ سے زیادہ تین ترسہ بحری فتوحات حاصل کرلیتے ہین تو وہ بجائے عمدہ خدمات کے نمائش کے لئے زیادہ موزون ہوتے ہین، آگسٹس نے خود فتح ایکٹم کے موقع پر اس بات کو دیکھا کہ اُس کے چھوٹے اور ہلکے جہاز دشمنون کے بڑے بڑے عظیم الشان جہازون سے کہین زیادہ مفید ثابت ہوتے ہین، آگسٹس نے ان چھوٹے جہازون سے روینا اور مسینم کے بیڑون کو ترتیب دیکر دونون کو میڈیٹرینین کے دونون حصون کی نگرانی سپرد کی اور ان بیڑون کے لئے اُس نے کئی ہزار بحری سپاہی مقرر کئے، ان دو بندرگاہون کے علاوہ جن کی نسبت یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ وہ رومی بحری طاقت کے دو مخصوص مقامات تھے، مقام فرجوس پر جو پراونس کے ساحل پر ایک بندرگاہ ہے رومیون نے ایک زبردست فوج مقرر کی اور پونٹس کی حفاظت کے لئے چالیس جہاز اور تین ہزار سپاہی مخصوص

کرتے، انکے علاوہ کچھ اور جہاز بھی تھے جن سے برطانیہ اور گال کے درمیان آمد و رفت ہوتی تھی، بہت سے جہاز رہائین اور ڈینوب کے کنارے پر مقرر تھے، وہ دشمنون کے ملک کو تباہ کرتے اور وحشیون کے راستے کو روکتے رہتے تھے، تخمیناً تمام رومی سپاہ مین پیدل، سوار، امدادی سپاہ، محافظ سپاہ، رسالے اور بحری سپاہی وغیرہ سب ملا کر پچاس ہزار النفوس سے زیادہ نہ ہونگے۔ یہ بڑی تعداد دیکھنے مین تو ضرور بڑی معلوم ہوتی ہی لیکن گزشتہ صدی کے

پوری فوج کا تخمینہ

ایک فرانسیسی[1] تاجدار کی فوج کے برابر ہے جس کے قبضہ مین رومی سلطنت کا صرف ایک حصہ تھا۔

سلطنت کے مختلف صوبے

ہم نے اس بات کی کوشش کی ہی کہ ان اصولون کو جن پر ہیڈرین اور انٹونینس کی طرز عمل کی بنیاد تھی، اور اُس طاقت کو جو ان کی تقویت کا باعث تھی تفصیلی طور پر بیان کرین، لہذا اس موقع پر وضاحت اور صحت کے ساتھ ان صوبون کا بیان کرنا بے موقع نہ ہوگا جو روم کی عظیم الشان سلطنت کے زیر حکومت آگئے تھے اور جو اس سے پیشتر مختلف خود مختار ریاستون مین منقسم تھے۔

اسپین

ملک اسپین کے حدود (جو سلطنت روم، یورپ، اور اس زمانہ کی محدود دنیا کی مغربی حد تھی) ہمیشہ سے بغیر کسی تغیر و تبدل کے اپنی حالت پر قائم رہے ہین، پائرنیز سلسلہ کوہ، میڈیٹرینین سمندر اور بحر اٹلانٹک ملک کی قدرتی حدود ہین۔ اسپین کے بڑے جزیرہ نما کو جو آجکل دو تاجدارون کے درمیان منقسم ہی، آگسٹس نے تین صوبون مین تقسیم کر رکھا تھا۔ ان صوبون کے نام لوسی ٹینیا، بیٹیکا، اور ٹیراکونسس تھے جس مقام پر آجکل پرتگال ہی، وہان لوسی ٹانینس کی جنگجو آبادی تھی، اور جو نقصان مشرق مین اُٹھانا پڑا تھا، وہ شمال کی طرف پیش قدمی کرنے سے پورا ہوگیا۔ غرناطہ اور اندلوشیا کے اردگرد کے مقامات وہ ہین جو اُس زمانہ مین صوبہ بیٹیکا کے تھے، اسپین کے باقی حصے گیلیشیا، آسٹوریاس، بسکے، نورے، لیون، دونون کاسٹائلس، مرشیا ولینشیا، کیٹالونیا، اور ارگون وغیرہ کو ملا کر ایک دوسری رومی حکومت قائم ہوئی تھی، جسکا نام دار السلطنت کے نام پر ٹیراگونا رکھا گیا تھا، پرانے وحشیون مین سے سلٹیبیرینس بہت طاقتور تھے اور کنٹابیرینس، اور اسٹوریئنس بہت مستقل جنگجوئی کا مادہ رکھتے تھے، وہ اپنی پہاڑیون کو ایک مستحکم قلعہ سمجھتے تھے اور اسی بنا پر انھون نے آخر دم تک رومیون کا مقابلہ کیا اور سب سے آخر مین ان کی اطاعت قبول کی، یہی لوگ تھے جنھون نے سب سے پہلے عربون کی حکومت سے آزادی حاصل کی تھی۔

گال

گال کا پرانا صوبہ جسمین پائرینیز اور آلپس اور دریائے رائن اور سمندر کے درمیان کی تمام زمین شامل تھی، موجودہ فرانس سے وسعت مین کہین زیادہ تھا، موجودہ فرانس مین اگر اُس کے زمانہ حال کے فتوحات

---

[1] یعنی لوئی چہار دہم آف فرانس

الاسی اور لورین کے علاوہ سیوائے، سوئٹزرلینڈ، رہائن کی ریاستین، لیج کی حدود، لگزمبرگ، ہینالٹ، فلانڈرس اور بیر آنبٹ کو بھی شامل کرین تو وہ زمانہ قدیم کے گال کے برابر ہو سکتا ہے جب آگسٹس نے اپنے باپ کے مفتوح مقامات مین قانون کو رواج دیا تو گال کو مختلف حصون مین تقسیم کر دیا اور یہ تقسیم افواجکی نقل و حرکت اور اپنی قومی اور ملکی خصوصیتون کا لحاظ رکھکر عمل مین آئی حالانکہ اسی کی بدولت چھوٹے قریب قریب خود مختار ریاستون مین منقسم رہ چکا تھا میڈیٹرنین کے ساحل لینگیڈوک، پراونس اور ڈافن وغیرہ کو ناربن کی نوآبادی سے نام ملا۔ اکیوٹین کی حکومت پائیرنیز سے لے کر لوائر تک وسیع کر دی گئی، لوائر اور سین کے درمیان جو خطہ ملک تھا اسی کا نام سلٹک گال رکھا گیا، اُسکا نام ایک دوسری نوآبادی، لجونم یا لائنس سے لیا گیا تھا، بلجک دریائے سین کے اس پار واقع تھا اور پرانے زمانے مین صرف رہائن تک محدود تھا، لیکن سیزر کے زمانے سے پیشتر اپنی طاقت کا ناجائز استعمال کر کے جرمنون نے بلجک کے ملک کا ایک بہت بڑا حصہ دبا لیا تھا۔ رومی فاتحون نے ایسے موقع کو غنیمت سمجھا اور گال کے رہائن کے حدود کا نام بیسل سے لیکر لیڈن تک "اپر جرمنی" اور لور جرمنی" رکھا گیا، انٹونینس کے زمانے مین جو چھ صوبے تھے، انکے نام ناربونینز، اکیوٹین، سلٹک، لائونیز، بلجک، اور دو جرمنیان تھے۔

برطانیہ ہم اس سے پہلے بھی ان رومی فتوحات کا جو انکو برطانیہ مین حاصل ہوئین، اور ان حدود کا جو انھون نے قائم کین، ذکر کر چکے ہین، رومی حکومت مین پورا انگلستان، ویلس، اور اسکاٹ لینڈ کا جنوبی حصہ ڈمبارٹن، اور ایڈنبرگ کے فرتھ تک سب شامل تھے، رومی قبضہ مین آنے سے قبل برطانیہ تیس وحشی قبیلون کی ملکیت تھا، ان قبیلون مین سے سب سے زیادہ قابل وقعت بلجی قبیلہ مغرب مین بریگانٹیز، شمال مین سائلیورس، ویلس کے جنوب مین اور آئی سنی، نارفک اور سفک مشرق مین تھے، جہان تک ہم اسپین، گال اور برطانیہ کے وحشیون کی زبان اور انکے اطوار کا مقابلہ کرتے ہین، وہ وحشیون کی ایک بہادر قوم کی مختلف شاخین نظر آتی ہین رومی طاقت کے آگے سر تسلیم خم کرنے سے قبل وہ اکثر دوران جنگ مین اپنی شکست کو شکست نہ سمجھ کے جنگ دوبارہ جاری کر دیتے تھے، جب وہ رومی حکومت کے زیر اثر آگئے تو یورپی صوبون کے مغربی حصہ مین انھین کی آبادی تھی اور یہ صوبہ ہرکیولیس کے ستونون سے لے کر انٹونینو کی دیوار تک، اور دریائے ٹیگس کے دہانے سے لیکر دریائے رہائن اور دریائے ڈینیوب کے مخرجون تک پھیلا ہوا تھا۔

اٹلی رومیون کی فتح سے قبل اس خطہ کا جو آجکل لمبارڈی کہلاتا ہے، ملک اٹلی مین شمار نہ ہوتا تھا، اس خطہ پر گال لوگون کی ایک نوآبادی کا قبضہ ہو گیا تھا، جو دریائے پو کے کنارون پر پیڈمانٹ سے لیکر رومگنا تک آباد ہوئے اور آلپس کے سلسلہ کوہ سے لیکر اپینائنز تک اپنے جنگجوئی کی دھوم مچا دی اور اسکا نام اپنے نام پر رکھا، لیگورین لوگ اس پتھریلے ساحل سمندر پر آباد تھے، جہان آجکل جینوا کی جمہوری حکومت قائم ہے، حکومت وینس

کا اُس وقت وجود بھی نہ تھا، لیکن اس کی سرحد پر وینشین لوگ آباد تھے۔ جزیرہ نما کے وسطی حصہ مین، اس زمانہ مین
ڈچی آف ٹسکنی اور ایک مذہبی ریاست واقع ہین، پُرانے زمانے سے اٹرسکنس اور امبرینس کا مسکن تھے، اٹرسکن
وہ لوگ ہین جنھون نے اٹلی مین اوّل اوّل تہذیب، تمدن کو روشناس کیا۔ اس لیئے تمام اٹلی ان کی
ممنون احسان ہے۔ روم کی سات پہاڑیون کے نیچے ہوکر دریائے ٹائبر بہتا تھا، اور سامنے لیٹین، اور والسی
کا مسکن، دریا کے کنارے سے نیپلس تک اُس کی ابتدائی فتوحات کا تماشا گاہ تھا۔ اس مشہور و معروف
سرزمین پر کانسلون نے اوّل اوّل اپنے فتوحات پر جشن منائے، انکے جانشینون نے محل تیار کرائے، اور بعد مین آنے
والی نسلون نے اس مقام پر صومعے تیار کئے۔ نیپلز کے بعد کی سرزمین کمپینیا اور کیمپانیا کے قبضہ مین تھی، باقی
سلطنت مین مختلف جنگجو قومین آباد تھین، ان مین سے چند کے نام مرسی، سیمنائٹس، اپولینس اور کرانینس ہین، اور
ساحل سمندر پر خوشحال یونانیون کی نوآبادیان قائم تھین۔ یہان یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب آگسٹس
نے اٹلی کو گیارہ صوبون مین تقسیم کیا، تو آسٹریا کے چھوٹے سے صوبہ کو روم کے دارالسلطنت مین شامل کردیا۔

ڈینوب اور الیریا کی سرحدین

سلطنت روم کے وہ صوبے جو یورپ مین تھے، رہائن اور ڈینوب کی وجہ سے محفوظ رہتے تھے، دریائے ڈینوب، رہائن کے مخرج سے صرف
تیس میل کے فاصلہ پر پہاڑون سے نکلتا ہے، جنوبی مشرقی حصہ مین تیرہ سو میل زمین کو سیراب کرنے، ساٹھ جہاز
رانی کے قابل دریاؤن کو اپنا معاون بنانے کے بعد چھ شاخون مین منقسم ہوکر یوکسین مین جو اتنے پانی کے مقابل
بہت لپست معلوم ہوتا ہے، گرتا ہے، ڈینوب کے صوبون کا عام نام الیریکم یا الیرم پڑا اور یہ صوبے سلطنت مین سب سے
زیادہ جنگجو خیال کئے جاتے تھے، لیکن زیادہ موزون یہ ہوگا کہ وہ رہیشیا، ناریکم، پنونیا، ڈلمیشیا، ڈیشیا، میزیا،
تھریس، مقدونیا، اور یونان کے نام سے پکارے جائین۔

رہیشیا

رہیشیا کا صوبہ، جس نے وندالیشنس کا نام صفحہ ہستی سے مٹادیا۔ ایلپس کی چوٹیون اور دریائے
ڈینوب کے منبع سے لے کر اس مقام کے کنارے تک جہان وہ دریائے ان سے ملتا ہے پھیلا
ہوا تھا، اس وسیع ملک کا [illegible] حصہ، بویریا کے والی حکومت کے زیر فرمان ہے۔ شہر آگسبرگ کی حفاظت جرمن
حکومت کی طرف سے ہوتی ہے۔ گریسنز [illegible] گ اپنے پہاڑون مین محفوظ ہین، اور ٹائرال کے ملک کا شمار آسٹریا کے
تاجدار کے بہت سے صوبون مین [illegible] ہوتا ہے۔

ناریکم اور پنونیا

وہ وسیع خطہ جو دریائے ان، ڈینوب اور سیو کے درمیان گھرا ہوا ہے، اور جسمین آسٹریا،
کیرنتھیا، کارنیولا، جنوبی ہنگری، اور سلیونیا وغیرہ آباد ہین، پُرانے وقت کے لوگون
کو ناریکم اور پنونیا کے نام سے معلوم تھے، ان کی ابتدائی خودمختاری کے زمانے مین یہان کے وحشی باشندون مین

بہت اتحاد تھا۔ رومی عہد حکومت مین بھی وہ لوگ متحد تھے اور آج تک ایک خاندان کے ورثہ دار بنے ہوئے ہین
اُن مقامات مین ایک جرمن شہزادہ مسکن گزین ہی جو اپنے آپ کو رومیون کا شاہنشاہ سمجھتا ہی اور جو آسٹرین حکومت
کا مددگار اور باعث تقویت ہی، اس موقع پر یہ کہنا نامناسب نہ ہوگا کہ اگر ہم بوہیمیا، موریویا، آسٹریا کے شمالی
حصہ، اور ہنگری کے اس حصہ کو جو ٹیس اور ڈینوب کے درمیان ہی، علیحدہ کر دین، تو باقی حصہ جو آسٹرین حکومت مین
باقی رہجاتا ہی وہ سب کا سب رومی حدود سلطنت مین شامل تھا۔

ڈلمیشیا ڈلمیشیا جسکو الیریکم کہنا زیادہ موزون ہی، دریائے سیو اور بحر اڈریاٹک کے درمیان ایک لمبا حصہ
ملک تھا جس کی چوڑائی کم تھی۔ ساحل کا بہترین حصہ جس کا پرانا نام آج تک چلا آتا ہی، ریاست
وینیشیا کا ایک ٹکڑا ہی، اور ایک چھوٹی سی ریاست رگوسا کا دار الحکومت ہی، ساحل سے ہٹکر جو مقامات اندرونی
حصہ ملک مین واقع ہین، وہ اپنے اسکلیونین نامون کروشیا اور بوسینا سے پکارے جاتے ہین، کروشیا ایک آسٹرین
صوبہ دار اور بوسینا ایک ترکی پاشا کے زیر حکومت ہی، لیکن تمام ملک مین اب تک وحشی قبیلے آباد ہین اور ان کی
خودمختارانہ آزادی سے یہ پوری طور پر نہین معلوم ہو سکتا کہ عیسائی اور اسلامی حدود کے درمیان حد فاصل کیا ہی۔

میزیا اور ڈیشیا جب ٹیس اور سیو دریائے ڈینوب مین مل چکے تھے، تو یونانی اسکو الیسٹر کے نام سے یاد
کرنے لگے، شہر روم مین یہ دریا میزیا اور ڈیشیا کے درمیان حد فاصل تھا۔ ہم پہلے دیکھ
چکے ہین کہ ڈیشیا ٹراجن کی فتوحات مین سے تھا اور دریا پار کا اکیلا صوبہ تھا، اگر ہم ان ممالک کی موجودہ حالت
معلوم کرنا چاہین تو دیکھین گے کہ دریائے ڈینوب کے بائین کنارے پر کے ٹیمسوار اور ٹرانسلوینیا، کئی انقلابون
کے بعد ہنگری کی حکومت مین شامل کر لئے گئے ہین۔ اور مالڈیویا و ولاشیا سلطان ٹرکی کو اپنا سردار تسلیم کرتے
ہین، میزیا جو دریائے ڈینوب کے داہنے کنارہ پر ہی اور جو قرون وسطی مین وحشیون کی دو سلطنتون، سرویا
اور بلگیریا مین منقسم تھا، اب پھر ٹرکی کے مقبوضات مین شامل ہو گیا ہی۔

تھریس، مقدونیہ اور یونان تھریس، مقدونیہ اور یونان کی وسیع خطہ کو ترک آجتک رومیلیا
کے نام سے پکارتے ہین، اس سے ان کی اُس عظمت کا پتہ
چلتا ہی، جو انکو رومی حکومت کے زیر سایہ حاصل تھی، انٹونینس کے زمانہ مین تھریس کا جنگجو خطہ کوہ ہیمس اور کوہ
رہوڈوپیا سے لیکر باسفورس اور ہیلسپانٹ تک ایک صوبہ شمار کیا جاتا تھا۔ باوجود اس کے کہ مختلف تاجدار
یکے بعد دیگرے تخت سلطنت پر بیٹھے اور مذہب مین بے انتہا تغیرات واقع ہوئے، شہر روم جسکو کانسٹنٹائین نے
باسفورس کے کنارون پر آباد کر کے دار السلطنت قرار دیا تھا، آجتک ایک بڑی سلطنت کا دار الحکومت بنا ہوا ہی
[illegible] جس کی حکومت کا سکہ اسکندر کے زمانہ مین ایشیا مین بیٹھا ہوا تھا، فلپ اور [illegible] کے عہد حکومت

مین بہت فوائد حاصل ہوئے، اور یہ سلطنت اپنی ماتحت ریاستون، ایپرس اور تھسلی کی وجہ سے ایجین سی سے لیکر آیونین سی تک پھیلی ہوئی تھی۔ جب ہم اسپارٹا کے تھیبیز اور ایتھنس کے آرگاس کی شہرت پر غور کرتے ہین، تو ہم مشکل سے اس بات کا یقین کر سکتے ہین کہ اتنی زبردست اور غیر فانی جمہوری ریاستین، رومن سلطنت کے ایک صوبہ مین شامل کر لی گئی تھین، یہ صوبہ چونکہ ایکین لیگ کے زیر اثر تھا، اس لئے وہ صوبہ آچیا کہلاتا تھا۔

ایشیائے مائنر

رومی تاجدارون کے زمانہ مین، یورپ کی حالت یہ تھی، جس کا ذکر کیا گیا۔ ایشیا کے تمام صوبہ جات مع ٹراجن کے عارضی فتوحات کے، آج ٹرکی کے مقبوضات مین شامل ہین لیکن عارضی، شخصی تقسیمون کے بجائے جو جہالت پر مبنی تھین، ہمارے لئے یہ زیادہ مفید اور بہتر ہوگا کہ ہم قدرتی تقسیم کو دیکھین، اُس جزیرہ نما کا نام جو الوکسن اور میڈیٹرینین سے محدود ہے اور جو دریائے فرات کی طرف سے یورپ کی جانب آ رہا ہے، بجا طور پر ایشیائے مائنر ہے، اس وسیع اور زرخیز خطہ کو جو ٹارس پہاڑ اور دریائے ہیلیس کے مغرب مین پھیلا ہوا ہے، رومی ایشیا کے نام سے پکارتے تھے، اس صوبہ کے ماتحت ٹرائے لیڈیا اور فریجیا کی قدیم حکومتین ہیمفیلنس، لیشینس اور کیریئنس کے ممالک جو ساحل سمندر پر واقع تھے، اور آیونیا کی یونانی نوآبادیان وغیرہ تھین جو علوم و فنون مین یونان کے برابر اور سپاہ گری مین اُس سے کمتر تھین، بتھینیا اور پونٹس مین جزیرہ نما کا شمالی حصہ قسطنطنیہ سے لے کر ٹریبی زونڈ تک شامل تھا، مقابل مین سائیلیشیا کا صوبہ سیریا کے پہاڑون تک پھیلا ہوا تھا، ملک کا اندرونی حصہ جسکو رومن ایشیا سے دریائے ہیلس جدا کرتا تھا اور جسکو آرمینیا سے دریائے فرات علیحدہ کرتا تھا، ایک وقت مین کیپاڈوشیا کی خودمختار سلطنت مین شامل تھا، اس عالم پر ہم کو دیکھنا چاہیے کہ ٹریبی زونڈ کے اس پار، اکزائین کے شمالی کنارہ پر اور ڈینوب کے اُس پار یورپ مین لوگ رومی شاہنشاہون کی حکومت اور انکے ماتحت شاہزادون، اور رومی سپاہ کی سرداری کو تسلیم کرتے تھے۔ اِن وحشی خطون کے موجودہ نام بڈزک، کرم ٹارٹری، سرکاشیا اور منگریلیا ہین۔

سیریا، فونیشیا اور ارض فلسطین

اسکندر اعظم کے جانشینون کے زمانے مین سیریا، سیلیوسیڈی کا دار الحکومت تھا جو بالائی ایشیا پر اُس وقت تک سلطنت کرتا رہا جب پارتھینس کی کامیاب سرکشی نے ان کی حکومت کو دریائے فرات اور میڈیٹرینین کے مابین محدود کر دیا، جب سیریا رومی سلطنت کے تحت مین آگیا تو یہ اُس کا مشرقی کنارہ تھا، اس صوبہ کی وسعت خودمختاری کے زمانہ مین بھی شمال مین کیپاڈوشیا کے پہاڑون تک اور جنوب مین مصر کے گرد و نواح اور بحر احمر تک محدود تھی۔ فونیشیا اور ارض فلسطین بعض اوقات سیریا مین شامل کر دیئے جاتے اور بعض اوقات الگ کر دیئے جاتے تھے، فونیشیا ایک پتلا اور پہاڑی ساحل سمندر تھا، اور ارض فلسطین رقبہ اور زرخیزی کی حیثیت سے ویلس سے کسی طرح بہتر نہ تھا، تاہم یہ دونون

خطے بنی نوع انسان کو ہمیشہ یاد رہیں گے، کیونکہ امریکہ اور یورپ دونوں کو فونیشیا نے علوم اور ارض فلسطین نے مذہب کی تعلیم دی ہے۔ سیریا کے گرد و نواح میں ایک ریگستان ہے جس میں نہ جنگل ہیں اور نہ پانی کا پتہ ہے، یہ دریائے فرات سے لیکر بحر قلزم تک پھیلا ہوا ہے اور عربوں کی خانہ بدوشی ان کی آزادی ضامن تھی، اور جب کبھی انھوں نے کسی خطہ پر جو دوسرے مقاموں کے بہ نسبت زیادہ زرخیز تھا، مستقل بود و باش اختیار کی، وہ رومی سلطنت کے محکوم ہو گئے۔

مصر

جن لوگوں نے پرانے زمانے کا جغرافیہ لکھا ہے ان کو اکثر یہ دقت پیش آئی کہ کرہ زمین کے کس حصہ کو مصر قرار دیں، بلحاظ جگہ کے، مصر، افریقہ کے عظیم الشان جزیرہ نما میں واقع ہے، لیکن مصر تک انسان صرف ایشیا کے راستے پہونچ سکتا ہے، جہان کے ہر انقلاب کے سامنے مصر سر تسلیم خم کرتا رہا ہے، ایک رومی سردار ٹالمیز کے شاندار تخت پر جلوہ افروز تھا، اور آج بھی بادشاہوں کا آہنی شاہی عصا ترکی پاشا کے ہاتھ میں ہے، دریائے نیل اس ملک میں خط سرطان سے میڈیٹیرینین تک طول میں پانچ سو میل سے زاید بہتا ہے، اور آس پاس کی زمین کو دور دور تک اپنے سیلابوں سے زرخیز بنا دیتا ہے، سائیرین جو مغرب کی طرف ساحل سمندر پر واقع ہے پہلے ایک یونانی نوآبادی تھی، اس کے بعد مصر کا ایک صوبہ بن گئی، اور اب وہ بارکا کے ریگستان میں غائب ہو گئی ہے

افریقہ

سائرین سے لے کر بحر اعظم تک افریقہ کی وسعت پندرہ سو میل سے زاید ہے۔ لیکن وہ خطہ جو میڈیٹیرینین اور صحرائے عظیم کے درمیان ہے اس قدر پتلا ہے کہ کسی مقام پر وہ ۸۰ یا ۱۰۰ میل سے زاید چوڑا نہیں ہے۔ رومی، افریقہ کے مشرقی حصہ کو اس کا ممتاز اور خاص صوبہ خیال کرتے تھے۔ فونیشین کے آنے تک اس زرخیز ملک میں لیبین لوگ جو نہایت وحشی تھے، آباد تھے، کارتھیج والوں کے زیر حکومت یہ تجارت اور سلطنت کا مرکز بن گیا لیکن اب اسی کارتھیج کی حکومت زوال پذیر ہوتے ہوتے طرابلس اور ٹیونس کی ریاستوں میں محدود ہو گئی ہے نیومیڈیا کی وسیع سرزمین جو کسی زمانہ میں میسی نسا اور جوگرتھا کے زیر اثر متحد تھی، اب الجیرس کے فوجی حکومت کے ماتحت ہے، لیکن آگسٹس کے زمانے میں نیومیڈیا کے حدود وسیع نہ رہے اور کم از کم ملک کے دو ثلث حصہ نے ماریٹینا کے نام کو سیزیرینسس کے لقب کیساتھ قبول کر لیا، اصل ماریٹینیا یا زنگیوں کا ملک اور پرانے شہر ٹنگی یا ٹینجیر میں ٹنجیٹانا کے نام سے مشہور تھی، اس ملک کی جگہ آج فیض نے لی ہے، سیل کو جو ساحل سمندر پر ہے اور جو بحری ڈاکہ زنوں کی وجہ سے آج کل بہت بدنام ہے، رومی اپنی سلطنت کی حد اور اپنے جغرافیہ کا آخری مقام خیال کرتے تھے، ان کا آباد کیا ہوا ایک شہر، میکونیز کے نزدیک پایا جاتا ہے، یہاں وہ وحشی بادشاہ حکمران ہے جسکو ہم مراکو کا شاہنشاہ کہتے ہیں، لیکن یہ کسی طرح نہیں ثابت ہوتا کہ جنوبی حصے جس میں مراکو خاص اور سیلگما شامل ہیں، کبھی رومن سلطنت کے زیر نگین تھے، افریقہ کے مغربی حصوں میں سے ہو کر بہت سے سلسلہ اٹلس پہاڑ کے گزرتے ہیں، اس پہاڑ کی

شاعرون نے فضول تعریفین کی ہین، لیکن یہی پہاڑ اس بحر اعظم کے کنارے پھیلا ہوا ہی، جو پُرانے براعظم کو نئے براعظم سے جُدا کرتا ہی۔

میڈیٹرینین سی اور اسکے جزائر

رومی سلطنت کے مقبوضات کو شرح بیان کرنے کے بعد ہم دوسری طرف رجوع کرتے ہین، اسپین اور افریقہ مین ایک تنگ آبنائے حد فاصل ہی جسمین ہوکر بحر اٹلانٹک کا پانی میڈیٹرینین مین گرتا ہی۔ ہرکولیس کے ستون" جو پُرانے زمانے مین بہت مشہور تھے، دو پہاڑ تھے جو عناصر کی کش مکش سے بیچون بیچ سے پھٹ گئے تھے، اور جو پہاڑ سرزمین یورپ پر واقع ہی اُس پر اب جبرالٹر کا قلعہ بنایا گیا ہی۔ پورا میڈیٹرینین سی معہ اپنے سواحل و جزایر کے سلطنت روم مین شامل تھا، دو بڑے جزیرون مین سے بیلرس جن کا نام وسعت کے لحاظ میجارکا اور مانارکا پڑا، اول الذکر اسپین کے ماتحت اور آخر الذکر برطانیہ عظمیٰ کے ماتحت ہی۔ جزیرہ کورسیکا کے حالات بیان کرنے کی بہ نسبت، اسکی قسمت پر افسوس کرنا زیادہ بہتر ہے۔ دو اٹیلین بادشاہونکے شاہانہ خطابات سارڈینیا اور سسلی سے متعلق ہین، کریٹ جسکا دوسرا نام کینڈیا بھی ہے۔ یونان اور ایشیا کے چھوٹے جزیرون کے ساتھ ترکون کے زیر حکومت ہی، مالٹا کی چھوٹی سی پہاڑی چٹان نے ترکون کا خوب مقابلہ کیا ہی اور اپنے فوجی نظام کے ماتحت بہت شہرت حاصل کی ہی۔

سلطنت روم کی عام حالات

اس سلطنت کے بے شمار صوبون کے نامون اور تعداد کی بنا پر جن کی بنیاد دن پر آج کئی زبردست حکومتین قائم ہین، ممکن ہی کہ ہم رومیون کے بیجا فخر و غرور اور انکی جہالت کو بھول جائین، رومیون نے نشۂ حکومت سے بیخود ہوکر، اپنی ناقابل تسخیر طاقت کے زعم مین اور رومی شاہنشاہون کے واقعی یا ظاہری اعتدال پر نازان ہوکر سرحدی ممالک پر حقارت سے نظر ڈالی، اور اکثر انکے فتح کرنیکا خیال تک دلمین نہ لائے، اس طرح وہ ممالک اپنی وحشیانہ آزادی کو برقرار رکھ سکے! رومی اپنی سلطنت کو پورا کرۂ زمین سمجھتے رہی، لیکن زمانہ حال کے ایک مورخ کے علم و مزاج کے لئے اس سے صحیح تر زبان کی ضرورت ہی، وہ اس طرح صحیح طور پر واقعات کی ایک تصویر کھینچ سکتا ہی کہ رومن سلطنت کی چوڑائی انٹونینس کی دیوار اور ایشیا کے شمالی حد سے لے کر اٹلس پہاڑ اور خط سرطان تک دو ہزار میل سے کچھ زاید تھی۔ اسکی لمبائی مغربی بحر اعظم سے دریائے فرات تک تین ہزار میل سے زاید تھی۔ یہ سلطنت منطقۂ معتدلہ کے بہترین مقام مین شمالی عرض البلد کے چوبیسوین[۲۴] اور چھپنوین[۵۶] ڈگری مین واقع تھی، اور اس کا رقبہ سولہ[۱۶] لاکھ مربع میل سے زاید تھا جس مین سے اکثر حصہ زرخیز اور آباد تھا۔

باب دوم

انٹونینین بادشاہونکے عہد حکومتہ مین سلطنت کا اتحاد اور اندرونی خوشحالی

اصول سلطنت

صرف فتوحات کی رفتار اور وسعت ہی سے ہم سلطنت روم کی عظمت کا اندازہ نہین کر سکتے روس کا تاجدار، اُس سے کہین زیادہ رقبہ پر حکومتہ کرتا ہو۔ مسٹر ہیلپس کا راستہ طے کرنے کے سات برس بعد، اسکندر اعظم نے مقدونیہ کے علامات فتح کو دریائے ہائی فاسس کے کنارون پر تعمیر کیا تھا۔ ایک صدی سے کم کے عرصہ مین چنگیز اور دوسرے مغل شاہزادون نے ظلم و جور اور اپنی عارضی حکومتہ کو ایک طرف تو بحر چین اور دوسری طرف مصر اور جرمنی کے حدون تک پہونچا دیا تھا۔ لیکن رومی سلطنت کی مضبوط بنیاد مدتون غور و خوض کر کے قائم کی گئی تھی، ٹراجن اور انٹونینس کے فرمان بردار صوبجات قانوناً سلطنت مین ملائے گئے تھے اور اب وہان علوم و فنون کا دور دورہ تھا۔ ایسا بھی ہوتا تھا کہ ارباب حکومتہ کی حرکتون سے انکو نقصان پہونچا لیکن حکومتہ کے عام اصول عقلمندی، سادگی اور رفاہ عام پر مبنی تھے یہ لوگ اپنے آبا و اجداد کے مذہب پر قائم تھے، اُن پر انصاف اور عقل سے حکمرانی کی جاتی تھی اور انہین بہت سے فائدے اور فاتحین کے سے مساویانہ حقوق حاصل تھے۔

درگزر کرنیکی عام پالیسی

شاہنشاہون اور مجلس مُلکی کا مذہب کے متعلق جو طرز عمل تھا، وہ خوش قسمتی سے تعلیم یافتہ طبقہ کے خیالات کے مطابق تھا اور ضعیف الاعتقاد لوگ بھی اسی طریقہ کے عادی تھے ملک مین عبادت کے مختلف طریقے رائج تھے، اور ان تمام طریقون کو لوگ سچا سمجھتے تھے، فلسفی لوگ ان سب کو غلط اور مجسٹریٹ ان کو مفید خیال کرتے تھے، اس مذہبی آزادی سے نہ صرف لوگ ایک دوسرے کے عقائد سے متعرض نہ ہوتے بلکہ ان مین مذہبی اتحاد بھی تھا۔

عوام

عوام کی ضعیف الاعتقادی مین مذہب کی سختی کو کوئی دخل نہ تھا۔ اور نہ انکی ضعیف الاعتقادی چند خاص خیالات تک محدود تھی، رومی لوگ جو کبھی خدا اُن کو پوری عقیدت سے پوجتے، اور اپنے قومی رسوم کو تمام و کمال بجالاتے تھے، دُنیا کے تمام مذاہب کی سچائی پر یقین کامل رکھتے تھے، خوف، احسان

شوق، خواب، کسی قسم کا شگون، بدانتظامی، دور دراز مقامات کا سفر وغیرہ، یہ ایسی چیزیں تھیں جن سے اُن چیزون مین اضافہ ہوجاتا جن پر وہ اعتقاد رکھتے تھے، اور ان محافظین کی تعداد بڑھ جاتی جن سے انکو مدد کی توقع ہوتی تھی، جن چیزون پر رومی بت پرستون کے علم الاصنام کی بنیاد تھی، وہ کئی تھین لیکن باہم مختلف نہ تھین۔ جب یہ طے پایا کہ اُن عقلمندون اور بہادرون کو جنھون نے ملک کی خدمت کرنے مین عمر بسر کی ہو یا جو اس حالت مین مرگئے ہین، عزت و رتبہ ملنا چاہئے اور انکے نام کو قائم رکھنا چاہئے تو علم طور پر اس بات کا اقرار کیا گیا کہ فی الواقع یہ لوگ اگر قابل پرستش نہین ہین توکم از کم اس قابل تو ضرور ہین کہ تمام بنی نوع انسان انکو عزت کی نظر سے دیکھین۔ رومن لوگون کے نزدیک ہزارون درختون کے جھنڈون اور ہزارون چشمون کے دیوتا الگ الگ تھے اور وہ سب بلا ایک دوسرے سے جنگ و جدل کئے ہوئے نہایت سکون سے مختلف مقامون پر اپنا اپنا اثر قائم کئے ہوئے تھے، ان کی آزاد خیالی کا یہ عالم تھا کہ وہی رومی جو دریائے ٹائبر کے غصہ سے ہمیشہ استغفار کرتے تھے۔ اُن مصریون سے کسی قسم کی نفرت نہ کرتے جو دریائے نیل کی دیوی کے آگے تحفے تحائف پیش کرتے رہتے تھے و انکے نزدیک فطرت کی ظاہر بظاہر طاقتین مثلاً سیارے اور عناصر، تمام کائنات کے لئے ایک تھے اور اُن مین کوئی فرق نہ تھا۔ اُن دیوتاؤن کی بابتہ جن کی نسبت یہ خیال تھا کہ وہ اخلاقی دُنیا کے منتظم ہین اسی قسم کی چیزین مشہور تھین اور مختلف افسانے اور تمثیل دار قصے گڑھے جاتے تھے، ہر خوبی و بدی کا ایک ایک دیوتا ہر فن اور پیشہ کا ایک ایک مربی تھا، ان لوگون کے صفات مختلف زمانون اور دُور دراز کے ممالک مین انکے پُوجاریون کی صفات کے لحاظ سے متعین کئے جاتے تھے، دیوتاؤن کی اس جمہور کے لئے جس کا ہر فرد دوسرون سے الگ خیالات رکھتا، ایک ایسی ہستی کی ضرورت تھی جو اپنے علم اور دوسرون کی چاپلوسی کی نسبت سے رفتہ رفتہ ابدی آتالیق اور قادر مطلق شاہنشاہ تسلیم کیا جانے لگا۔

اس قدیم زمانے کے لوگون کی مذہبی حالت یہ تھی جسکا بیان ہوا۔ قومین، مذہبی اختلافات کے بہ نسبت، مشابہتون پر زیادہ توجہ کرتی تھین یونانی، رومی اور وحشی جب اپنے اپنے قربان گاہون کے سامنے اکٹھا ہوتے تو وہ آسانی سے اپنے دلون کو یون تسلی دے لیتے کہ مختلف نامون اور مختلف رسوم کے باوجود ہم سب ایک ہی دیوتا کی پرستش کر رہے ہین۔ ہومر نے جس لطافت سے عہد قدیم کے علم الاصنام کا بیان کیا ہے اُس سے قدیم زمانہ کے شرک و کفر کی تصویر نہایت خوشنما معلوم ہوتی ہے۔

فلسفی

یونان کے فلسفی اپنے نظریات، فطرت انسانی کے مطالعہ پر قائم کرتے تھے اور مذہب اور احکام خداوندی سے زیادہ سروکار نہ رکھتے تھے، وہ اکثر پاکیزہ فطرت پر اس لحاظ سے غور کرتے کہ وہ نہایت عجیب اور ضروری چیز ہے، اور اس زبردست مسئلہ پر غور کرکے ان لوگون نے انسانی سمجھ کی بلند پروازی اور

کمزوری کا ثبوت دیا فلسفیون کے جو چار مشہور اسکول تھے، ان مین سے پیرگیون اور پیروان افلاطون نے اس بات کی کوشش کی کہ مذہب اور عقلی مسائل کو متحد کر دین۔ انھون نے ہمارے لئے مسبب الاسباب کی ہستی اور اسکے اکمل ہونے کے جو ثبوت چھوڑے ہین، وہ نہایت زبردست ہین، پیراگی فلسفیون کے نزدیک، صنّاع اور اس کی صنعت مین کوئی فرق نہ تھا اسی طرح وہ مادہ کی خلقت پر کبھی غور ہی نہ کر سکتے تھے، اس کے خلاف فلاطون اور اسکے پیرو، جس روحانی طاقت کو خدا مانتے تھے، اسمین مادہ کا کوئی عنصر نہ تھا وہ بالکل خیالی تھا۔ ایکاڈیمکس اور اپیکورینس کے خیالات کم مذہبی تھے، لیکن جب اول الذکر کم علمی کی بنا پر ہر چیز کو شک کی نظر سے دیکھنا شروع کیا تو آخر الذکر نے اپنی قطعی لاعلمی کی بنا پر قادر مطلق کی طاقت سے بالکل انکار کر دیا، تحقیق کے شوق سے جس کی عام طور پر تعریف ہوتی تھی اور اس آزادی کی وجہ سے جو حاصل تھی علمائے فلسفہ مین اختلاف ہو گیا تھا، اور وہ مختلف گروہون مین جو ایک دوسرے سے لڑتے بھڑتے رہتے تھے منقسم ہو گئے تھے، ان ہوشیار نوجوانون کو جو بغرض تحصیل علم سلطنت کے تمام حصون سے ایتھنس اور دوسرے علمی مرکزون مین آتے تھے۔ ہر اسکول مین یہی تعلیم ملتی تھی کہ وہ عوام کے مذہب کو ذلت اور تحقیر کی نظر سے دیکھین اور واقعی یہ کیونکر ممکن تھا کہ ایک فلسفی شعرا کے فضول لچر افسانون، اور بے ترتیب روایات قدیمہ کو مذہبی حقایق کی مثل تسلیم کر لیتا، اور ان لوگون کی جن کو وہ معمولی انسان خیال کرتا تھا دیوتاؤن کے مثل پرستش کرتا۔ ایسے نااہل مخالفین کے مقابلہ مین سسرو نے اپنے خطیبانہ اور عقلی طاقتون کے اسلحہ کا استعمال شروع کیا لیکن دشمن کی ہجو، اس سے زیادہ مناسب اور کارگر ثابت ہوئی، اور ہم کو پوری طور پر اس بات کا یقین رکھنا چاہیے کہ اگر تعلیم یافتہ طبقہ مین دیوتاؤن کی طرف سے نفرت اور ذلت کے خفیہ جذبات نہ پیدا ہو چکے ہوتے تو تمام عالم سے واقفیت رکھنے والے مصنف، کبھی اپنے ملک کے دیوتاؤن کی اس آزادی سے ہنسی نہ اُڑا سکتے۔

باوجود اس کے کہ انیٹونینس کے عہد حکومت مین لامذہبی کا عام رواج تھا، پادریون کے فواید اور عوام کے عقاید کی قدر کی جاتی تھی۔ گفتگو کے وقت اُس زمانے کے فلسفی عقل کی برتری و آزادی کا اعلان کرتے تھے لیکن اپنے افعال کو قوانین اور رسوم کے ماتحت رکھتے تھے، وہ عوام کی غلطیون کو افسوس اور ہمدردی کی نظر سے دیکھتے لیکن اپنے آباو اجداد کی رسوم پر سختی سے قائم رہتے، دیوتاؤن کے مندرون مین عقیدتمندی کی شان سے اکثر جاتے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ضعیف الاعتقادی کے تھیٹر مین اپنے دہریانہ خیالات چھپا کر اور پادریون کا مذہبی لباس زیب تن کر کے، خود بھی کام کاج مین ہاتھ بٹاتے۔ اس مزاج کے حامیان عقل و فلسفہ سے اس بات کی کب اُمید ہو سکتی تھی کہ وہ اپنے عقائد اور مذہب کو بچانے مین سرگرمی سے دوسرون کا مقابلہ کرین گے۔ عوام کے احمقانہ خیالات جو شکل بھی چاہتے اختیار کرتے، ان کو اس سے بحث نہ تھی، وہ لوگ باطن مین نفرت کرتے لیکن ظاہر مین عقیدتمندی کی شان سے لیبین، آلمپین اور کیپٹولائن جیوپیٹر کی قربان گاہون مین جاتے رہتے تھے۔

حکام

یہ معلوم کرنا آسان نہین ہی کہ ظلم وجور نے کس طرح رومی کونسلون مین جگہ پائی، مجسٹریٹ لوگون کے افعال بیجا مگر سچے تعصب کی رنگ آمیزی ہونا ممکن نہ تھی کیونکہ وہ خود بھی فلسفی تھے، اور انتھینس کے اسکولون نے مجلس ملکی کے لئے قوانین بنا دئے تھے، اُن پر ذاتی اغراض و مقاصد کے حصول اور یا لالچ کا اثر کبھی نہ پڑ سکتا تھا کیونکہ مذہبی اور سیاسی دونون قوتین انکے ہاتھون مین دے دی گئی تھین، مجلس ملکی کے معروف ترین فرد ہم کے سردار پادری مقرر ہوتے تھے۔ اور سردار پادریون کے افسر اعلیٰ کے اختیارات ہمیشہ شاہنشاہ کے ہاتھ مین رہتے تھے، یہ لوگ مذہب کے اُن فوائد سے جب وہ حکومت سے متعلق ہون، واقف تھے اور اسی لئے اسکی قدر کرتے تھے، وہ عوام کے تیوہارون کو رونق دینا چاہتے تھے کیونکہ اس طرح عوام کے عادات مین انسانیت آتی ہی پیشین گوئی کے فن کو وہ خوب استعمال کرتے تھے کیونکہ یہ اُنکے طرز عمل کے لئے نہایت آسان طریقہ تھا اور وہ اس بات کو اکثر کہا کرتے تھے کہ موجودہ زندگی یا آئندہ زندگی مین دیوتا یقیناً جھوٹی قسم کھانے والے کو سخت سزا دینگے اور اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ اس سے سوسائٹی کا نظام قائم رہتا تھا، حالانکہ وہ مذہب کے عام فوائد کو تسلیم کرتے تھے لیکن انکو اس بات کا بھی پورا یقین تھا کہ مختلف قسم کے طرز عبادات سے بھی وہی فواید حاصل ہو سکتے ہین اور یہ کہ ہر ملک مین ضعیف الاعتقادی کی وہ فضا جس پر زمانہ اور تجربہ نے پسندیدگی کی مُہر لگا دی ہی۔ وہان کی آب ہوا، اور

صوبون کی حالت

باشندون کے لئے بہترین ہی لالچ اور ذاتی مذاکی بنا پر اکثر ایسا ہوا ہے کہ فاتحین نے مفتوح قومونکے دیوتاؤن کے بتون اور انکے مندرون کی آرایش کے سامان وغیرہ کو لوٹ لیا ہی، لیکن مفتوحین کو ہمیشہ اس بات کا تجربہ ہوتا رہا کہ رومی فاتح انکو انکے اسلاف کے مذہب پر قائم رہنے کی آزادی دیتے تھے اور بعض اوقات خود ان کی حفاظت کرتے تھے۔ گال کا صوبہ ہی بظاہر ایک ایسا صوبہ معلوم ہوتا ہی جو اس کلیہ سے مستثنیٰ تھا۔ انسانی قربانی کو مٹانے کی آڑ مین شاہنشاہ ٹائبیریس اور شاہنشاہ کلاڈیس نے ڈروڈس کی خوفناک طاقت کو پامال کردیا، لیکن یہان بھی پادری، انکے دیوتا، انکے قربان گاہ وغیرہ، اطمینان سے گمنامی کی حالت مین اسوقت تک قائم رہے جب تک کفر کا پورا استیصال نہ ہو لیا۔

روم کی حالت

روم مین جو ایک بہت بڑی شخصی سلطنت کا دارالحکومت تھا ہمیشہ دنیا کے ہر مقام کے لوگ موجود رہتے تھے ان تمام لوگون کو اپنے وطن کی ضعیف الاعتقادیون کے رائج کرنے اور ان پر عمل کرنے کی آزادی حاصل تھی، سلطنت کے ہر شہر کو اس بات کا حق حاصل تھا کہ وہ اپنے پرانے رسوم کو بعینہ اسی طرح بجا لائے جس طرح اگلے زمانے مین ہوتا تھا، رومی مجلس ملکی جسکو تمام اختیارات حاصل تھے، کبھی کبھی بیچ مین پڑ کر ان غیر ملکی رسوم کو روکنے کی کوشش کرتی تھی، مصری رسوم جو نہایت درجہ قابل نفرت اور خراب تھین، اکثر منسوخ کر دی گئین۔ سراپس[1] اور آئی سس[2] کے مندر تباہ کر کے مٹا دئے جانے والے روم اور اٹلی سے نکال دئے گئے لیکن تعصب ہمیشہ

۱؎ ۲؎ مصری دیوتاؤن کے نام

جوش، حکومت کے طرز عمل پر غالب آ گیا تھا، جو لوگ شہر بدر کئے گئے تھے واپس آئے، اپنے آبائی مذہب کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرنا کرنے والوں کی تعداد بڑھتی گئی، مندر دوبالا رونق کے ساتھ پھر آباد ہوئے، اور یہاں تک ہوا کہ وہی سراپس اور آئی سس جن کے مندر منہدم کر دئے گئے تھے، رومی دیوتاؤں کی صفوں میں شمار کئے جانے لگے۔ یہ آزادی، حکومت کے پرانے اصول کے بالکل مطابق تھی۔ حکومت جمہوری کے بہترین زمانہ میں ایسکولاپیس[1] اور سبیل[2] کو لینے کے لئے کئی مرتبہ قاصد بھیجے گئے تھے۔ اور جب کوئی شہر محصور ہوتا تو شہر کے محافظ دیوتاؤں کو رومی لوگ اس طرح ترغیب دیتے تھے کہ اگر شہر بچ گیا تو ہم تیری اتنی عزت و حرمت کرینگے، جتنی تیرے اصلی ملک میں ہوتی ہوگی۔ محکوموں کی جتنی عبادتگاہیں تھیں ان سب کا مرکز روم بن گیا تھا اور بنی نوع انسان کے جس قدر دیوتا ہیں ان سب کو روم کے اندر پوری آزادی حاصل تھی۔

روم کی آزادی

روم کے قدیم لوگوں کی نسل کو مخلوط ہونے سے بچانے کے لئے جو طریقہ اختیار کیا گیا اسکی بنیاد تنگ خیالی پر تھی، اور اس وجہ سے اتھنز اور اسپارٹا والوں کی ترقی رک گئی اور انکا زوال شروع ہوگیا۔ ان عالی دماغ رومیوں نے جن کے دل تمناؤں سے بھرے ہوئے تھے اپنے فخر و مباہات کی امیدوں کو قربان کر دیا۔ اور کسب فضیلت و اخلاق اختیار کرنا خواہ وہ کسی قوم سے حاصل ہو سکیں، زیادہ محترم اور قابل عزت خیال کیا۔ انھوں نے غلاموں، غیر ملک والوں، دشمنوں اور وحشیوں تک سے بھی وہ باتیں سیکھیں جو مفید سمجھیں، اتھنز کی جمہوری حکومت کے شاندار عہد میں رعایا کی تعداد، قریب تیس ہزار کے تھی لیکن گھٹتے گھٹتے اکیس ہزار رہ گئی، اس کے مقابل اگر ہم رومی حکومت جمہور کے عروج پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ جنگ و جدل اور نوآبادیوں کے باوجود جب سروئیس ٹولیس کی مردم شماری میں باشندوں کی تعداد تیراسی ہزار سے زیادہ تھی۔ یہ تعداد سوشل جنگ کے زمانے میں ۴ لاکھ ۶۳ ہزار تک پہنچ گئی تھی اور یہ سب لوگ جنگ میں شرکت کر کے اپنے ملک کی خدمت کر سکتے تھے، جب روم کے اتحادیوں نے اختیارات وغیرہ میں انکے برابر حقوق لینا چاہے، تو رومی مجلس ملکی نے یہ فیصلہ کیا کہ ہمارے لئے اس طرح کی رعایتوں کے منظور کرنے میں سخت بدنامی ہے اور ہمیں اسکا فیصلہ بزور شمشیر کرنا چاہئے۔ سیمنٹیز اور توسین لوگوں نے اپنی جلدبازی کا پورا پھل پایا، لیکن اٹلی کی دوسری ریاستیں رفتہ رفتہ رومی حلقہ اثر میں آتی گئیں اور جمہوری حکومت کے زیر سایہ جو لوگ بسر کرتے تھے، وہ شاہانہ اختیارات رکھتے تھے، اور خیال یہ تھا کہ اگر وہ اختیارات کسی بڑی جماعت کو دئے گئے تو وہ پہلے تو اس کا غلط استعمال کریں گی اور بعد میں انکو کھو بیٹھیں گی، لیکن جب ان ہر دلعزیز جماعتوں کو جنھیں عوام منتخب کرتے تھے، شاہنشاہوں کے نظام حکومت نے مٹا دیا تو فاتح اور مفتوح قوموں کے

[1] ایک یونانی دیوتا کا نام [2] ایک یونانی دیوی جس کا تعلق غالباً کرہ زمین سے تھا۔

درمیان وہی فرق پیدا ہوگیا۔ جو اول اور سب سے زیادہ قابل احترام روسا کا ہوتا ہے اور ان کی تعداد میں جو تیزی سے زیادتی ہو رہی تھی، اُس کو اب بیشتر کے سے خطرے باقی نہ تھے، لیکن وہ عقلمند شاہزادے جو آگسٹس کے قدم بقدم چلتے تھے، رومی نام کی بے انتہا حفاظت کرتے تھے اور اپنی بخشی ہوئی آزادی کا حامہ عقلمندی سے بہت وسیع کرتے تھے۔

اٹلی سلطنت کے دیگر اقوام کی بہ نسبت جب تک رومیوں کے حقوق کی زیادہ نگہداشت ہوتی رہی اسوقت تک اٹلی اور دیگر صوبجات کے درمیان بہت فرق رہا، اٹلی، اتحاد کا مرکز تھی اور نظام حکومت کی مضبوط بنیاد اسی جگہ قائم تھی، اٹلی ہی کو یہ فخر حاصل تھا کہ شاہنشاہ اور مجلس ملکی کے تمام ممبر یہیں پیدا ہوے اور اسی ملک کو اپنا جائے رہائش قرار دیتے رہے، اٹلی کی ریاستوں کو محصول سے آزادی تھی اور ان کی جان و مال پر وہاں کے صوبہ داروں کو کسی طرح کا اختیار نہ تھا، شہروں میں جو میونسپلٹیاں تھیں وہ بالکل دارالحکومت کی میونسپلٹی کے مشابہ تھیں انکو مرکزی حکومت کے زیر نگرانی، قانون کو جاری کرنے کا پورا اختیار تھا، آلپس پہاڑ کے دامن سے لے کر کیلابریا کی آخری حد تک اٹلی کے تمام باشندے رومی شہری خیال کئے جاتے تھے، انکے جزئی اختلافات کا کچھ خیال نہ کیا جاتا اور اس طرح وہ لوگ بلا کسی احساس کے ایک زبردست قوم بن گئے جو زبان، رسوم اور نظام حکومت کی وجہ سے بالکل متحد تھے اور وہ قوم ایک زبردست حکومت کے شایان شان تھی۔ یہ جمہوری حکومت اپنے نیا ضانہ طرز عمل پر فخر کرتی تھی اور اکثر ان لوگوں کی خدمات سے فوائد حاصل کرتی تھی جن کو وہ رومی شہری ہونے کی عزت بخشتی تھی۔ اگر رومی نام صرف ان لوگوں تک محدود رہتا جو شہر پناہ کے اندر رہتے تھے، تو جمہور کے نام کو رونق دینے والے اُس میں شامل نہ ہو سکتے، ورجل مینٹوا کا باشندہ تھا۔ ہورس اس شک میں رہا کہ میں اپنے تئیں اپولین کہوں یا لوشانین، پیڈوا وہ مقام ہے جہاں سے ایک شخص ایسا پیدا ہوا جو رومی فتوحات کا حال لکھ سکا۔ کیٹس کا محب وطن خاندان ٹسکولم سے ظہور پذیر ہوا، اور آرپینم کے چھوٹے شہر کو میریس اور سسرو کے پیدا کرنے کا شرف حاصل ہے۔ میریس، وہ شخص تھا جس کو رومولس، اور کیملس کے بعد، روم کا تیسرا بانی کہا جا سکتا ہے۔ سسرو نے اپنے ملک کو کیٹلائن کی تجاویز سے بچانے کے بعد اسے قابل بنایا کہ وہ ایتھنز سے فن تقریر میں مقابلہ کر سکے۔

صوبے سلطنت کے مختلف صوبوں میں جن کا ذکر باب اول میں کیا جا چکا ہے، عوام کو کسی قسم کی طاقت اور آزادی حاصل نہ تھی، اٹروریا، یونان اور گال میں مجلس ملکی کی یہ کوشش رہی کہ وہ اُن خوفناک جماعتوں کا سختی سے استیصال کر دیں جو یہ تعلیم دیتی تھیں کہ رومی سپاہ کی کامیابی کا راز، وہ نا اتفاقی تھی جو ہم میں موجود تھی، اور اگر ہم میں اتحاد ہو تو انکو شکست حاصل ہوگی۔ وہ شہزادے جن کو احسان مندی کے اظہار میں اس بات کی اجازت مل گئی تھی کہ وہ کسی زرخیز خطہ پر حکمرانی کریں، تھوڑے عرصے کے بعد جب اپنا مقررہ کام ختم کر چکے تو تخت سے علیحدہ کر دئیے

گئے اور ان کا کام یہ تھا کہ وہ مفتوح قومون کو سلطنت کا حلقہ بگوش بنائین، وہ خود مختار ریاستین، اور شہر جنھون نے روم کا ساتھ دیا تھا، بظاہر روم کے اتحادی شمار کئے جاتے تھے۔ لیکن درا صل انکو اسکا احساس بھی نہ ہوا اور وہ روم کی غلامی کرنے لگے۔ حکومتہ کی باگ مجلس ملکی یا شاہنشاہون کے مقرر کردہ وزرا کے ہاتھ مین تھی، انکے اختیارات غیر محدود تھے اور اُنسے کسی طرح کی باز پُرس نہ ہو سکتی تھی، لیکن حکومتہ کے وہ سو دمند اصول جن کی وجہ سے اٹلی مین امن و امان قائم تھا، اور وہ محکوم تھی، تمام مفتوح مقامات مین برتے گئے۔ صوبون مین ایک مستقل رومی قوم دو طریقون سے تیار کی گئی۔ اول طریقہ یہ تھا کہ نو آبادیان قایم کی گئین اور دوسرا یہ کہ صوبون کے سب سے وفادار مستحق لوگون کو روم کی آزادی مین حصہ دیا گیا۔

نو آبادیان اور مینو سپلٹیون کے شہر

سنیکا کا قول ہے کہ رومی لوگ جس مقام کو فتح کرتے ہین وہین آباد ہو جاتے ہین اس قول کی واقعیت، تاریخ اور تجربہ دونون سے ثابت ہوتی ہے، اٹلی کے باشندے عیش و عشرت یا حصول فوائد کی ترغیب سے فتوحات کی نیت سے آگے بڑھے اور ہم دیکھتے ہین کہ ایشیا کی فتح کے چالیس برس بعد میتھریڈیٹس کے ظالمانہ حکم سے اسّی ہزار رومی موت کے گھاٹ اُتار دئے گئے۔ یہ وہ لوگ تھے جو از خود حدود سلطنت کے باہر چلے گئے تھے اور ان مقامات مین زیادہ تر تجارت، زراعت اور محصول جمع کرنے مین مصروف تھے لیکن اُسوقت جب فوج کو شاہنشاہون نے ایک مستقل صیغہ بنا دیا تھا، صوبون مین سپاہی آباد ہونے لگے۔ یہ سپاہی وہ تجربہ کار لوگ ہوتے تھے جن کو انکی خدمات کے صلہ مین زمین یا روپیہ ملتا تھا اور وہ لوگ اُن دیہاتون مین اپنے خاندان سمیت متوطن ہو جاتے تھے جہان انھون نے اپنے شباب کا زمانہ گزارا ہوتا۔ سلطنت کے تمام حصون اور خصوصًا مغربی حصون مین سب سے زرخیز اضلاع اور سب سے عمدہ مقامات نو آبادیون کے لئے مخصوص کر دیجاتی تھی۔ ان نو آبادیون مین سے بعض، ملکی اور بعض فوجی قسم کی تھین، اپنے طریق کار اور اندرونی انتظامات مین یہ نو آبادیان، روم کی نقل کرتی تھین، اور اصل باشندون سے ان نو آبادیون نے اتحاد اور دوستی کر کے، اپنے تئین ہر دلعزیز بنالیا تھا۔ انھون نے سب جگہ رومی نام کو محترم بنا دیا اور سب کے دلون مین اس بات کا شوق پیدا کر دیا کہ وہ رومی اعزاز اور دوسری مفید باتون سے فائدہ اُٹھائین۔ یہ اُمید ایسی تھی کہ جو اکثر موقع موقع سے پوری ہوتی رہتی۔ مینو سپلٹیون کے شہر، شان و شوکت اور عزت مین نو آبادیون کے برابر ہوتے تھے، اور ہیڈرین کے زمانے مین یہ بات فیصلہ طلب تھی کہ ان جماعتون مین سے جو روم سے باہر نکلی تھین اور وہ جو اُس مین شامل ہو گئی تھین کون زیادہ قابل ترجیح ہین، لیٹم[1] کے حقوق جن

---

[1] لیٹم کے حقوق سے مُراد یہ ہے کہ کسی خاص شہر کو رومی سردار یا حاکم کے زیر حکومتہ رہنے سے آزادی مل جاتی تھی۔

شہرون کو دئے جاتے، ان کی بنسبت یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اُن کی خاص رعایت منظور ہے، صرف مجسٹریٹ لوگون کو جب انکی مدت ملازمت ختم ہو جاتی، تو رومی شہریون کے حقوق حاصل ہوتے، لیکن چونکہ مجسٹریٹ ہر سال مقرر ہوتے تھے، اس وجہ سے چند ہی سال مین معزز خاندانون مین ایسے شہریون کی تعداد بہت کافی ہو جاتی تھی، علاوہ بریں ان باشندون کو جن کو فوج مین خدمات انجام دینے کی اجازت ملتی اور اُن سب کو بھی جنھین کسی طرح کی بھی ملکی خدمت انجام دینے کا موقع ملتا کچھ نہ کچھ انعام ضرور ملتا اور وہ لوگ بھی قابل انعام سمجھے جاتے جن مین کوئی خاص قابلیت ہوتی، لیکن انعامون کی قیمت ہمیشہ شاہنشاہون کے فرمان یا عطیون سے گھٹ جاتی تھی، لیکن پھر بھی انٹونینس کے عہد حکومت مین جب سلطنت کے اکثر شہرون کو آزادی مل چکی تھی، اس رعایت خاص سے فوائد حاصل ہو جاتے تھے۔ اُن بہت سے لوگون کو جن کو یہ خطاب ملتا، رومی قانون سے خاصکر شادی، وصیت نامون، اور وراثت کے بارے مین فوائد حاصل ہوتے اور اُن لوگون کی تو گویا قسمت ہی چمک جاتی جن کو حقوق کے ساتھ رعایت حاصل ہو جاتی یا جن مین خود کچھ مادہ ہوتا، گاٹس کے جن بیوقون نے جولیس سیزر کا ایشیا مین محصور کیا تھا، فوجون کی سرداری حاصل کی صوبون کی حکومتین ملین، اور وہ روم کی مجلس ملکی مین شامل کئے گئے۔ ان کی اُمیدون سے بجائے اس کے کہ حکومت کے امن و امان مین خلل پڑتا، اُس کی عزت اور حفاظت کا سامان بہم پہونچ گیا۔

لیٹن اور یونانی صوبون کی تقسیم

رومی لوگ قومی عادات پر زبان کے اثر کو یہان تک تسلیم کرتے تھے کہ وہ ہمیشہ سلطنت کے حدود کے ساتھ لیٹن زبان کو بھی ہر جگہ رائج کرنا ضروری خیال کرتے تھے، اٹلی کی پرانی زبانین، سبین، اٹرسکن، اور وینشین، کس مپرسی کی حالت مین پہونچ گئین لیکن بہ نسبت مشرق کے مغرب کے صوبون مین فاتح معلمون کی کم مخالفت ہوتی تھی، اس ظاہر بہ ظاہر خلاف سے سلطنت کے دو حصون مین بڑا فرق ہو گیا اور گو یہ فرق اقبالمندی کے زمانہ مین زیادہ نمایان نہ ہوا، لیکن جب سلطنت روم پر زوال کی گھٹائین چھانے لگین تو یہ بہت نمایان ہو گیا۔ مغرب کے ممالک مین بھی انھین ہاتھون سے تہذیب کی داغ بیل پڑی جنھون نے انھین فتح کیا تھا۔ جتنی جلد، وحشیون کو حکومت کے زیر سایہ اطمینان سے رہنے کی عادت ہو گئی، انکے دماغ مین علوم اور تہذیب و شائستگی کی بابت نئے نئے خیالات آنے لگے سیسرو اور ورجل کی زبان اور محاورات مین گو اکثر غلطیان ہوتی تھین پھر بھی وہ افریقہ، اسپین، گال، برطانیہ، پینونیا وغیرہ مین اس طرح رائج ہو گئی کہ پیونک اور سلٹک زبانون کے محاورہ، صرف پہاڑون اور کسانون تک محدود رہ گئے۔ ان ممالک کے اصل باشندون مین تعلیم اور کتب بینی سے وہی جذبات پیدا ہوئے جو رومی لوگون مین تھے، اور اٹلی کا طرز لباس اور قوانین وغیرہ سب لیٹن شہرون مین جاکر رائج ہوئے۔ ان لوگون کو حکومت کے اعزازات اور آزادی حاصل کرنے کا بہت شوق تھا اور وہی لوگ ان کو آسانی سے حاصل کر سکتے تھے۔ ان لوگون کی وجہ سے

اور فن سپاہگری کو چار چاند لگ گئے، آخر کار ٹراجن ایک ایسا شخص پیدا ہوا جس کو سپیوس کسی طرح غیر ملک کا آدمی نہین کہہ سکتے تھے۔ یونانیون کی حالت وحشیون سے بالکل مختلف تھی۔ یونانی مدتون سے مہذب تھے مگر بداخلاقیون کا شکار ہو رہے تھے۔ ان کو اپنی زبان کے زندہ رکھنے کا شوق تھا اور اپنے ملک کے رسوم کو وہ فخریہ قائم رکھتے اور خود غیر ملک کے رسوم سے بچنے کی کوشش کرتے تھے۔ حالانکہ وہ اپنے اسلاف کے عمدہ صفات کو چھوڑ چکے تھے ابھی ان مین وہ تعصب باقی تھا جس سے وہ فاتح رومیون کے ناشائستہ عادات کو نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے لیکن ان کی عقل اور طاقت کی تعریف کرنے پر مجبور تھے۔ یونانی زبان کا اثر اور احساس صرف اس پتلے حصہ ملک (یونان) تک محدود نہ تھا جو کسی زمانہ مین شہرۂ آفاق رہ چکا تھا۔ ان کی سلطنت عروج کے زمانے مین، نوآبادیون کی ترقی کی وجہ سے ہیڈریاٹک سی سے لیکر دریائے فرات اور دریائے نیل تک پھیلی تھی۔ ایشیا مین یونانی شہر کثرت سے پائے جاتے تھے، اور مقدونیا کے بادشاہون کے طویل زمانہ حکومت مین سیریا، اور مصر مین خاموش انقلابات رونما ہوئے تھے۔ ان شاہزادون کے شاندار دربارون مین ایتھنز کی فصاحت و شائستگی، اور مشرق کی عیش پرستی مل کر ایک ہو گئی تھی اور رعایا مین جو لوگ صاحب دولت و ثروت ہوتے وہ بھی اپنے حسب حیثیت دربارون کی نقل کرتے تھے۔ سلطنت روم اس طرح پر یونانی اور رومی زبانون مین منقسم تھی۔ ان مین ہم ایک تیسرے فرق کو بڑھا سکتے ہین، جو سیریا اور مصر کے اصلی باشندون کو دوسرون سے الگ کرتا تھا۔ یہ لوگ اپنی قدیم زبان بولتے تھے اور اس طرح دوسری قومون سے تجارت کر سکتے تھے اور نہ ترقی کے میدان مین قدم رکھ سکتے تھے۔ رومی فاتح یونانیون سے ان کی بزدلی اور مصریون، اور شامیون سے ان کی بدتہذیبی کی وجہ سے نفرت کرتے تھے۔ ان اقوام نے رومیون کے آگے سر تسلیم خم کر دیا تھا لیکن نہ کبھی ان کو اس کی تمنا ہوئی، اور نہ وہ اس قابل تھے کہ ان کے شہرون کو آزادی دی جاتی یہ مشہور تھا کہ ٹیالمیز کی بربادی کے دو سو تیس برس بعد کہین ایک مصری شخص اس قابل سمجھا گیا کہ وہ رومی مجلس ملکی مین داخل کیا جائے۔

دونون زبانون کا عام استعمال

یہ کہنا کہ فاتح رومیون نے یونان کے فنون لطیفہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا تھا بالکل صحیح ہے گو یہ ایک فرسودہ بات ہے، وہ غیر فانی مصنفین جن کی کتابون پر آجتک موجودہ یورپ سر دھنتا ہے، بہت جلد اٹلی اور مغربی صوبون مین نہایت شوق و ذوق سے پڑھی جانے لگین، اور لوگون نے ان کی نقل اتارنے کی کوشش کی۔ لیکن رومیون کی مہذب دلچسپیون سے انکے حکمت کے طرز عمل پر کوئی اثر نہین پڑتا تھا، حالانکہ رومی لوگ، یونانی زبان کی خوبیون کے معترف تھے اور لیٹن زبان کی بہت قدر و منزلت کرتے تھے، لیکن صرف لیٹن زبان ہی کا استعمال، ملکی و فوجی شعبہ جات مین ہوتا تھا۔ سلطنت مین دونو زبانین الگ الگ حلقہ اثر رکھتی تھین، پہلی زبان علوم و فنون کی کنجی تھی، اور دوسری مین قانونی معاملات طے

ہوتے تھے، جو لوگ اپنے معمولی کاروبار مین ادبی رنگ آمیزی کرنا چاہتے، ان کو دونون زبانون مین دسترس رکھنا پڑتی۔ یہ قریب قریب غیر ممکن تھا کہ کسی صوبہ مین کوئی رومی الیسا مل جائے جسکو اعلیٰ تعلیم ملی ہو اور جو یونانی اور لیٹن زبانون سے بالکل ناواقف ہو۔

غلامون کا حال

الیسی رسمون کی بدولت، سلطنت کی دوسری قومین، رفتہ رفتہ بغیر محسوس کئے ہوئے، رومی قوم مین شامل ہوکر رومی بن گئین لیکن ہر صوبہ اور ہر خاندان مین الیسے لوگ باقی تھے جنکو سوسائٹی سے کسی قسم کا فائدہ نہ پہونچا تھا بلکہ ان کو ہر طرح کا نقصان ہی اُٹھانا پڑتا تھا۔ زمانہ قدیم سے جو آزاد ریاستین قائم تھین ان مین کے ہر خاندان مین غلام ہوتے تھے جن پر ہر طرح کی سختی اور ظلم کیا جاتا تھا۔ رومی سلطنت کے باقاعدہ

انکے ساتھ کیا برتاؤ ہوتا تھا

قیام سے پیشتر ایک زمانہ ظلم وجور کا بھی گذر چکا تھا۔ یہ غلام زیادہ تر مفتوح وحشی قیدی ہوتے تھے، جو جنگ کے موقع پر حاصل کئے جاتے تھے یا معمولی قیمتون پر خرید لئے جاتے تھے۔ یہ لوگ آزادانہ زندگی بسر کرنے کے عادی ہوتے اور اس کے متمنی رہتے کہ کسی طرح ہمارے پیرون کی بیڑیان کٹ جائین اور ہم اپنے آقاؤن سے بدلے لے سکین۔ ایسے اندرونی دشمنون کے لئے جنھون نے کئی دفعہ بلوے کئے اور جمہوری قوم کو تباہی کے کنارہ پر لے آئے، حفاظت خود اختیاری کے پردہ مین نہایت سخت قوانین بنائے گئے اور سخت سے سخت برتاؤ انکے لئے جائز قرار دیا گیا لیکن جب یورپ، ایشیا، اور افریقہ سب ایک تاجدار کے زیرنگین آگئے، تو غیر ممالک سے جو غلام بڑی تعداد مین آتے تھے، اسمین کمی آگئی، اور رومی لوگون کو غلامون کے لئے صرف ان کی تولید پر قانع ہونا پڑا۔ یہ لوگ اپنے اُن غلامون کو جو خاندانون مین رہتے، یا جو ان کے دیہاتون پر رہتے، مختلف طریقون سے شادی کرنے کی ترغیب دلاتے۔ قدرتی نرم دلی، تعلیم، اور تابعدار غلامون کی ایک جماعت وغیرہ یہ چیزین الیسی تھین جن سے اکثر اوقات، مالک اپنے غلامون کے ساتھ ذرا بہتر سلوک کرتے۔ اگرچہ غلامونکی خوشی کا دارومدار آقاؤن کے مزاج اور انکے حالات پر ہوتا تھا تاہم وہ لوگ اپنے غلامون کے ساتھ اپنے فوائد کا لحاظ کرکے بہ نسبت خوف کے زیادہ انسانیت سے پیش آتے تھے اور اس وجہ سے غلامون کا وجود اور زیادہ ضروری خیال کیا جانے لگا۔ عادات واطوار مین جو خوبی پیدا ہوگئی تھی اس کا سبب، شاہنشاہون کی عمدہ عادتین، اور انکا طرز عمل تھا۔ ہیڈرین اور انطونینین نے اس قسم کے قوانین نافذ کئے جن سے بنی نوع انسان کے بدترین افراد کی بھی حفاظت ہوتی تھی، غلامون کی موت وحیات پر اوّل اوّل، معمولی آقاؤن کو اختیار حاصل تھا اور اس اختیار کو ان لوگون نے اکثر بُرے طور پر استعمال کیا۔ لیکن یہ اختیار ان کے ہاتھون سے نکالکر مجسٹریٹون کو دیا گیا۔ زمین دوز قید خانے، مسمار کردیئے گئے اور اگر کوئی غلام اپنے آقا کے ناقابل برداشت مظالم کی صحیح شکایت کرتا تو یا اُسے رہائی ملجاتی اور یا وہ کسی رحیم آقا کے سپرد کردیا جاتا۔

انکی آزادی

امید سے جو بُری حالتون مین ہماری تسکین کا باعث ہوتی ہے، رومی غلام کو تقویت رہتی تھی، اور اگر اسے اپنے کو مفید اور پسندیدہ ثابت کرنے کے موقع ملتے تو وہ اس بات کی اُمید کر سکتا تھا کہ کسی زمانہ مین محنت اور وفاداری سے خدمت کرنے کے بعد مجھے آزادی نصیب ہو جائے گی، آقاؤن کی وہ عنایتین جن کی وجہ سے وہ اپنے غلامون کو آزاد کرتے، اکثر غرور و حرص کی ذلیل خواہش کی وجہ سے ہوتین، اور اس وجہ سے قانون نے مجبوراً اسی قسم کی عنایتون کو بجائے قابل تحسین ٹھہرانے کے سختی سے روک دیا۔ اندیشہ یہ تھا کہ یہ شئے ایک بہت خراب اور خوفناک شکل اختیار کرے گی۔ قدیم علم فقہ مین یہ مسئلہ بارہا آیا تھا کہ غلامون کا خود کوئی ملک نہین ہوتا، بلکہ آزادی کے ساتھ ان کو اُس سیاسی سوسائٹی مین شرکت کا موقع مل جاتا جس مین انکے آقا شریک ہوتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ رومی شہری ہونے کے فوائد تھوڑے آدمیون تک محدود نہ رہتے، بلکہ بہت سے لوگ اُس سے مستفید ہوتے۔ اس لئے چند عاقلانہ مستثنیات بنائے گئے، اور اس قابل احترام رعایت کے اہل صرف وہ غلام قرار دئے گئے جو اس رعایت سے فائدہ اُٹھانے کے قابل کام انجام دیتے تھے اور جن کو مجسٹریٹون کی پسندیدگی سے قانون کی رُو سے رہائی ملتی تھی۔ ان منتخب شدہ آزاد غلامون کو بھی صرف شہری ہونے کے خانگی حقوق حاصل ہوتے تھے لیکن وہ کبھی ملکی اور قومی اعزازات نہ حاصل کر سکتے تھے۔ ان کی اولاد خواہ کتنی زیادہ تونگر و دولت مند کیون نہ ہوتی اس کو مجلس ملکی مین بیٹھنے کا حق کبھی نہ ملتا تھا۔ اور غلامون کی اولاد ہونے کے نشانات تیسری چوتھی پشت تک باقی رہتے تھے اعزازات کے فرق کو قائم رکھتے ہوئے، ان لوگون کے لئے بھی جو حرص اور غرور کی وجہ سے بنی نوع انسان مین مشکل شمار کئے جا سکتے تھے، آزادی اور حصول عزت کی اُمید باقی رہتی تھی۔

تعداد

ایک دفعہ یہ تجویز ہوئی کہ غلامون کو انکے ایک خاص لباس سے پہچانا جائے لیکن ڈر یہ تھا کہ اس طریقہ سے غلامون کو اپنی تعداد کا علم ہو جائے گا، اور یہ خطرہ سے خالی نہین۔ غلامون کی بابتہ یہ کہا جاتا تھا کہ انکی تعداد ہزارون تک پہونچتی ہے اور وہ تعداد مین نوجوان کے برابر ہین۔ ہم صحیح تعداد معلوم کرنے کے بجائے یہ کہہ سکتے ہین کہ اُن غلامون کی تعداد جو آقاؤن کی ملک سمجھے جاتے تھے، بہ نسبت نوکرون کے کہین زیادہ تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ نوکرون کے رکھنے مین اخراجات بہت ہوتے تھے اور غلامون کے ساتھ اخراجات نہ ہوتے تھے۔ جو نوجوان غلام سمجھدار ہوتے انکو علوم و فنون کی تعلیم دی جاتی، اور ان کی ہوشیاری اور صفات سے ان کی قیمت کا اندازہ کیا جاتا تھا ہر قسم کے پیشہ ور خواہ وہ آزاد ہون یا مزدور ہون، ہر خوشحال رومی مجلس ملکی کے ممبر کے مکان مین نظر آتے تھے۔ آراستگی اور عیش پرستی کے انتظام کرنے والے وغیرہ، تعداد مین اتنے بڑھ گئے کہ جن کا خیال بھی آجکل کے عیش پرست نہین کر سکتے۔ سوداگرون اور صناعون کے لئے، غلامون کا خرید لینا بہ نسبت مزدوری دیکر کام لینے کے کہین زیادہ مفید تھا، دیہاتون مین غلام لوگ کھیتون مین کام کرتے تھے اور سب سے کم اُجرت لینے والے (اور سب سے زیادہ محنتی)

خیال کئے جاتے تھے ۔ اوپر جو کچھ بیان کیا گیا اسکا یقین دلانے اور غلامون کے بیان کو واضح کرنے کے لئے ہم مختلف قسم کی مثالین بیان کرینگے ۔ ایک افسوسناک موقع پر یہ معلوم ہوا کہ روم کے ایک محل مین چار سو غلام کام کرتے ہین، یہی چار سو کی تعداد، افریقہ کی ایک بیوہ کے پاس تھی، جس نے اپنی جائداد اپنے بیٹے کے نام وقف کر دی تھی، اور اس سے زیادہ مالیت کی جائداد اپنے اپنے نام رہنے دی تھی ۔ ایک آزاد شدہ شخص کے پاس آگسٹس کے عہد حکومت مین تین ہزار چھ سو بیل انکے جوئے، ڈہائی لاکھ چھوٹے جانور، اور چار ہزار ایک سو سولہ غلام مرتے وقت موجود تھے ۔ ان غلامون کی حالت مویشیون سے ذرا بھی بہتر نہ تھی اور اتنی جائداد اس حالت مین تھی جب خانہ جنگیون سے اُسے بہت کچھ نقصانات پہنچ چکے تھے ۔

سلطنت روم کی گھنی آبادی

اس رومی رعایا کی تعداد جو رومی قوانین کو مانتی شہرلین کے قوانین کی پابندی کرتی، صوبہ والون اور غلامون کے لئے جو قواعد تھے، ان کو تسلیم کرتی تھی اتنی صحت کے ساتھ نہین معلوم کی جا سکتی جتنی ضروری ہے ۔ ہم کو یہ معلوم ہے کہ جب شاہنشاہ کلاڈیوس نے مردم شماری کرائی ہے تو اس کو معلوم ہوا کہ چھ ارب نو لاکھ سینتالیس ہزار باشندے ہین، ان مین سے مردون کی تعداد، بہ مقابلہ عورتون اور بچون کے دو کروڑ سے زیادہ تھی ۔ رعایا کے ذلیل طبقون کی تعداد ہمیشہ گھٹتی بڑہتی رہتی تھی ۔ لیکن تمام ضروری باتون پر غور کر لینے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہین کہ ہر عمر اور ہر صنف کے جتنے لوگ شہری تھے، اسکے دوگنے صوبون کے رہنے والے تھے ۔ اور غلامون کی تعداد کم از کم ان لوگون کے برابر تھی، جو سلطنت مین آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے ۔ اس نامکمل اندازہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کل تعداد تقریباً بارہ کرور تھی، یہ تعداد شاید موجودہ زمانہ مین یورپ کی آبادی سے زیادہ ہے، اور شاید ان تمام آبادیون سے بھی زیادہ ہو، جو کبھی کسی حکومت کے ماتحت رہی ہون ۔

فرمان برداری اور اتحاد

رومیون کے عاقلانہ اور حد اعتدال پر قائم رہنے والے طرز عمل کا نتیجہ یہ تھا کہ خانگی اطمینان اور اتحاد قائم تھا، اگر ہم ایشیا کی شخصی حکومتون پر غور کرین تو معلوم ہوگا کہ سلطنت کے مرکز مین ظلم و جور کا بازار گرم ہوتا تھا اور کمزوری حدود پر نمایان ہوتی تھی ۔ انصاف کرنے والے حکام اور محصول جمع کرنیوالے عمال اسی وقت کام کر سکتے تھے جب فوجی طاقت ان کی مدد کے لئے موجود ہوتی ۔ دیہاتون مین وحشی لوگ اپنا قدم جما لیتے صوبون مین وہ حاکم جن کے آباؤ اجداد کے وقت سے صوبہ داری چلی آتی تھی، بغاوت کر کے ملک کے حصون اور اس آبادی پر قابض ہو جاتے جو خود علم بغاوت بلند کرنے پر ہر وقت آمادہ رہتی حالانکہ حصول آزادی کی صلاحیت انمین نہ ہوتی تھی ۔ لیکن رومی احکام کو لوگ ہمیشہ بغیر جبر و تشدد کے ہر جگہ مانتے تھے، مفتوح قومین، رومیو کی زبردست قوم مین

سلہ ۔ بعض مورخ اس سے اختلاف کرتے ہین، بعض کہتے ہین کہ غلامون کی تعداد آزاد لوگون سے دوگنی اور بعض کہتے ہین کہ چوگنی تھی

مل گئین اور آزادی کی اُمید، یہان تک کہ خواہش بھی انکے دلون سے جاتی رہی، وہ اپنی ہستی کو رومی قوم سے الگ خیال کرتے تھے، اِسی کا ایک حصہ سمجھتے تھے۔ شاہنشاہون کا رُعب، ملک کے ایک سِرے سے دوسرے سِرے تک لوگون کے دلون مین سرایت کئے ہوئے تھا، وہ دریائے نیل[1] اور دریائے ڈینیوب[2] کے کنارون پر اسی آسانی سے حکومت کرتے تھے جس طرح دریائے ٹائبر[3] کے کنارون پر۔ فوجین، انکی دشمنون کے مقابلہ کے لئے تھین، اور ملکی مجسٹریٹون کو کبھی فوجی امداد کی ضرورت نہ پڑتی تھی، اس محفوظ حالت مین فرصت اور دولت کی فراوانی سے تاجدارون اور رعایا، دونون کو اس بات کا موقع ملا کہ وہ سلطنت کی ترقی اور آراستگی مین کوشش کرین۔

رُومیون کے مینار

اُن بے شمار مینارون مین سے جو رومی فن تعمیر کی یادگار تھے، اکثر ایسے تھے جن پر تاریخ کی نظر نہین پڑی، اور صرف چند ایسے ہین جو دست بُردِ زمانہ اور وحشیون کے بے درد ہاتھون سے اب تک بچے ہوئے ہین تاہم جو شاندار مگر ویران کھنڈر اٹلی مین اکثر مقامات پر پائے جاتے ہین، اس بات کو زبانِ حال سے پکار پکار کر کہہ رہے ہین کہ کبھی یہ ممالک ایک زبردست اور شایستہ حکومت کے مرکز تھے۔ ان کھنڈرون کی عظمت یا خوبصورتی ہی ہماری توجہ کو اپنی طرف مائل کر لینے کے لئے کافی ہے۔ لیکن وہ دو ضروری باتون کی وجہ اور بھی زیادہ دلچسپ ہین، ان باتون سے فنون کی دلچسپ تاریخ اور نیز نوع انسان کے عادات و اطوار کی تاریخ مین ایک رابطہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ان پرانی عمارتون مین سے اکثر کو لوگون نے عوام کے فائدہ کی غرض سے تعمیر کرایا تھا۔

اکثر عمارتین لوگون نے اپنے روپیہ سے تیار کرائی تھین

یہ کہنا صحیح معلوم ہوتا ہے کہ رومی عمارتون مین سے اکثر کو اور خاصکر عمدہ عمارتون کو شاہنشاہون نے تعمیر کرایا ہوگا جن کو دولت اور رعایا دونون پر غیر محدود اختیارات حاصل تھے۔ آگسٹس اس بات پر فخر کیا کرتا تھا کہ مین نے اپنے دار الحکومۃ کو اینٹون کا بنا ہوا پایا تھا، اور مین اسکو سنگ مرمر کا بنا ہوا چھوڑتا ہون، ویسپاسین کی جزرسی سے اس کی شان و شوکت قایم تھی۔ ٹراجن کی تعمیر کردہ عمارتون سے اس کی عقلمندی کا پتہ چلتا ہے۔ ہیڈرین کے زمانہ مین ہر صوبہ مین جو مینار تعمیر ہوتے تھے، وہ نہ صرف اس کے حکم سے تیار کئے گئے تھے بلکہ خاص اس کی نگرانی مین تعمیر ہوئے وہ خود ایک اچھا ہنرمند تھا، اور ہنر کو شاہنشاہی [illegible] ایک زیور خیال کرتا تھا۔ ان عمارتون کو انٹونینس اسوجہ سے پسند کرتا تھا کہ اُن سے عوام کو فائدہ پہونچتا تھا لیکن اگرچہ شاہنشاہ، اپنی حکومت کی عمارتون کے مربی تھے، تو ایسے ہی دوسرے لوگون کی کمی نہ تھی جو خود عمارتین بنواتے تھے، رعایا کے دولتمند لوگ، تاجدارون کی نقل کرتے تھے اور بالاعلان یہ کہتے تھے کہ

۱۔ براعظم آفریقہ کا سب سے بڑا دریا جس کے دونو کنارون پر ملک مصر آباد ہے۔ ۲۔ انگلستان کا سب سے بڑا دریا۔ ۳۔ ٹائبر اٹلی کا مشہور دریا جس پر روم آباد ہے۔

ہم کو عمدہ سے عمدہ عمارت بنانے کا ڈھنگ آتا ہے اور ہمارے پاس اس کے لئے کافی روپیہ موجود ہے۔ ابھی تک اس قسم کی شاندار اور قابل فخر عمارت روم کو نذر کی گئی تھی کہ اس سے چھوٹی مگر اسی مصالحہ اور اسی شکل کی اکثر عمارتیں اٹلی اور دنیا کے شہروں کے فائدہ کے لئے انہی شہروں کی طرف سے تیار کرائی گئیں۔ الکنتارا کے بڑے پل پر جو کتبہ ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ دریائے ٹیگس پر اس پل کو لوشانین گروہوں نے تیار کرایا تھا۔ جب پلینی کو بی تھینیا اور پونٹس کی حکومت سپرد ہوئی تو اُسنے دیکھا کہ باوجود مفلس ہونے کے بھی یہاں کے شہر ایک دوسرے سے فن عمارت میں مقابلہ کرتے تھے شاید غیر ملک والوں کو یہ عمدہ عمدہ عمارتیں دیکھکر حیرت ہوتی ہوگی، اور وہاں کے باشندے ان احسانوں کا اعتراف کرتے ہونگے پرو کونسل کے فرائض میں سے ایک یہ بھی تھا کہ ان کی کمزوریوں کی اصلاح کرے، فن عمارت کے مذاق کو بہتر بنائے اور بعض اوقات ان کو ایک دوسرے کی نقل کرنے سے باز رکھے۔ روم اور دوسرے صوبوں کی مجلس ملکی کے ممبر اس پر فخر کرتے تھے اور اپنے تئیں اس پر مجبور سمجھتے تھے کہ ہم اپنے زمانہ اور اپنے ملک کو عمدہ عمدہ عمارتوں کے ذریعہ سے آراستہ کرتے رہیں چونکہ اس زمانے کا رواج یہی تھا اس وجہ سے ان میں خود بخود، مذاق سلیم اور فیاضی کا جذبہ پیدا ہو جاتا۔ محسنوں کے اس بڑے گروہ میں سے جو اپنی ذمہ داری پر کام کرتے تھے، ہم ہیروڈیس اٹیکس کا نام لیتے ہیں جو انٹونینس کے زمانۂ حکومت میں تھا اُس کے طریق عمل کا مقصد خواہ کچھ ہو، یہ طے شدہ امر ہے کہ اس کی شان و شوکت بڑے سے بڑے بادشاہ کے برابر تھی۔

ہیروڈیس اٹیکس کی مثال

ہیروڈ کا خاندان کم از کم اسوقت سے جب سے کہ قسمت نے یاوری کی تھی، سائمن اور ملیٹاڈیس، تھیسیوس اور سکوپس اٹیکس اور جیوپٹر کی خاص نسل سے سمجھا جاتا تھا، لیکن ان دیوتاؤں اور بہادروں کی اولاد نہایت خراب حالت میں پہونچ گئی، اس کے دادا کو ملک کے قانون سے نقصان پہونچا، اور اس کے باپ، جولیس اٹیکس نے اپنی زندگی کے آخری ایام مفلسی اور ذلت میں گزارے ہوتے اگر اس کو ایک پرانے مکان کے نیچے سے ایک بڑا خزانہ ہاتھ نہ لگ گیا ہوتا جو اس کے ورثہ کی آخری قسط تھی۔ شاہنشاہ سخت قانون کی رو سے اس خزانہ پر قبضہ کر سکتا تھا، لیکن ہوشیار اٹیکس نے اس کو اس طرح بچایا کہ اُسنے مخبروں کو خواہ مخواہ دخل در معقولات کرنے کا الزام لگا کر اقبال کر لیا۔ لیکن انصاف پسند نروا نے، جو اب تخت حکومت پر قابض تھا خزانہ کا کوئی حصہ لینے سے انکار کر دیا اور اٹیکس کو حکم دیا کہ وہ نہایت آزادی سے اپنی دولت خرچ کر سکتا ہے۔ لیکن چالاک ایتھینین (اٹیکس) نے اس پر اصرار کیا کہ اتنا خزانہ رعایا کے ایک فرد کے لئے بہت زیادہ ہے اور میں نہیں جانتا کہ اسکو کس طریقہ سے استعمال کروں، تنک مزاج، مگر صاف دل شاہنشاہ نروا نے جواب دیا کہ اچھا اگر تم نہیں جانتے کہ اس دولت کو کس طرح مفید طریقے سے استعمال کر سکتے ہو تو خراب طریقے پر استعمال کرو کیونکہ یہ تمہارا مال ہے۔ بہت لوگ کہیں گے کہ واقعی اٹیکس نے ویسا ہی کیا، جیسا شاہنشاہ نے اس سے

کہا تھا، کیونکہ اُس نے اپنی اس دولت کا بڑا حصہ جو ایک شادی کی بدولت اور زیادہ ہوگئی تھی، رفاہ عام کے کامون
مین خرچ کیا، اُسنے اپنے بیٹے ہیروڈ کے لئے، ایشیا کے آزاد شہرون کی حکومت حاصل کی، اُس کے بیٹے نے جب یہ دیکھا
کہ شہر ٹرواس مین جو پانی آتا ہے اُس کی مقدار غیر معین ہے تو اسنے ہیڈرین کی فیاضی سے فائدہ اُٹھاکر ایک لاکھ پاونڈ
بدین غرض حاصل کئے کہ مین پانی کے نکاس کے لئے ایک راستہ بنادون گا، لیکن جب اس کام کو درجہ تکمیل کو پہونچانے
کے لئے اس کی دوگنی رقم درکار ہوئی، تو محصول کے افسرون کو ناگوار ہوا۔ اسوقت اٹیکس نے ان افسرون کو اس طرح
راضی کیا کہ اگر مجھکو اجازت ملجائے تو مین خود ان تمام اخراجات کو برداشت کرون جن کی آئندہ ضرورت ہوگی۔

اسکی شہرت

نوجوان ہیروڈ کی تعلیم کے لئے یونان۔ ایشیا کے لائق ترین اُستاد بلائے گئے اور اُن کو ان کی محنت
کا کافی صلہ دیا گیا۔ یہ ہونہار شخص، اس زمانہ کے بے کار، فن تقریر کے معیار کے مطابق، ایک مشہور
مقرر ہوگیا۔ اس زمانہ مین فن تقریر اسکولون کی چار دیواری تک محدود تھا، اس کا استعمال نہ عدالت مین ہوتا تھا
نہ بہترین ملک کی مجلس مین۔ اسکو روم کے حاکم اعلیٰ کا رتبہ عنایت کیا گیا لیکن اس کی عمر کا بہت بڑا حصہ ایتھنز کی
درسگاہ حکمت (اور آس پاس کے مکانون) مین گمنامی کی حالت مین صرف ہوا۔ اُس کے ساتھ حکمائے ایتھنز
کی ایک جماعت رہتی تھی، جو ایک دولتمند اور فیاض ہم مقابل کی برتری کو بے چون وچرا تسلیم کرتے تھے، اسکی زیرکی
اور عقلمندی کی اکثر یادگارین، امتداد زمانہ سے مٹ چکی ہین، لیکن اب بھی اتنی یادگارین باقی ہین جو اسکے شستہ
مذاق کی شہرت، اور اس کی دولت کا پتہ دیتی ہین، اسنے جو سٹیڈیم[1] ایتھنز مین تیار کرایا تھا اس کے آثار آج تک
باقی ہین اور موجودہ زمانہ کے مسافرون نے اسکو کھود نکالا ہے۔ اسکی لمبائی ۶۰۰ فیٹ تھی، یہ سفید سنگ مرمر کا بنا ہوا
تھا، تمام لوگ اسمین داخل ہوسکتے تھے اور چار برس کی مدت مین اُسوقت بن کر تیار ہوا تھا جب ہیروڈ ایتھنس
کے کھیل تماشون کا صدر تھا۔ اسنے اپنی بیوی ریجیلا کی یادگار مین ایک تھیٹر بنایا تھا جس کی نظیر تمام سلطنت مین
مشکل سے مل سکتی تھی۔ اسمین جتنی لکڑی استعمال ہوئی تھی وہ دیودار کی تھی جسپر عجیب عجیب نقش ونگار بنے ہوئے
تھے۔ پرکلیز نے جس حصہ عمارت[2] کا نقشہ تیار کیا تھا وہ فن تعمیر کی اس فتح کی یادگار تھی، جو اُسے وحشیون کی غلطت پر
حاصل ہوئی تھی، یہ حصہ عمارت وہ تھا جس مین رقت انگیز تماشے کرنے سے پہلے لوگ مشق کرتے تھے، تعمیر کی حالت مین
جو شہتیر استعمال ہوتے تھے وہ عموماً فاتحون کے جہازون کے مستول ہوتے تھے۔ حالانکہ کیپاڈوشیا کے ایک بادشاہ نے اسپر

---

[1] لمبائی ناپنے کا ایک پیمانہ جو ۶۰۶ ¾ فیٹ انگریزی کے برابر ہوتا تھا۔ [2] اس حصہ مین گانے اور پردہ وغیرہ کچھ نہ
ہوتے تھے لیکن ہر تماشہ اسٹیج پر کھیلنے سے پہلے اسمین بطور مشق کے کھیلا جاتا تھا اور جب ماہرین فن اس کو پسند کر لیتے تھے
تب کہین عوام کے سامنے وہ تماشہ پیش ہوتا تھا۔

قدیم عمارت کی مرمت بھی کرائی تھی لیکن وہ پھر بھی منہدم ہوگئی، ہیرڈ نے اس کو ایک مرتبہ از سرِ نو قدیم خوبی اور آراستگی سے مزین کیا۔ اس شاندار شہری کی فیاضیان صرف ایتھنز تک ہی محدود نہ تھین۔ اُسنے خاکنائے مین نیپچون کے مندر کو آراستہ کرایا، سامتھ مین تھیٹر بنوایا، ڈلفائی مین سٹیڈیم، تھرناپلی مین، حمام اور اٹلی کے مقام کینوسیم مین ایک نالہ وغیرہ تیار کرائے لیکن اس کی دولت ان سب باتون کے لئے کافی ثابت ہوئی، ایپرس، تھسلی، یوبیا، بی شیا، پلوپونیس کے لوگ اس کی مراعات سے مستفیض ہو چکے تھے۔ ماورالیشیا اور یونان کے اکثر شہرون مین جو کتبے ہین ان مین اکثر احسان مندی کے طریقہ پر ہیروڈیز ایٹکس کو مربی اور فیض رسان کے القاب سے یاد کیا گیا ہے۔

رومیونکی اکثر عمارتین رفاہ عام کے لئے ہوتی تھین مثلاً مندر، تھیٹر اور نہرین وغیرہ

ایتھنز اور روم کی جمہوری حکومتون مین عام لوگون کے مکانات نہایت سادہ تھے اور سب کو برابر درجہ کی آزادی حاصل تھی۔ اور جمہور کی شان و شوکت کا اُن عمارتون سے اظہار ہوتا تھا، جو کسی خاص شخص کے استعمال کے لئے نہ تھین۔ یہ روح جس کی بنا جمہوری اصولون پر تھی، دولتمندی اور شاہنشاہی کے زمانون مین بھی قایم رہی (وہ شاہنشاہ جو نیک سیرت ہوتے تھے) قومی شان کو بڑھانے اور قوم کو فائدہ پہونچانے مین اپنی شان و شوکت کا اظہار کرتے تھے۔ شاہنشاہ نیرو کے سنہرے محل کو لوگ بجا طور پر نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے، لیکن وہ رقبہ زمین جسکو اسنے اپنی آرام و آسایش کے خیال سے زبردستی اپنے قبضہ مین کر لیا تھا، اُس کے پیرودن کے زمانے مین، روم کے سب سے بڑے تھیٹر، ٹائیٹس کے حمامون، کلاڈیس کی ڈیوڑھی، اور ان مختلف مندرون سے جو صلح کی دیوی، اور روم کی حفاظت کرنے والی دیوی کے نام پر معنون کئے گئے تھے بھرا ہوا تھا۔ فن عمارت کے ان نمونون کی آرائشگی جو رومی قوم کی ملکیت تھے، یونان کی تصویرون اور مجسمون سے کیجاتی تھی۔ اور صلح کی دیوی کے مندر مین قابل لوگون کے شوق پورا کرنے کے لئے ایک عجیب و غریب کتب خانہ کھولا گیا تھا۔ اس سے ذرا فاصلہ پر ٹراجن کی بازار تھی، اس کے ارد گرد مربعۃ الاضلاع کی شکل مین ایک بلند جلوخانہ تھا جس مین چار شاندار محرابین تھین اور انہی مین سے ہو کر اندر داخل ہونے کا راستہ تھا۔ اس کے بیچ مین ایک ستون ۱۱۰ فیٹ بلند تھا، جس سے اُس پہاڑی کی بلندی کا اندازہ ہو سکتا ہے جس کو کاٹ کر یہ عمارت بنائی گئی تھی، یہ ستون جو اب تک موجود ہے، پُرانے زمانے مین اپنی خوبی و خوبصورتی کی وجہ سے اپنے بانی کی ڈیشین فتوحات کا پورے طور پر اظہار کرتا تھا۔ اس تجربہ کار سپاہی نے اپنے فتوحات کا افسانہ خود ہی سوچا اور قومی غرور کو آیندہ کی مسے فریب دے کر صلح پسند شہری نے اپنے کو، قومی فتوحات کے ساتھ وابستہ کر دیا، رفاہ عام کی خاطر عمارتین بنانے کا جو شوق پیدا ہو گیا تھا اس سے دار الحکومۃ کے تمام قلعون اور صوبون کی رونق بڑھ گئی تھی یہ تمام حکم سے، دنگلون، تماشہ گاہون، مندرون، جلوخانون، نہرون اور فتوحات کی یادگار مین جو محرابین بنتی تھین ان کی جد

ہے بھر گئین، یہ عمارتین کسی نہ کسی طرح باشندون کی صحت کو قائم رکھنے مین معین ہوتی تھین یا وہان وہ عبادت کر سکتے تھے اور یا دل بہلا سکتے تھے نہرون پر ہمین سب سے زیادہ توجہ کرنا چاہیے ان کے بنانے مین جس قدر ہمت و جرات درکار ہوتی تھی اور جس صبر سے کام ختم کیا جاتا تھا، اور جن مفید طریقون سے وہ استعمال کیجاتی تھین، ان کی بنا پر یہ نہرین رومی ہوشیاری اور طاقت کے نمونون مین سے بہترین نمونے ہین دارالحکومتہ مین جو نہرین تھین ان کو اورون پر برتری حاصل تھی، لیکن اگر کوئی متجسس مسافر اسپالیٹو، میٹیز، یا سیگوویا کی نہرون کو تاریخ کی مدد کے بغیر دیکھے تو وہ فوراً اس نتیجہ پر پہونچے گا کہ یہ صوبون کے شہر کسی زمانہ مین کسی زبردست بادشاہ کے دارالسلطنت رہے ہونگے۔ ایشیا اور افریقہ کے سنسان اور غیر آباد مقامات مین کسی زمانہ مین خوشحال شہرون کی افزونی تھی ان شہرون کی گھنی آبادی اور زندگی کا دارومدار ان مصنوعی دائمی چشمون پر تھا جن کی بدولت تازہ پانی ان تک پہونچتا رہتا تھا۔

سلطنت کے شہرونکی تعداد اور انکی عظمت

ہمنے اس سے پیشتر سلطنت کے باشندون کی تعداد پر قیاس لگایا تھا اور اس کے بعد وہان کے رفاہ عام کے کامون کا ذکر کیا۔ شہرون کی تعداد اور ان کی عظمت کے جاننے سے پہلی بات کی تصدیق ہو جائے گی اور دوسری چیز کی تعداد مین اضافہ ہو جائے گا۔ اس کی چند مثالین جمع کرنا غالباً دلچسپ ہوگا، لیکن ہم کو یاد رکھنا چاہیے کہ قومون کے غرور اور زبان مین وسعت نہ ہونے کے سبب سے شہر کا نام روم اور آرنیم دونون کو دیا گیا ہے۔ (۱) کہا جاتا ہے کہ قدیم اٹلی مین گیارہ سو

اٹلی مین

ستانوے شہر تھے اور خواہ لفظ قدیم سے کوئی زمانہ ہی کیون نہ مراد لیا جاوے، اس بات کو ماننے کے کافی وجوہات نہین ہین کہ انٹونینس کے زمانہ مین ملک کی آبادی بہ نسبت رومولس کے زمانہ کے کم تھی۔ لیٹیم کی چھوٹی چھوٹی ریاستین، سلطنت کے دارالسلطنت مین شامل تھین، کیونکہ اسی کے اثر سے وہ ریاستین اس کی طرف مائل ہوئی تھین۔ اٹلی کے ان حصون پر جو پادریون اور صوبہ دارون کے مظالم سے اتنے طویل زمانے سے برابر تنزل کر رہے تھے، اب ٹرائیوں کا بوجھ آپڑا اور یہ بہ نسبت پہلے کے بہتر تھا۔ تنزل کے جن ابتدائی علامات کا انکو تجربہ ہوا تھا، اس کا نعم البدل یہ ملا کہ سسلپائین گال نے بہت سرعت سے ترقی کرنا شروع کی۔ ویرونا کی عظمت کے آثار آج بھی اس کے کھنڈرون مین ملتے ہین لیکن ویرونا بہ نسبت اکیولیا، پیڈوا، ملان اور ریونا کے کم مشہور تھا

گال اور اسپین مین

(۲) ترقی، صرف آلپس پہاڑون تک محدود نہ تھی بلکہ برطانیہ کے جنگلات مین بھی اس کی جھلک دکھائی دیتی تھی۔ یہ جنگلات اس غرض سے کاٹے اور صاف کیے جاتے تھے کہ وہان آسانی اور صفائی سے لوگ رہ سکین۔ یارک حکومتہ کا قیام گاہ تھا اور لنڈن تجارت کی بدولت بہت دولتمند ہو چکا تھا، اور باتھ اپنے مفید صحت پانی کی وجہ سے مشہور تھا۔ گال اپنے بارہ سو شہرون پر بجا طور ناز کر سکتا تھا، اور اگرچہ

شمال کے اکثر شہرون کی حیثیت جن مین تریس بھی شامل تھا، ترقی کرنے والے باشندون کے قصبے کی تھی، جنوبی صوبے، اٹلی کی دولتمندی اور تہذیب کی نقل کرتے تھے۔ گال، مارسیلز، آرلیس، نیمز، ناربن، ٹولو، بورڈو، آٹن، ویانا، لیون، لینگریز اور ٹریوز وغیرہ کے ایسے شہر تھے، جن کی قدیم حالت موجودہ حالت کے برابر یا شاید بہتر تھی۔ صوبہ اسپین کی حالت ترقی پذیر رہی لیکن جب وہان سلطنت قائم ہوئی، تو تنزل کرنے لگا دل آزار، اور اپنی ضعیف الاعتقادیون کے وجہ سے اس کی طاقت کا بہت بیجا استعمال ہوا۔ وسپاسین کے زمانہ کے تین سو ساٹھ شہرون کی فہرست جن کا ذکر پلینی نے کیا ہے اگر ہم آج بتانے بیٹھین تو اسپین کا غرور خاک مین مل جائے گا۔ (۳) ایک زمانہ مین افریقہ کے تین سو شہر کارتھیج کی برتری

افریقہ مین شہر

کو تسلیم کرتے تھے، اور غالباً ان شہرون کی تعداد، شاہنشاہون کے زمانے مین بھی کم و بیش اتنی ہی ہی کارتھیج کے منتشر شدون مین ایک دفعہ پھر ترقی کے آثار پیدا ہوئے اور دار السلطنت اور کارنتھ اور کیپیا نے وہ تمام فوائد حاصل کرنا شروع کئے جو خود مختار شاہنشاہی سے حاصل ہو سکتے تھے۔ مشرقی صوبون مین رومی شان و شوکت اور ترکون کی دہشت کا اختلاف نظر آتا تھا۔ قدیم زمانہ کے کھنڈرات، غیر فرو وغیرہ زمین پر پھیلے ہوئے تھے، اور جہالت کے سبب سے جادو کی طاقت کے متعلق جو توہمات تھے ان مین اضافہ کرتے تھے۔ یہ کھنڈر ایسے تھے کہ جن مین کوئی

ایشیا مین

مصیبت زدہ کسان یا خانہ بدوش عرب بمشکل پناہ گزین ہو سکتا تھا۔ سیزرس کے عہد حکومت مین صرف ایشیاء خاص مین پانچ سو آباد شہر تھے، یہ شہر قدرت کے عطیون سے مالا مال اور فنون کی بدولت آراستہ و پیراستہ تھے۔ ایشیاء کے گیارہ شہرون مین ایک مرتبہ اس بات پر بڑا جھگڑا ہوا تھا کہ کس شہر کو ٹائبیرس کو ایک مندر پیش کرنے کی عزت حاصل ہو۔ ہر شہر کے حقوق کو علحدہ علحدہ دیکھنے کے لئے یہ معاملہ مجلس فضلاء کے سامنے پیش ہوا، ان شہرون مین سے چار تو فوراً ہی اس بنا پر ناکارہ ٹھہرائے گئے کہ وہ اس بوجھ کو نہ برداشت کر سکین گے، ان چار شہرون مین سے ایک شہر لوڈیشیا بھی تھا جس کی شان و شوکت کا نمونہ آج بھی اسکے کھنڈرون کے دیکھنے سے چلتا ہے۔ لوڈیشیا مین بہت زیادہ محصول بھیڑون کے گلون سے جمع ہوتا تھا جو اپنے اون کی خوبی مین مشہور تھین، اس شہر کو اس جھگڑے سے پیشتر ایک فیاض باشندے کے مال متروکہ مین سے اس کے وصیت نامہ کے مطابق چار لاکھ پاؤنڈ سے زیادہ ملے تھے۔ اگر لوڈیشیا کے افلاس کی یہ حالت تھی تو ان شہرون کی دولت کا کیا ٹھکانا ہو سکتا ہے جنکے حقوق قابل ترجیح سمجھے گئے تھے۔ اور خاصکر پرگامس، سمرنا، اور افیسس کی دولت کتنی زیادہ ہوگی جب وہ محض ایشیا کے مذہبی اور رسمی عہدہ کو حاصل کرنے کے لئے مدت تک لڑتے رہے، حالانکہ اس عہدہ مین کوئی خاص فائدہ نہ تھا۔ سیریا اور مصر کے دار الحکومت کو سلطنت مین اور زیادہ وقعت حاصل تھی، انٹیاک اور اسکندریہ ماتحت شہرون پر حقارت سے نظر ڈالتے تھے اور روم کی عظمت و برتری کو تسلیم کرنے مین بھی ان کو بہت پس و پیش ہوتا تھا

رومیوں کی سڑکیں

یہ تمام شہر ایک دوسرے سے اور دارالحکومت سے بذریعہ سڑکوں کے ملے ہوئے تھے۔ یہ سڑکیں روم کے بازار سے لے کر تمام صوبوں میں پھیلی ہوئی تھیں اور سلطنت کے حدود پر جاکر ختم ہوتی تھیں، اگر ہم غور سے اس فاصلہ کو دیکھیں جو انٹونینس اور روم کے درمیان اور وہاں سے یروشلم تک تھا، تو یہ معلوم ہوگا کہ شمال و مغرب سے جنوب و مشرق کے آخری حدود سلطنت تک کے ذرائع آمد و رفت، لمبائی میں چار ہزار اسّی رومی میل تھے۔ ان سڑکوں پر ہوشیاری سے ہر میل پر ایک نشان بنایا جاتا تھا۔ اور ایک شہر سے دوسرے شہر تک جو سڑک جاتی تھی وہ اکثر بالکل سیدھی نہ ہوتی تھی۔ ان سڑکوں کے بناتے وقت جو دشواریاں پیش آتی تھیں خواہ وہ قدرتی ہوں خواہ غیر قدرتی، ان کا کوئی خیال نہ کیا جاتا تھا۔ جب راستے میں کوئی پہاڑ آتا تو اس میں سوراخ کیا جاتا تھا اور اگر دریا آتا تو خواہ اس کا پانی کتنا ہی تیز کیوں نہ بہتا اس پر مضبوط محراب نما پُل تیار کئے جاتے۔ سڑک کے بیچ کا حصہ، چبوترہ کی شکل میں ذرا بلند ہوتا تھا اور اس سے ارد گرد کی تمام آبادی دکھائی دیتی تھی، یہ حصہ زیادہ تر ان چٹانوں کا بنا ہوا ہوتا جو پتھر، سنگ ریزوں یا سیمنٹ کی ہوتی تھیں۔ ان پر بڑے بڑے پتھروں کا فرش بنایا جاتا اور دارالسلطنت کے قریب ہر جگہ معمولی پتھر کے بجائے ایک قسم کا بھربھرا پتھر استعمال کیا جاتا۔ رومیوں کی بنائی ہوئی سڑکیں ایسے مضبوط مصالحہ کی بنتی تھیں کہ آج تک پندرہ صدیوں کے سرد و گرم کا مقابلہ کرنے کے باوجود یہ سڑکیں موجود ہیں۔ تمام مقامات کے باشندے انھیں راستوں کی بدولت، ایک دوسرے سے نہایت آسانی سے مل جل سکتے تھے، اور اس طرح ان میں بہت زیادہ میل جول قائم رہتا تھا لیکن اُن کا پہلا مقصد یہ ہوتا تھا کہ ان شاہراہوں کے ذریعہ رومی افواج نہایت آسانی سے جا سکیں گی، اور اس وقت تک کسی جگہ پر رومی قبضہ مستحکم نہ ہو جاتا جب تک وہاں فاتح کے اثر اور اقتدار کا نفوذ نہ ہو لیتا۔ سب سے پہلے خبروں کے ملنے اور احکام کے جلد سے جلد پہونچنے کے فائدے ایسے تھے جن سے تاجداران روم اس پر مائل ہوئے کہ وہ اپنے وسیع حدود

ڈاک

مملکت میں ہر جگہ محکمہ ڈاک کو قائم کریں۔ ہر پانچ چھ میل کے فاصلہ پر مکانات بنوائے گئے ان میں ہر وقت چالیس چالیس گھوڑے موجود رہتے تھے اُن کی بدولت ایک دن میں سڑکوں پر سو میل کا سفر کرنا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ ڈاک کے گھوڑوں کو وہ لوگ بھی استعمال کر سکتے تھے جن کو شہنشاہ کی اجازت حاصل ہو جاتی۔ اگرچہ یہ محکمہ عوام کے فائدے کے لئے نہ تھا، تاہم اس کے ذریعہ سے خاص خاص لوگ بھی فائدہ اٹھاتے تھے۔ رومی سلطنت [illegible] وقت میں آسانی اور آزادی سے خشکی کے ذریعہ ایک دوسرے سے مل سکتے اور خط و کتابت کر سکتے تھے، ویسی

جہازرانی

آزادی اور آسانی سے وہ سمندر کے ذریعہ خط و کتابت وغیرہ کرتے تھے۔ رومی سلطنت کے صوبے بحیرہ روم کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے اور اٹلی اس بہت بڑی جھیل میں نرہن کی شکل میں داخل ہوگئی تھی۔ اٹلی کے ساحلوں پر عموماً محفوظ بندرگاہ ناپید ہیں لیکن انسان کی [illegible] نے قدرت [illegible]

کی اس کمی کو پورا کیا اور استیا کا مصنوعی بندرگاہ خاص طور پر دریائے ٹائبر کے دہانے پر بنایا گیا۔ اس کو شاہنشاہ کلوڈیس نے تعمیر کرایا تھا اور یہ عمارت رومی عظمت و جلال کی ایک مفید یادگار تھی۔ اس بندرگاہ سے جو دارالسلطنت سے صرف ۱۵ میل کے فاصلہ پر تھا، ہوا کے موافق ہونے کی صورت میں جہاز سات دن میں ہرکولیز کے ستونوں تک، اور نو یا دس دن میں اسکندریہ تک جو مصر میں ہے، پہنچ جاتے تھے۔

مغربی حصوں میں زراعت کی ترقی

حاصل کلام اس وسیع سلطنت میں جو خرابیاں بھی نظر آئیں، یہ بات ظاہر ہے کہ روم کی طاقت سے بنی نوع انسان کو بہت فائدے پہونچے، اور وہ ملنے جلنے کے ذرائع جن سے خرابیاں پھیلتی تھیں، خوبیوں کے پھیلنے کے بھی باعث تھے، قدیم زمانے میں دنیا، مساویانہ طریقے پر نہیں تقسیم کی گئی تھی، مشرق کی نسبت قدیم زمانے سے یہ خیال قائم تھا کہ وہ فنون اور عیش پرستی کا مخزن ہے، اور مغرب وحشی اور جنگجو لوگوں کا مسکن سمجھا جاتا تھا۔ یہاں کے لوگ زراعت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ یا اس سے بالکل ناواقف تھے، ایک مضبوط بنیادوں پر قائم شدہ حکومت کے زیر حمایت، زیادہ خوش قسمت اور زیادہ مہذب ممالک کی پیداوار، اور مصنوعات مغربی یورپ میں لائی گئیں، اور وہاں کے اصل باشندوں کی آزادانہ اور نفع بخش تجارت میں حصہ لینے سے ہمت افزائی کی گئی۔ ان کو مواقع دئے گئے کہ وہ پیداوار کو بڑھائیں اور مصنوعات کو ترقی دیں۔ ان تمام اشیاء کی مکمل فہرست بنانا جن کا تعلق حیوانات یا نباتات سے تھا اور جو یورپ میں ایشیا اور مصر سے بھیجی جاتی تھیں تقریباً غیر ممکن ہے۔ لیکن ان اشیاء میں سے بعض کا سرسری ذکر کرنے سے کسی تاریخ کے دامن پر بدنمائی کا دھبا نہیں لگ سکتا بلکہ وہ بہت زیادہ مفید ثابت ہو سکتی ہے۔

پھل پھلاری کا رواج پانا

۱۔ قریب قریب وہ تمام پھول، بوٹیاں، اور پھل جو یورپ کے باغوں میں پیدا ہوتے ہیں، باہر سے لائے گئے ہیں۔ اور یہ بات خود انکے ناموں سے ظاہر ہوتی ہے۔ سیب اٹلی میں پیدا ہوتا تھا، اور جب رومیوں نے اس سے زیادہ مزیدار پھل مثلاً زرد آلو، شفتالو، انار، ترنج، اور نارنگی وغیرہ چکھے، تو انھوں نے ان سب کو سیب ہی کہنا شروع کیا۔ اور ان سب میں فرق اس طرح کرتے تھے کہ ہر ایک کے ساتھ اس کے ملک کا نام بھی لیتے تھے۔

انگور کی بیل

(۲) ہومر شاعر کے زمانہ میں جزیرہ سسلی میں انگور کی بیل جنگلوں میں پائی جاتی تھی، اور اغلب یہ ہے کہ قریب کے براعظم میں بھی ملتی ہو۔ اس کو کسی نے ترقی نہیں دی اور نہ وحشی باشندوں کو اس کا عرق پسند آیا، لیکن ایک ہزار سال بعد اٹلی اس بات پر فخر کر سکتا تھا کہ ان اسّی قسم کی عمدہ اور لطیف شرابوں میں سے دو تہائی سے زیادہ میری سرزمین سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہ دولت جلد ہی گال کے ناربونی صوبوں کی قسمت میں آئی، لیکن سیوینز کے شمال میں سردی کی اتنی شدت تھی کہ اسٹرابو کے زمانہ میں یہ خیال

کیا جاتا تھا کہ گال کے ان حصون مین انگورون کا پکنا غیر ممکن ہی، رفتہ رفتہ یہ دقت دور ہوگئی اور یہ کہنا قرین قیاس ہے کہ برگنڈی کے انگور کے باغات اُس زمانہ کے ہین جب انٹونینس حکومت کرتا تھا۔ جیسے جیسے مغرب مین امن اور چین بڑھتا گیا، زیتون کی ترقی ہوتی گئی اور اسی وجہ سے یہ صلح کا نشان سمجھا جاتا تھا، روم کی بنیاد پڑنے کے دو سو

زیتون

برس بعد تک افریقہ اور اٹلی دونون، اس مفید پودے سے ناآشنا تھے، لیکن ان مقامات کی آب ہوا، اس پودے کے لئے بالکل موافق ثابت ہوئی اور آخر کار اسکو لوگ اسپین اور گال کے اندرونی حصون مین بھی لے گئے، قدیم باشندون کی اس غلطی کا کہ اس پودے کے لئے ایک مقررہ گرمی کی ضرورت ہوتی ہی اور یہ صرف سمندر کے ساحلون پر پیدا ہو سکتا ہی، تجربہ اور محنت کی بدولت انکشاف ہوا۔ سن کی پیداوار مصر سے گال مین آئی، اور اس سے ملک کی دولت مین اضافہ ہوگیا۔ حالانکہ ان زمینون کی جہان یہ بویا جاتا تھا، زر

سن

خیزی وغیرہ کم ہوجاتی تھی۔ (۵) اٹلی اور صوبون کے اکثر کاشتکار مصنوعی گھاس کے استعمال سے واقف تھے اور خاص طور سے بوسرین لوگون کو اس کا استعمال خوب معلوم تھا، جو میڈیا سے آئے تھے

مصنوعی گھاس

اور جن کا نام بھی وہین سے آیا تھا، لوگون کو اس بات کا یقین تھا کہ موسم سرما مین مویشیون کے لئے عمدہ غذا بڑی مقدار مین ملے گی، اسوجہ سے مویشیون اور گلون کی تعداد بہت بڑھ گئی، اور اسی وجہ سے زمین کی زرخیزی بڑھ گئی، ان ترقیون کے ساتھ اُس محنت اور جفاکشی کا ذکر بھی ضروری ہے جس سے لوگ کانون مین کام کرتے تھے، اور ماہی گیری کرتے تھے۔ ان کامون کے لئے محنتی مزدورون کی ضرورت پڑتی، اور اس طرح اُمرا کی دولت ترقی پاکر اُن کی خوشی اور مسرت کا باعث ہوئی، اور غربا اس بہانہ سے اپنا پیٹ پالتے ہے۔ کولومیلا کے فصیح زبان مین لکھے ہوئے صلحنامہ مین ٹائبریس کے عہد حکومت مین اسپین کے ترقی یافتہ

عام خوشحالی

فن زراعت کی حالت تفصیل سے لکھی ہی، اور اس مقام پر یہ کہنا مناسب ہی کہ ان قحطون سے جن سے اس چھوٹی جمہوری حکومت کو نقصان پہونچتا رہتا۔ روم کی وسیع سلطنت محفوظ تھی۔ جب کسی صوبہ مین غلہ کی کمی پڑجاتی، تو آس پاس کے زرخیز صوبون سے غلہ لاکر لوگون کی ضرورت پوری کردیجاتی۔

عیش و عشرت کے سامان

زراعت، صنعت و حرفت کی بنیاد ہی، اس لئے کہ قدرتی چیزون پر فن کا دار و مدار ہی۔ سلطنت روم کے زمانہ مین ایک سمجھدار اور محنتی قوم کی محنت سے ہمیشہ اُمرا فائدہ اُٹھاتے تھے۔ ریاست کے دھنی امرا اپنے لباس، مکان اور سامان مین آسانی، صفائی اور شان وغیرہ اور دو باتون کا خصوصیت سے لحاظ رکھتے تھے، اول یہ کہ تمام چیزین ہماری شان کے موافق ہون دوسرے یہ کہ عیش پرستی مین معین ہون۔ ان ترقیون کو ہر زمانے مین مہذب لوگ، عیش پرستی کے نام سے یاد کرکے نفرت کا اظہار کرتے رہے ہین اور شاید (یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ) اگر بنی نوع انسان کو ضروریات زندگی حاصل ہوتین اور فضول چیزین نہ

رلیتین تو وہ مسرت بخش اور نیک پاک زندگی بسر کر سکتے تھے۔ لیکن سوسائٹی کی موجودہ غیر کمل حالت مین تعیش ہی خواہ اُس کی بُنیاد بد اخلاقی پر ہو خواہ حماقت پر، ایک ایسی چیز معلوم ہوتی ہے جو دولت کی غیر مساوی تقسیم کو سدھار سکتا ہے۔ محنتی کاریگر اور ایک ہوشیار صنّاع، جن کو زمین کا کوئی حصہ نہین ملا ہے، خود مالکان زمین سے بغیر کسی جبر و تشدد کے اپنے گذارہ بھر کا روپیہ وصول کر لیتے ہین، اور مالکان زمین اس خیال سے کہ ہم مسرت بخش چیزین اور زیادہ خرید سکین، اپنی زمینون کو حصول منفعت کی خاطر ترقی دینے کی کوشش کرتے رہتے ہین۔ اس صورت سے جو سوسائٹی اور ہر جماعت مین خصوصیت سے ظاہر ہوتی ہے، آدمی دنیا مین ترقی کا شوق اور زیادہ بڑھ گیا تھا۔ آدم کے اسلحہ اور حکومتنے جو رقمین فتوحات سے وصول کی تھین وہ یقیناً بہت جلد ختم ہو جاتین اگر روپیہ صنّاعون اور کاریگرون کے ہاتھون مین نہ پہنچ جاتا۔ جب تک یہ دولت، ملک مین ایک جماعت کے ہاتھ سے دوسری جماعت کے ہاتھون مین منتقل ہوتی رہی، اس وقت تک ملک کی سیاسی طاقتون کو عمل کا احساس ہوتا رہا۔ اور اس کا اثر مفید ہوتا رہا، لیکن مضر کبھی نہین ہوا۔

غیر ملکی تجارت

لیکن عیش و عشرت کے سامان کسی خاص ملک کے لئے مخصوص نہین۔ دنیا کے قدیم اُن شہرون سے بھی جو روم سے بڑے فاصلے پر واقع تھے، عمدہ عمدہ چیزین اور اچھے اچھے تحفے روم کے آراستہ کرنے اور اس کے عجائبات مین اضافہ کرنے کے لئے لائے جاتے تھے۔ سیتھیا کے جنگل مین قیمتی سمور پائے جاتے تھے۔ عنبر، بحیرۂ بالٹک[1] کے سواحل سے جنوبی یورپ مین آتا تھا اور رومیون کو بظاہر ایسی بے وقعت چیز کے معقول دام ملنے پر بہت تعجب ہوتا تھا۔ ملک مین بابل کی بنی ہوئی دریون اور مشرق کی دیگر مصنوعات کی بہت مانگ تھی۔ لیکن سب سے زیادہ ضروری غیر ملکی تجارت جس کو لوگ ناپسند کرتے تھے، ہندوستان اور عرب کے ساتھ ہوتی تھی۔ ہر سال سورج کے راس السرطان ہونے کے وقت مایوس ہرماس سے ایک بیڑہ ایک سو بیس جہازون کا روانہ ہوتا تھا۔ یہ مقام بحیرۂ قلزم مین مصر کا ایک بندرگاہ ہے۔ مانسونون کی وقتی امداد سے، وہ لوگ بحر اعظم کو قریب قریب چالیس دن مین طے کر لیتے تھے۔ یہ لوگ عموماً ساحل مالابار یا جزیرۂ لنکا کی نیت سے چلتے تھے اور یہی وہ تجارت گاہین تھین، جہان ایشیا کے دور دراز ممالک سے تاجر آکر رومی تاجرون کا انتظار کرتے تھے۔ یہ بیڑہ، مصر کو ماہ دسمبر یا جنوری مین واپس جاتا تھا، اور جتنی جلد یہ قیمتی اسباب، جہازون پر سے اُتر کر اونٹون پر بار ہو کر بحیرۂ قلزم کے ساحل سے دریائے نیل تک پہونچتا، اور اس دریا کے نشیب کی سمت چلکر اسکندریہ تک پہنچ جاتا، اتنی ہی جلد وہ سلطنت کے دار الحکومت مین منتقل ہو جاتا۔ مشرقی تجارت جن اشیاء کے حصول کے

[1] یہ سمندر یورپ کے شمال مین واقع ہے۔

لے کی جاتی، وہ بہت معمولی مگر شاندار ہوتی تھیں۔ ایک پونڈ[1] ریشم ویسا ہی قیمتی خیال کیا جاتا، جیسے ایک پونڈ سونا۔ قیمتی پتھر بھی آتے تھے اور جواہرات کے بعد، موتی قیمت میں سب سے بڑھکر ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ کئی قسم کی خوشبودار چیزیں بھی آتی تھیں، جو مذہبی اور بہت کی رسموں میں صرف ہوتی تھیں۔ ان سفروں میں جتنی صعوبتیں اٹھانا پڑتیں، اور جتنے خطروں کا مقابلہ کرنا پڑتا ان کا کافی صلہ نفع کی صورت میں ملجاتا تھا۔ لیکن یہ فائدہ رومی رعیت سے اٹھایا جاتا تھا اور صرف رعایا کے چند آدمی نفع اٹھاکر، مالدار ہوجاتے تھے۔ چونکہ عرب اور ہندوستان کے باشندے

سونا چاندی

اپنے ملک کی پیداوار اور صنعت وحرفت پر قانع تھے، اس وجہ سے رومیوں کے لئے چاندی ہی وہ خاص دھات تھی جس سے وہ لین دین کر سکتے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ کوئی اور دھات بھی لین دین میں استعمال کیجاتی۔ یہ ایک بڑی شکایت تھی کہ عورتوں کے لئے جو زیورات وغیرہ[2] خریدے جاتے ہیں ان کی وجہ سے ملک کی دولت باہر چلی جاتی ہو۔ یہ شکایت اس درجہ وقیع تھی کہ مجلس ملکی کے روبرو پیش کی گئی، ایک مورخ نے جس کو تجسس وتحقیق کا شوق تھا لیکن جو زیادہ تر تعداد پر زور دیتا تھا، اندازہ کیا ہے کہ آٹھ لاکھ پونڈ سے زائد رقم ملک کے باہر چلی جاتی تھی۔ لوگوں میں اس طور پر افلاس کے بڑھنے کے خیال سے بدامنی کے آثار نمایاں تھے، لیکن اگر ہم سونے اور چاندی کے اس تناسب کا جو پلینی کے وقت میں تھا، کانسٹنٹائین کے عہد سے، مقرر کردہ تناسب سے مقابلہ کریں، تو ہم کو بہت کچھ ترقی کے آثار نظر آئیں گے کسی صورت میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ سونا، مقدار میں برابر کم ہوتا رہا لیکن یہ صاف ظاہر ہے کہ چاندی کثرت سے ملتی تھی، اور خواہ ہندوستان اور عرب سے آنے والے مال کی مقدار کتنی زیادہ ہی کیوں نہ ہو، اس سے رومی دنیا کی دولت کا خاتمہ نہیں ہوا، بلکہ کانوں کی پیداوار سے تجارت میں جن چیزوں کی ضرورت تھی، وہ پوری ہوتی رہی۔

باوجود اس کے کہ انسان عموماً ماضی کی تعریف کرتا، اور موجودہ زمانہ کو برا ٹھہراتا ہی، رومی سلطنت کی زرخیزی اور امن وامان کو ہر شخص پسند کرتا تھا خواہ وہ کسی صوبے کا باشندہ ہو، خواہ دار السلطنت کا، یہ لوگ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ سوشل زندگی، قوانین، زراعت، اور سائنس، وغیرہ کے سچے اصولوں کو شروع میں اتھنز نے دریافت کیا تھا، لیکن روم کی طاقت نے ان کو مضبوطی سے قائم کیا ہو، اور اس طاقت کے زیر اثر نہایت وحشی قومیں بھی ایک حکومت کے ماتحت رہکر ایک زبان بولتی ہیں۔ وہ یقین دلاتے ہیں کہ فنون کی ترقی سے بنی نوع انسان کی قسمیں زیادہ ہوتی گئیں، وہ شہروں کی شان شوکت اور دیہات کے خوشنما نظاروں پر جو زراعت کی

عام خوشحالی

وجہ سے مثل باغ کے معلوم ہوتے ہیں، خوشیاں مناتے ہیں، اور امن وامان پر وہ دوسری کئی

[1] ایک پونڈ کا وزن قریب قریب آدھ سیر ہوتا ہی۔ [2] ماخوذ از پلینی

اُن قومون کے ساتھ ملکر جو کسی زمانہ مین ایک دوسرے کی جانی دشمن تھین، مسرت کا اظہار کرتے ہین اور اس کی کوئی پرواہ نہین کرتے کہ آیندہ یہ صلح قائم رہے گی یا نہین، ممکن ہو کہ اس قول پر کچھ اعتراضات بے معنی لفاظی اور فن تقریر کی شان لئے ہونے کی وجہ سے کئے جائین، لیکن اس سے تاریخی حقیقت پر جو روشنی پڑتی ہو، اُس سے انکار نہین کیا جاسکتا۔

ہمت وجوان مردی مین کمی

یہ غیر ممکن تھا کہ اُس زمانے کے لوگ، تن آسانیون مین رہکر زوال کے اسباب کو دیکھ سکتے، ایک مدت سے امن و امان اور رومیون کی مستحکم حکومت سے رومی زندگی مین آہستہ آہستہ ایک زہریلا اثر سرایت کرنے لگا تھا۔ ہوشیاری اور عقل مندی کا کہین پتہ نہ تھا، لوگون کی ذہنی ترقی کا معیار بہت ادنیٰ پر تھا اور سب سے بڑھ کر بات یہ تھی کہ ان مین جنگجویانہ صفات کا خاتمہ ہوتا جاتا تھا۔ یورپ کے باشندے بہادر اور طاقتور تھے، فوجین اسپین، گال، برطانیہ اور الیریکم کے صوبجات سے سپاہی بھرتی کئے جاتے تھے، اور انہین پر حکومت کی بنیاد تھی، ان سپاہیون مین ذاتی بہادری موجود تھی، لیکن اُن مین اخلاقی جرأت نہ تھی جو حریت پسندی، قومی عزت وحرمت کے خیال، خطرہ کی موجودگی اور تحکم وغیرہ کا لازمی نتیجہ ہو۔ رومی لوگ، تاجدارون کے بنائے ہوئے قوانین، اور انکے بھیجے ہوئے صوبہ دارون کو قبول کرتے تھے اور اپنی حفاظت کے لئے تاجدار کی اجرتی، فوج کے محتاج تھے۔ بڑے بڑے راہنماؤن کی اولاد حکومت کی غلامی کا طوق گلے مین ڈالے ہوئے شہریون کے حقوق پر مطمئن تھی، ترقی کرنے والے، دربارون تک پہنچنے کی کوشش کرتے تھے اور ویران صوبون کے لوگ جن مین سیاسی طاقت اور اتحاد مفقود تھا، بغیر کسی احساس کے خانگی زندگی بسر کرنے لگے تھے۔

عقل وہنر مین کمی آگئی تھی

قاعدہ کی بات ہو کہ جہان امن و امان کا دور دورہ ہوتا ہو وہان علوم وفنون اور تہذیب شائستگی، ترقی پاتے ہین، چنانچہ شاہنشاہ ہیڈرین اور شاہنشاہ انٹونینس کے عہد حکومت مین جو خود بھی قابل اور علوم وفنون کے شائق تھے، رعایا کو بھی ان چیزون کا شوق تھا۔ اس شوق کے آثار سلطنت کے ہر حصہ مین نمایان تھے۔ برطانویون کے وہ قبائل جو انتہائی شمالی حدود مین رہتے تھے، فن تقریر کے بڑے شائق تھے۔ دریائے ڈینوب اور رائین کے کنارون پر رہنے والے ورجل اور ہومر کی کتابین پڑھتے اور انکا اتباع کرنے کی کوشش کرتے تھے، اور جن لوگون کو ادب مین ذرا بھی دخل ہوتا انکو بہت معقول رقمین ملتی تھین۔ یونانی لوگون نے علم طبعیات اور علم الافلاک مین بہت کامیابی حاصل کی تھی۔ لوگ اب بھی ٹالمی کے مشاہدات اور گیلین کی کتابون کو پڑھتے ہین جنھون نے انکی تحقیقات کو زیادہ ترقی دی ہو اور ان کی غلطیون کو درست کردیا ہو۔ لیکن اگر ہم لوشین کو جس کے طرز تحریر کا تتبع ناممکن ہو مستثنیٰ کردین تو یہ کہہ سکتے ہین کہ یہ تمام زمانہ ایسا

تھا کہ جس مین ایک شخص بھی ایسا نہین پیدا ہوا جس مین ذاتی مادہ ہوتا اور جس کے طرز تحریر مین کوئی خصوصیت ہوتی۔ مختلف اسکولون مین فلاطون، ارسطو، زینو، اور ایپکیورس کے خیالات کی اب تک بڑی دھوم تھی۔ اور انکے بنائے ہوئے اصول بغیر کسی چون وچرا کے شاگردون کی ایک نسل سے دوسری مین منتقل ہوتے رہتے۔ اور اس طرح عقل انسانی اپنے طاقتون کے استعمال، اور اپنے حدود کو وسیع کرنے سے باز رہتی۔ شعرا اور مقررین کی خوبیون سے بجائے اسکے کہ دوسرے لوگون کو اپنی جدت طبع دکھانے کا شوق پیدا ہوتا، صرف یہ ہوتا تھا کہ لوگ اُنکی غلامانہ تقلید کیا کرتے تھے۔ اور اگر کبھی کوئی شخص ذرا بھی قدیم طریقے سے الگ ہٹتا تو بجائے خوبی وخوشنمائی کے کلام مین بدنمائی اور فضول گوئی کی شان پیدا ہوجاتی لیکن جب علوم وفنون کا پھر چرچا ہوا تو ایک زمانے کی تساہلی، قومی مقابلے، نئی زبان، نئے مذہب کی بنا پر ایک نئی دنیا پیدا ہوگئی۔ خیالات مین جوش پیدا ہوا، اور یوروپ کے جتنے ہوشیار لوگ تھے، وہ میدانِ عمل مین اُتر آئے۔ لیکن وہ لوگ جو روم مین صوبجات سے آآکر آباد ہوئے تھے، اور معمولی غیر ملکی تعلیم پائے ہوئے تھے، رومیون کے مقابلے مین بہت کم وزن ٹھہرتے تھے کیونکہ رومی لوگ مدت دراز سے اپنی مادری زبان مین اپنے جذبات کو ادا کرتے رہے تھے اور تقریبًا تمام خوبیون کو ادا کرچکے تھے۔ شاعر کے لفظ کو سب لوگ بھول گئے تھے اور مقررین کی جگہ پر سوفسطائیون نے قبضہ کرلیا تھا۔ ناقدون، مرتبون، وغیرہ کی وجہ سے علوم، تنزل کی حالت مین تھے اور اس تنزل کی بدولت مذاق بگڑ گیا تھا۔

قومی تنزل

اس کے کچھ زمانے کے بعد، معزز لانگینس نے جو ایک شامی ملکہ کے عہد حکومت مین تھا، اور جو پرانے وقت کے اتھینز کے طور طریق پر عامل تھا، اپنے ہمعصرون کے اس تنزل پر آنسو بہائے یہ تنزل ایسا تھا جس سے انکے جذبات ذلیل، ہمت پست، اور قوا پژمردہ ہوگئے تھے۔ وہ کہتا ہے کہ "جس طرح بعض بچے جنکے اعضا کو بڑھنے کے مواقع نہین ملتے، ہمیشہ پستہ قد بنے رہتے ہین اسی طرح ہمارے دماغ جو غلامانہ رسوم و بندشون مین جکڑے ہوئے ہین، کسی طرح وسعت پذیر نہین ہوسکتے۔ اور نہ وہ اس عمدہ طریقے پر نشوونما پاسکتے ہین جس طرح قدیم زمانے کے لوگون کے دماغ ہوتے تھے۔ یہ لوگ چونکہ ایک آزاد حکومت کے ماتحت زندگی بسر کرتے تھے اس لئے آزادانہ طور پر ہر کام کرسکتے تھے۔ اگر ہم اسی پستہ قد والے استعارہ کو قایم رکھین، تو ہم کہہ سکتے ہین کہ وہ دن بدن زیادہ پستی کی طرف مائل ہوتے جاتے تھے اور رومی دنیا مین جتنے لوگ بستے تھے وہ سب پستہ قد تھے۔ یہ حالت اس وقت تھی جب شمال کے قدآور اور طاقتور لوگون نے اُن پر حملہ کیا اور اُنکی اصلاح کی۔ ان لوگون نے ملک مین مردانہ حریت و آزادی کی روح پھونک دی اور دس صدیون کے انقلاب کے بعد حریت کا اثر، رومی مذاق اور علوم پر غالب آیا۔

باب سوم

اینٹونینس کے زمانے مین رومی سلطنت کا نظام حکومت

شخصی حکومت کا خاکہ

بظاہر شخصی حکومت کی تعریف یہ معلوم ہوتی ہی کہ جس حکومت مین ایک شخص کو خواہ وہ کسی نام سے دوسرون پر ممتاز کیون نہ ہو اگر قوانین کے نفاذ، محصولون کے انتظامات فوج پر اختیارات، سپرد کر دئیے جائین، تو وہ حکومت شخصی ہی، لیکن جبتک رعایا کی آزادی کا تحفظ نہ کیا جائے، اس وقت تک یہ بہت ممکن ہے کہ ایسے زبردست حاکم کی طاقت خودمختاری کی شکل اختیار کرلے۔ مذہبی پیشواؤن کے اثر سے عوام کے حقوق کا تحفظ کیا جاسکتا ہی لیکن مالکان تخت وتاج اور پیشوایان مذہب کے درمیان ایسے تعلقات رہے ہین کہ شاذ ونادر ہی کبھی مذہبی جماعت نے عوام کی آزادی برقرار رکھنے مین مدد کی ہی۔ جنگجو طبقۂ امرا اور عوام کی مسلح صندی نمایندے ہی جنکو اپنی جائدادون کی بدولت، استحکام حاصل تھا، اور جو انتظامی جماعتون مین شرکت کرتے رہتے تھے ایسے لوگ تھے جنھون نے پُرجوش بادشاہون کے مقابلہ مین عوام کے حقوق کی حفاظت کی ہی۔

آگسٹس کی حالت

رومی نظام حکومت کی راہ مین جتنی رکاوٹین تھین، وہ سب ایک افسر اعلیٰ کے سامنے جاتی رہین۔ اور ارباب حکومت کے تینون ارکین نے سختی سے ان کا ازالہ کردیا۔ ایکٹیم کی فتح کے بعد رومی دنیا کی قسمت کا فیصلہ آکیٹوئیس کے ہاتھون مین تھا جس کا خطاب سیزر تھا سیزر کو اس کے چچا نے اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ اُس کے بعد مجلس انتظامیہ کی چاپلوسی کی بدولت یہی اختیارات آگسٹس کو حاصل ہوگئے۔ کامیاب فاتح، جو الیس تجربہ کار پلٹنون پر حاکم تھا۔ یہ پلٹنین، اپنی طاقت اور حکومت کی کمزوری سے واقف تھین۔ انکو بیس برس کی طوائف الملوکی مین۔ خون بہانے اور ظلم کرنے کی عادت پڑگئی تھی، یہ لوگ خاندان سیزر کے بڑے خیرخواہ تھے کیونکہ وہی ایک ایسا مقام تھا جہان انکو بڑے سے بڑا انعام ملنے کی توقع تھی۔ صوبے، بہت زمانے سے جمہوری حکومت کے وزراء کے مظالم برداشت کرتے کرتے عاجز ہوگئے تھے اور اس کے خواہشمند تھے کہ کاش ایک شخص واحد حکومت کی باگ اپنے ہاتھ مین لے، اور ان وزرا کا محتاج نہ ہو، بلکہ ان پر حاکم ہو۔ روم کے باشندے، امرا کی ذلت دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ ہمکو پیٹ بھر روٹی ملے اور کھیل تماشے دیکھنے کی اجازت ہو اور فیاض آگسٹس نے یہ دونون چیزین انکے لئے مہیا کردی تھین۔ اٹلی کے دولتمند اور مہذب لوگ جو قریب قریب

سب ایپکورس کے فلسفہ کو مانتے، اس زمانے کے امن وچین کے برکات سے متمتع ہوتے تھے۔ اور نہین جاہتے تھے کہ اس امن وچین کو پرانے زمانے کی سی آزادی کی آرزو برباد کرین۔ طاقت کے ساتھ مجلس ملکی کی حرمت وعزت اور بہت سے پرانے خاندانون کا خاتمہ ہوگیا۔ جمہور کے لائق اور سمجھدار طرفدار یا تو میدان جنگ مین کام آچکے تھے اور یا شہر بدر کردیئے گئے تھے، اب مجلس ملکی مین ایسے لوگون کو جگہ ملی، جنھون نے اس مرتبے سے عزت وتوقیر حاصل کرنے کے بجائے ذلت وخواری پائی۔

مجلس ملکی کی اصلاح

مجلس ملکی کی اصلاح پہلا کام تھا جس مین آگسٹس نے اپنے کو ظالم وجابر کی حیثیت کے بجائے محبت وشفقت سے حکومت کرنے والے حاکم کی شکل مین پیش کیا۔ اسکو لوگون نے محتسب منتخب کیا اور اس نے اگرپا کے ساتھ مل کر مجلس ملکی کے ممبرون کی فہرست دیکھی۔ اور ان مین سے چند ممبرون کو اس نے نکال دیا کہ ان کو انکی ضد کی سزا بھی مل جائے اور عوام کو عبرت بھی ہو۔ اور باقی ممبرون کو اس بات کی ترغیب دی کہ وہ ازخود مجلس ملکی سے الگ ہوجائین کیونکہ درصورت دیگر وہ زبردستی علیحدہ کردیئے جاتے اب اس نے مجلس ملکی کے ممبر ہونے کی جو قید لگائی وہ یہ تھی کہ کم ازکم ممبرون کے پاس دس ہزار پونڈ کی ملکیت ہونی چاہیئے۔ اس نے کئی خاندانون کا درجہ بڑھادیا اور اپنے لئے "مجلس ملکی شہزادہ" کا خطاب قبول کیا اس سے پہلے محتسبون کی طرف سے ان لوگون کو دیا جاتا تھا جو بہت معزز ہوتے تھے اور جو بہت عمدہ عمدہ خدمات انجام دے چکے تھے۔ اس نے اگرچہ "مجلس ملکی" کا وقار پھر قائم کیا، لیکن اس کی آزادی کو برقرار نہین رکھا۔ آزادانہ نظام حکومت کے اصول اس وقت ہمیشہ نظرانداز کردیئے جاتے ہین جب واضعان قوانین کو حکومت کے ارکین نامزد کرتے ہین۔

آگسٹس اس طاقت سے دستکش ہوتا ہے

اس طریقہ سے تیار کی ہوئی "مجلس ملکی" کے سامنے آگسٹس نے ایک زبردست تقریر کی جس سے اسکی حب الوطنی کا ثبوت ملتا تھا اور اس کے اصل مقاصد پر پردہ پڑتا تھا۔ اس کو اپنے گذشتہ افعال پر ندامت تھی لیکن وہ اپنے تئین قابل معافی خیال کرتا تھا۔ بحیثیت اولاد کے اس کا فرض تھا کہ وہ اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لیتا۔ لیکن اس کی طبیعت کی فطری خوبیون نے ضرورت کے سخت قوانین پر اسے عامل نہ ہونے دیا۔ اور اسے بعض نااہل ہمراہیون کے ساتھ تعلقات قائم رکھنے پر مجبور کردیا جس وقت تک انٹونی زندہ رہا۔ اس وقت تک جمہور اس سے استدعا کرتی رہی کہ وہ اسے ایک نااہل رومی اور ایک وحشی ملکہ کے ہاتھون مین نہ چھوڑدے۔ اب وہ آزادی سے اپنے فرض کو اپنے خیالات کے موافق ادا کرسکتا تھا۔ اس نے اب "مجلس ملکی" اور عوام کو انکے پرانے حقوق عطا کیئے اور اعلان کردیا کہ مین اپنے برادران ملکی سے ملنا جلنا پسند کرتا ہون اور چاہتا ہون کہ ان برکات سے جو مین نے

اپنے ملک کے لئے حاصل کی ہین، سب کے ساتھ ملکر فائدہ اُٹھاوُن۔

آگسٹس سے لوگ درخواست کرتے ہین کہ وہ شاہنشاہ یا افسر فوج کی حیثیت سے حکومت قبول کرے

اگر ٹیسی ٹس، اُس "مجلس ملکی" مین شریک ہوا ہوتا، تو وہ مجلس کے ممبرون کے اُن جذبات کی جنکا اظہار کیا گیا اور جو پوشیدہ رہے عمدہ تصویر کھینچ سکتا تھا اور درحقیقت اس کا قلم اس کام کو خوبی سے کر بھی سکتا تھا۔ آگسٹس کی سچائی پر بھروسہ کرنے مین خطرے تھے، اور اگر بھروسہ نہ کیا جاتا تو صورتِ حالات اور زیادہ خطرناک ہو جاتی شخصی اور جمہوری حکومت کے فوائد پر نظر کر کے لوگ دو مختلف جماعتون مین تقسیم ہو جاتے ہین لیکن اسوقت سلطنت روم کی جو عظمت تھی، اِن لوگون کے اخلاق جس قدر خراب ہو چکے تھے اور سپاہ مین جس قدر بدنظمی تھی، اُسکی بدولت شخصی حکومت کے طرفدارون کو نئے دلائل ملے جنسے وہ شخصی حکومت کے فوائد کو ثابت کر سکتے تھے۔ ان کے علاوہ، ہر شخص کے اصول پر، ان فوائد کی امیدون اور خطرات کا اثر بھی پڑتا تھا جنکی اسکو حکومت سے توقع ہوتی تھی۔ اِن مختلف جذبات کے تلاطم مین "مجلس ملکی" کے تمام ممبر ایک رائے پر متفق تھے اور انکا فیصلہ بالکل قطعی تھا۔ اُنھون نے آگسٹس کے استعفاء کو نامنظور کیا۔ اور اُس سے یہ کہا کہ آپ اس جمہور کو جسے آپنے بچایا ہی، اس حالت مین نہ چھوڑیئے کچھ عرصہ تک انکار کرنے کے بعد، اس مکار ظالم نے "مجلس ملکی" کا کہنا مان لیا۔ صوبجات کی حکومت اور فوجون کی سرداری کو اُس نے قاضی القضاۃ، یا حاکم کے خطابہ کے ساتھ قبول کرنا منظور کیا۔ لیکن یہ شرط کر لی کہ مین ان چیزون کو صرف "دس" برس کے لئے قبول کرتا ہون۔ اس کو امید تھی کہ اس مدت کے ختم ہونے سے پہلے ہی ملکی فسادات وغیرہ دب جائین گے اور جمہور اپنی پوری طاقت سے کام کرنے لگے گی۔ اور تب میرے جیسے دخل درمعقولات کرنے والے حاکم کی کوئی ضرورت نہ باقی رہیگی۔ اس تماشہ کی یاد، آگسٹس کی مدت حیات مین تازہ ہوتی رہی اور سلطنت کے آخری لمحون تک انکا اعادہ ہوتا رہا۔ صورت یہ تھی کہ روم کے مستقل شاہنشاہ ہمیشہ اپنے عہد حکومت کے ہر دسوین برس نہایت شان و شوکت سے جشن کرتے تھے۔

رومی سپاہ سالارون کے اختیارات

نظام حکومت کے اصولون پر کاربند ہوتے وقت رومی سپہ سالارون کو اپنے سپاہیون، دشمنون، اور رعایا پر قریب قریب ہر قسم کے اختیارات حاصل تھے بہت پُرانے زمانے سے رومی سپاہیون کو آزادی بالکل نہ ملتی تھی۔ اُن کے دلون کو فتوحات کی اُمید سے تسکین رہتی تھی اور اسی وجہ سے وہ فوجی قوانین

کی پابندی کرتے تھے۔ سردار اعظم یا کونسل کو یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ رومی نوجوانون کو فوجی خدمت پر مجبور
کرنا۔ اور اگر کوئی شخص بزدلی یا عصیان کی بنا پر اس کا حکم نہ مانتا تو سردار اعظم اسکو سخت سے سخت سزا
دیتا تھا۔ وہ اس کا نام شہریون کی فہرست سے خارج کردیتا، اسکی جائداد ضبط کرلیتا، اور یا اوسکو غلام بناکر
فروخت کرلیتا تھا۔ آزادی اور حریت کے وہ مقدس حقوق جنکو پورشین اور جمہورین قانون تسلیم کرتا تھا۔ فوجی
نقل وحرکت کے موقع پر ملتوی کردیئے جاتے تھے۔ اپنے کیمپ مین سپہ سالار کو موت و زندگی کے پورے اختیارات
حاصل رہتے اس کے لیے کسی قسم کی قانونی کارروائی کی ضرورت نہ تھی نہ اسکو ایسے موقعون پر قواعد کی پابندی
کرنا پڑتی تھی۔ اس کے حکم کی اپیل نہ ہوسکتی تھی اور مجرم کو فوراً سزا دی جاتی تھی جن لوگون کو قوانین وضع کرنے
کے اختیارات تھے، وہی اس بات کا فیصلہ کرتے تھے کہ روم کے دشمن کون لوگ ہین۔ لیکن جنگ وصلح کے ضروری
سے ضروری معاملات "مجلس ملکی" مین طے پاتے تھے۔ اور عوام ان مین اصلاح کرتے تھے۔ لیکن جب رومی سپاہ، اٹلی
سے بہت دور ہوتی تو سپہ سالار اپنی ذمہ داری پر جس قوم سے چاہتے جنگ وجدل کرتے اور سلطنت کی بہتری کے
لیے جس طریقہ سے چاہتے عمل کرتے۔ انکو جو اعزاز وغیرہ ملتے تھے وہ انکی فتوحات پر منحصر ہوتے تھے۔ نہ اسپر
کہ انھون نے کوئی کام ٹھیک طور پر انجام دیا ہی۔ اپنی فتوحات کے استعمال مین خاصکر اس وقت جب "مجلس
ملکی" کے کمشنرون کا ان پر کوئی دباؤ نہ رہتا تھا، وہ لوگ نہایت آزادانہ روش سے کام کرتے تھے۔ جب پامپی
مشرق مین سپہ سالاری کر رہا تھا اس نے اپنے سپاہیون اور مددگارون کو انعامات دیئے بادشاہون کو
تخت پر سے اتارا، سلطنتون کی تقسیم کی، نو آبادیون کی بنیاد ڈالی، اور میتھرڈیٹس کے خزانہ کو تقسیم کیا۔ جب
وہ روم مین واپس آیا تو "مجلس ملکی" اور عوام نے متحدہ طور پر اس کے افعال کو پسندیدہ قرار دیا۔ یہ وہ اختیارات
تھے جو جمہور کے سپہ سالارون کو سپاہیون اور روم کے دشمنون پر حاصل تھے۔ یا یہ کہ وہ لوگ ان اختیارات کو
خود اپنے ہاتھ مین لے لیتے تھے۔ یہ لوگ مسخر کئے ہوئے صوبجات کے صوبہ دار کیا بلکہ خود مختار مالک ہوتے تھے
وہ ملکی و فوجی اتحاد پیدا کرتے فیصلہ کرتے محصول کا پورا انتظام کرتے، اور سلطنت کے واضعان قوانین اور
حاکم دونون حیثیتون سے کام کرتے تھے۔

شاہنشاہ کے مددگار جو کچھ باب اول مین بیان ہوچکا ہی اُس سے کچھ اندازہ اس بات کا ہوسکتا ہی
کہ آگسٹس کے زیر حکومت صوبجات اور افواج کی کیا حالت تھی لیکن چونکہ
یہ غیر ممکن تھا کہ وہ خود ان تمام پلٹنون کو، جو اُسکے زیر حکومت تھین اور مختلف حدود سلطنت پر منقسم تھین،
پوری طور پر سنبھال سکتا، اس لیے "مجلس ملکی" نے جیساکہ پیشتر وہ پامپی کو اختیار دے چکی تھین، اسکو
بھی یہ اختیار دیا کہ وہ اپنے ماتحت افسرون کو مقرر کرکے اپنے اعلیٰ عہدون کے فرائض کو انجام دے۔

اِن افسرون کی عزت وہی تھی، جو پُرانے زمانے مین پرو کونسلون کی تھی اور اختیارات بھی وہی تھے لیکن وہ ہر طرح تاجدار کی مرضی کے تابع تھے اور انکی جگہین مستقل نہ ہوتی تھین۔ انکو یہ مرتبے شاہنشاہ کی عنایت سے ملتے تھے اور اسی کی مرضی سے وہ ان جگہون پر قائم رہ سکتے تھے۔ اور اگر وہ کوئی عمدہ کام کرتے، تو یہ کہا جاتا تھا کہ یہ کام بادشاہ کے مبارک اثر سے ظہور پذیر ہوا ہے وہ لوگ بادشاہ کے نمایندے ہوتے تھے شاہنشاہ خود، جمہوریۂ روم[۱] کا سپہ سالار ہوتا تھا۔ تمام فتوحات پر اسکو ملکی و مالی اختیارات حاصل ہوتے تھے۔ مجلس ملکی" کو اس بات سے ذرا اطمینان رہتا تھا کہ عموماً تاجدار اپنے حقوق مین سے بعض مجلس کے ارکین کو سپرد کر دیتا۔ شاہی مددگارون کی عزت و حرمت وہی تھی جو کونسلون کی تھی یا جو شاہنشاہ کے حفاظتی سپاہیون کی تھی" مجلس ملکی" کے ارکین کو پلٹنون کی افسری ملتی رہتی تھی اور مصر کی سرداری ہی ایک ایسا عہدہ تھا جس پر کسی ذی سوار کا ہی تقرر ہوتا تھا۔

مجلس ملکی اور شاہنشاہ کے درمیان صوبون کی تقسیم

چھ دن کے بعد جب آگسٹس کو مجبور کر کے، اتنا بلند مرتبہ سپرد کر دیا گیا تھا تو اُس نے بغیر کسی قربانی کے مجلس ملکی کے ارکین کو اپنا ممنون احسان بنا لیا۔ آگسٹس نے اُن سے کہا کہ" آپ لوگون نے مجھکو وہ طاقتین اور وہ اختیارات عطا کر دیئے ہین، جنکی موجودہ صورت حالات کے لحاظ سے ضرورت نہین ہی اور ارکین مجلس نے آگسٹس کو مجبور کیا تھا کہ وہ افواج اور حدود کی حکومت کو اپنے ہاتھ مین لینے سے انکار نہ کرے۔ لیکن اب اُس نے اس بات پر اصرار کیا کہ اندرونی محفوظ حصص ملک کی حکومت کو جہان کبھی شر فساد نہین ہوتا ہی، مین ملکی مجسٹریٹ کے سپرد کر دونگا۔ صوبون کی تقسیم کے وقت، آگسٹس نے اپنے اور جمہور دونون کے فوائد کا لحاظ رکھا۔ مجلس ملکی کے سردار انکو اور خاص کر ان لوگون کو جو ایشیا، یونان اور افریقہ مین حکومت کرتے تھے، شاہنشاہ کے ماتحتون سے جو گال اور سیریا مین مقرر کیے گئے تھے زیادہ مرتبہ حاصل تھا۔ اول الذکر کے ساتھ تبر بردار رہتے تھے اور موخر الذکر کے ساتھ معمولی سپاہی۔ ایک قانون بھی پاس ہوا کہ جس کی رو سے جس جگہ شاہنشاہ موجود ہو، وہان اُس کے غیر معمولی افسرون کو صوبہ دار کی حکومت پر فوقیت حاصل رہیگی اور ایک ضابطہ بنایا گیا کہ تمام نئی فتوحات، شاہنشاہ کا حصہ ہین اور بہت جلد لوگون کو

---

[۱] اس مقام پر شاہنشاہ اور جمہوریت کے الفاظ مین اجتماع ضدین کی شان نظر آتی ہی لیکن واقعہ یہ ہی کہ روم کی حکومت گو بظاہر جمہوری تھی اور لوگ روم کی سلطنت کو جمہوری کہتے بھی تھے، لیکن حکومت کے اکثر اختیارات وغیرہ صرف تاجدار کے ہاتھون مین تھے اور بظاہر حکومت کی مشین کو صرف وہی چلاتا تھا۔

یہ معلوم ہو گیا کہ تاجدار یعنی آگسٹس کی حکومت، سلطنت کے ہر حصہ مین یکسان طور پر مانی جاتی ہے۔

آگسٹس روم مین اپنا فوجی انتظام اور محافظ سپاہ کو قائم کرتا ہے

اس فرضی رعایت کی بجائے آگسٹس کو ایک بہت ضروری فائدہ حاصل ہوا جس سے وہ روم اور اٹلی کا مالک بن بیٹھا۔ زمانہ قدیم کے رواج کے خلاف، اُس کو اس بات کی اجازت دی گئی کہ وہ اپنے فوجی استحکام کو ایک جماعت کے ذریعہ قائم رکھے۔ حالانکہ یہ بات خطرہ سے خالی نہ تھی، اس جماعت کو وہ صلح کے زمانہ مین رکھ سکتا تھا اور دار السلطنت مین موجود ہونے کی حالت مین بھی وہ ساتھ رہ سکتی تھی اسکے ماتحت وہ شہری تھے، جو فوجی قسم کھانے کے بعد ملازمت مین شامل ہوئے تھے۔ لیکن رومی لوگون کی طبیعت مین غلامی سرایت کر گئی تھی اور حالت یہ تھی کہ مجسٹریٹین، مجلس ملکی کے ارکین، سوار فوج از خود وفاداری کی قسم کھاتے تھے۔ رفتہ رفتہ نوبت یہ پہونچی کہ یہ قسم گو پہلے پہل محض چاپلوسی کے لئے کھائی جاتی تھی لیکن بعد مین وہی سالانہ اس لئے لی جاتی تھی کہ لوگ وفاداری پر قائم رہین۔

مجسٹریٹ اعلیٰ اور حاکم فوجداری کے اختیارات

اگرچہ آگسٹس محکمہ فوج کو حکومت کی بقا کا ضامن سمجھتا تھا لیکن اُس نے اسکو مضر سمجھ کر اُس کی طرف سے نظر عنایت پھیر لی یہ بات اسکی طبیعت کے موافق تھی کہ وہ پرانے زمانے کے مجسٹریٹ کے معزز لقب سے حکومت کرتا اور رفتہ رفتہ تمام ملکی حکومت کو اپنی ذات مین محدود کر لیتا۔ اس خیال کو پیش نظر رکھکر، اُس نے "مجلس ملکی" کو اس بات کی اجازت دی کہ آپ لوگ تمام زندگی کے لئے مجسٹریٹ اعلیٰ، اور "حکام فوجداری" کے اختیارات میرے سپرد کر دین اور اسی کے ساتھ یہ شرط بھی کر دی کہ یہ تمام اختیارات میرے بعد میرے جانشینون کو حاصل رہین گے "مجسٹریٹ اعلیٰ" جو لوگ تھے وہ روم کے بادشاہون کے جانشین ہوئے اور اُنھون نے حکومت کی شان کو قائم رکھا وہ مذہبی رسوم کا انتظام کرتے، فوجون پر حکومت کرتے اور اُنھین نقل و حرکت کا حکم دیتے تھے، باہر سے جو سفرا آتے تھے، اُنکو باریابی کے موقع دیتے تھے اور "مجلس ملکی" اور عوام کے جلسون مین صدر ہوتے تھے۔ محصولون کے تمام انتظامات اُنکے ہاتھ مین تھے اور اگرچہ مقدمات فیصل کرنے کا بذات خود انکو بہت کم موقع ملتا تھا، تاہم وہ قانون مساوات، اور امن و امان کے محافظ سمجھے جاتے تھے۔ معمولی حالت مین ان لوگون کے اختیارات یہ تھے، لیکن جب کبھی مجلس ملکی، مجسٹریٹ اعلیٰ کو جمہور کی بہتری کے لئے مخصوص اختیارات سپرد کرتی اُسوقت اُس کے لئے قانون کی پابندی لازمی نہ رہتی اور وہ خود مختار حاکم کے مثل جو چاہتا کر سکتا تھا۔ حکام فوجداری کی حالت مجسٹریٹ اعلیٰ سے بالکل مختلف ہوتی تھی۔ یہ لوگ معمولی لباس مین رہتے لیکن مقدس خیال کیے جاتے تھے اور اُنکے فیصلہ سے کوئی سرتابی نہ کر سکتا تھا۔

انکی طاقت بہ نسبت کسی کام کو سرانجام دینے کے مخالفت کرنے کے لئے زیادہ موزون تھی۔ انکا کام یہ تھا کہ مظلومون کی حمایت کرین، خطاؤن کو معاف کرین، بدمعاشون کو ماخوذ کرین، اور جب ضرورت سمجھین تو حکومت کے تمام کاروبار کو روک دین، جبتک ... قائم رہی اس وقت تک اِن خطرون سے بچنے کے لئے جو مجسٹریٹ اعلیٰ یا حکام فوجداری کے اختیارات کی بنا پر ظاہر ہو سکتے تھے، بعض قیدین بھی تھین۔ یہ لوگ اُس زمانہ مین صرف ایک سال کے لئے منتخب ہوتے تھے "مجسٹریٹ اعلیٰ" کا عہدہ دو آدمیون اور حاکم فوجداری کا عہدہ چار آدمیون کے سپرد تھا۔ اور چونکہ یہ لوگ ہمیشہ ایک دوسرے سے لڑتے بھڑتے رہتے تھے اس لئے اُنکے آپس کے ناخوشگوار تعلقات سے حکومت کو نقصان پہونچنے کے بجائے فائدہ ہوتا تھا، لیکن مجسٹریٹ اعلیٰ اور حاکم فوجداری کے اختیارات ایک شخص کو تمام عمر کے لئے سونپ دئیے گئے اور فوج کا سپہ سالار ہی مجلس ملکی کا وزیر اور عوام کا نمائندہ ہونے لگا، اس وقت یہ ناممکن ہوگیا کہ اسکے اختیارات کی حد کی تعین کی جاسکے یا اُس کے حکم سے کوئی سرتابی کرسکے۔

شاہی اختیارات اتنے اختیارات حاصل ہونے پر آگسٹس کے عاقلانہ طرز عمل سے اسکو سردار پادری اور محتسب اعلیٰ کے مزید اختیارات حاصل ہوگئے۔ سردار پادری کے اختیارات ملنے سے اسکو مذہبی امور کے انتظام کرنے اور محتسب اعلیٰ ہونے سے عوام کے افعال وغیرہ پر قانوناً دست اندازی کرنے کا موقع ملا۔ اگر اتنی زیادہ طاقتین اور اختیارات پوری طور پر ایک دوسرے سے متحد نہ ہوتے تو مجلس ملکی اس بات پر بالکل تیار رہتی کہ ہر کسی کو مزید رعایتون سے پورا کرتی رہے۔ شاہنشاہ لوگ، جنکی حالت زمانہ جمہور کے وزیر اعظمون کی سی تھی، بعض تکلیف دہ قوانین کی پابندی اور بازپرسی سے آزاد تھے۔ وہ "مجلس ملکی" کو بلا سکتے تھے۔ ایک ہی دن مین کئی کئی باتین مجلس کے روبرو پیش کرسکتے تھے، خطابات در معزز عہدون کے ملنے کے لئے بعض امیدوارون کی سفارشین کرتے تھے۔ شہرون کی توسیع کرسکتے تھے، اور محصول کو جس طرح چاہتے صرف کرسکتے تھے۔ وہ صلح اور جنگ کرتے اور صلحنامون مین ترمیمین کرتے تھے ایک عام اور بے معنی جملہ سے اونکو اِن تمام باتون کا اختیار دیا گیا تھا جنکو وہ سلطنت کے لئے مفید خیال کرین خواہ اُنکا تعلق عوام سے ہو یا محض اُنکی ذات سے اور خواہ وہ سیاسی ہون یا مذہبی۔

حکام جب حکومت کے اکثر اختیارات، شاہی مجسٹریٹ کو سپرد کردئیے گئے تو جمہور کے عہد کے معمولی مجسٹریٹ گمنام ہوگئے۔ ان مین کام کرنے کا شوق باقی نہ رہا اور وہ بیکاری کی زندگی بسر کرنے لگے۔ پُرانے نظام حکومت کی شکل اور عہدون کے نامون کو آگسٹس نے سختی سے قائم رکھا اور ان مین کسی قسم کی تبدیلی کو جائز نہ سمجھا، یہان حکام اعلیٰ مجسٹریٹ اور حکام فوجداری کی مقررہ تعداد

ان عہدون پر فائض ہوتی اور اپنے فرائض کو انجام دیتی۔ رومی ابتک ان عہدون پر پہونچنے کی تمنائین کرتے تھے اور اگرچہ شاہنشاہون کو تمام عمر کے لئے حاکم اعلی کا عہدہ ملتا تھا لیکن وہ اس کے متمنی رہتے تھے کہ رعایا کے بڑے بڑے معزز لوگون کے ساتھ ہمکو بھی ہر سال یہ عہدہ از سر نو ملتا رہے اگسٹس کے عہد حکومت مین جب مجسٹریٹون کا انتخاب ہوتا تو عوام کو ایک دہشت آمیز جمہور کی مشکلات کا سامنا کرنے کی اجازت ہوتی۔ یہ ہوشیار شہزادہ بجائے ناراضی اور بے صبری ظاہر کرنے کے، عاجزانہ طریقہ سے اپنے اور اپنے دوستون کے لئے انکی رائین حاصل کرنے کی کوشش کرتا اور پورے طور پر ایک معمولی امیدوار کے فرائض انجام دیتا لیکن ہم اسکی کونسلون مین، بعد کے زمانون مین جو تبدیلیان ہوئین انکا عکس دیکھ سکتے ہین۔ تبدیلی یہ تھی کہ اب انتخاب مجلس ملکی کے سپرد کر دیا گیا تھا عوام کی جماعتین ہمیشہ ہمیشہ کے لئے معدوم کر دی گئین اور شاہنشاہون کو عوام کے گروہون سے نجات مل گئی، جو بجائے آزادی کے قائم رکھنے کے حکومت کے کامون مین خلل ڈالتے اور خطرناک ثابت ہو سکتے تھے۔

مجلس ملکی

میریس اور سیزر نے اپنے کو لوگون کی آزادی کا محافظ مشہور کر کے، ملک کے نظام حکومت کا تختہ پلٹ دیا۔ لیکن اسوقت جب مجلس ملکی کا زور ٹوٹ چکا تھا اور وہ دوسرون کی تابع فرمان ہو چکی تھی پانچ چھ سو ممبرون کی یہ جماعت، تاجدارون کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی، اسی مجلس کی بدولت آگسٹس اور اسکے جانشین اپنی حکومت کو قائم رکھ سکے۔ اور جب کبھی موقع ملتا، تو وہ شرفا کے اصول اور انکے لہجہ کو اختیار کرتے۔ اپنے اختیارات کو استعمال کرنے مین یہ لوگ ہمیشہ مجلس ملکی کی رائے لے لیتے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صلح و جنگ کے تمام ضروری معاملات مجلس ملکی ہی طے کرتی ہے۔ روم، اٹلی اور اندرونی صوبجات، براہ راست مجلس ملکی کے زیر حکومت تھے۔ ملکی معاملات مین مجلس ملکی اپیلون کی عدالت اعلی تھی، معاملات فوجداری مین یہ ایک ایسی جماعت تھی جو ان تمام جھگڑون کے فیصلے کر سکتی تھی جو تمام مقامات پر برپا ہوتے تھے یا جنکا تعلق امن و امان اور حکومت کے رعب و داب سے ہوتا تھا۔ مقدمات کا فیصلہ کرنا، مجلس ملکی کا خاص کام بن گیا۔ اور وہ اکثر یہی کام کرتی رہتی۔ اگلے زمانے مین لوگون کو انکے فن تقریر کے اظہار کے جو موقع ملتے تھے، اسکی آخری جھلک بس اسی مقام پر نظر آتی تھی جہان مجلس ملکی کے روبرو لوگ مقدمات پر بحث کرتے۔ مجلس ملکی کو حکومت کی کونسل اور عدالت عالیہ ہونے کی حیثیت سے جو اختیارات حاصل تھے، وہ بہت معتد بہ تھے۔ لیکن وضع قوانین کے بارہ مین گو مجلس ملکی کو سب عوام کا نمایندہ خیال کرتے تھے لیکن اس مجلس مین عام طور پر شاہانہ اختیارات کے آگے سر تسلیم خم کیا جاتا تھا ہر قسم کے اختیارات تاجدار کی بدولت حاصل ہو سکتے تھے، اور ہر قانون مین انکی منظوری سے ترمیم ہو سکتی تھی

ہر مہینہ مین تین مخصوص[1] تاریخون مین اُنکی جلسے ہوتے تھے۔ بحث ومباحثہ مین سب کو آزادی تھی اور وہ شاہنشاہ جو مجلس ملکی کے رکن ہونے پر فخر کرتے تھے، مجلس مین خود مثل دوسرون کے بیٹھتے اور رائین دیتے تھے۔

شاہنشاہی طرز حکومت کا ایک عام خاکہ

ہم اب پھر ایک دفعہ مختصراً اس شاہانہ حکومت کا حال بیان کرتے ہین جسکو آگسٹس نے قایم کیا تھا اور جس پر وہ تمام تاجدار عمل کرتے رہے جو اپنے اور اپنی رعایا کے فائدہ، نقصان کو سمجھتے تھے یہ حکومت شخصی حکومت تھی لیکن جمہوری حکومت کے پردہ مین رومی دنیا کے تاجدار، اپنے تاج وتخت پر بظاہر فخر نہ کرسکتے تھے وہ اپنی طاقت کو چھپاتے، اور اپنے تئین مجلس ملکی کے وزیر کہتے تھے جسسے ہر ممبر جواب طلب کرسکتا تھا اور جو بظاہر مجلس ملکی کے احکام کو بلا چون وچرا کے قبول کرتے تھے، حالانکہ یہ احکام اکثر اوقات خود انکے اشارہ سے صادر کیے جاتے تھے۔

دربار

دربار کا طریقہ وہی تھا جو عام نظام حکومت کا تھا۔ اُن ظالم شاہنشاہون کے سوا جنھون نے اپنی حماقت سے تمام قوانین توڑ دیئے تھے کوئی تاجدار ایسا نہین تھا جو اس شان وشوکت کا دلدادہ ہوتا جس سے خود انکے اختیارات مین کوئی اضافہ نہ ہوتا بلکہ رعایا بددل ہوجاتی۔ تمام شعبہ جات زندگی مین وہ اپنی رعایا کے ساتھ ملتے جلتے تھے، میل ملاقات، اور دعوتون کے موقعون پر انسے مساویانہ طریقے سے ملتے تھے۔ انکا لباس محل اور اسباب وغیرہ ویسا ہی ہوتا تھا جو مجلس ملکی کے ہر خوشحال ممبر کے ہان موجود ہوتا۔ انکے خاندانون مین خواہ کتنے ہی لوگ ہوتے اور خواہ وہ خود کتنا ہی شاندار کیون نہ ہوتا، غلام اور آزاد شدہ دونون طرح کے لوگ شامل ہوتے۔ آگسٹس اور ٹراجن کو کسی معمولی سے معمولی رومی سے بھی وہ خدمتین لینے مین شرم آتی تھی جو برطانیہ کے معزز اور مغرور امراء، از خود اپنے محدود اختیارات رکھنے والے بادشاہ کی کیا کرتے ہین۔

درجہ الوہیت پانا

اپنے بت بنوانے مین شاہنشاہ لوگ بے عقلمندانہ اور انکسارانہ طریقہ پر قائم نہ رہے ایشیائی یونانیون نے اول اول اس طریقہ کو اختیار کیا اور اسکندر اعظم کے جانشین وہ پہلے لوگ تھے جنکی اس غلامانہ طریقہ سے پرستش شروع کی گئی۔ بادشاہون کے بعد ایشیا کے صوبہ دارون کا نمبر آیا۔ یہان تک کہ بعض اوقات تو رومی مجسٹریٹون کے بت بنائے جاتے تھے اور وہ صوبون کے دیوتا بن جاتے تھے۔ ان کے لئے قربانگاہین، مندر وغیرہ بنتے تھے تاکہ وہان قربانیان کی جاسکین اور دیگر رسمین ادا ہوسکین۔ یہ بات بالکل قدرتی تھی کہ شاہنشاہ لوگ بھی اس چیز کے لئے انکار نہ کرین جسکو مدار المہامون نے قبول کیا تھا اور یہ مذہبی اعزاز جو ان دونون کو صوبون سے حاصل ہوئے وہ اس بات کا ثبوت ہین کہ روم محکوم نہین بلکہ حاکم تھا لیکن فاتحین نے

[1] یہ مخصوص تاریخین پہلی پانچوین اور پندرھوین تھین۔

معدودم قوموں کی نقل کی اور انہی کی مثل چاپلوسی کرنا شروع کی اور سیزر اول کی حاکمانہ طبیعت نے انکو اس بات پر آمادہ کیا کہ مین زندگی ہی مین روم کے محافظ بتون مین اپنا بت شامل کرا دون۔ اسکے جانشین نے جو اس کی بہ نسبت بہت نرم مزاج کا تھا، اتنی بڑی عزت قبول کرنے سے انکار کیا۔ اور یہ اعزاز گو کیلیگولا اور ڈومیشین نے اپنے جنون سے حاصل کر لیا۔ لیکن اور کسی کو پھر نصیب نہ ہوا۔ آگسٹس نے البتہ بعض صوبون کے شہرون مین اپنی عزت کے لئے مندرون کی تعمیر کی اجازت دیدی تھی۔ لیکن شرط یہی تھی کہ میری پرستش کے ساتھ ساتھ روم کی پرستش بھی کی جائے۔ اس کے علاوہ، اُس نے ضعیف الاعتقادی کو بھی جایز قرار دیا جس سے اُسکو برابر فائدہ پہونچتا رہا۔ لیکن اُس نے نہایت عقلمندانہ طریقے سے اس پر اکتفا کی کہ عوام اور مجلس ملکی کے ممبر محض میری عزت کرتے رہین۔ اُس نے اپنا بت بنانا مستقبل مین آنے والے جانشینون کے لئے چھوڑ دیا اور پھر تو یہ ایک عام رسم بن گئی کہ ہر شاہنشاہ کی وفات پر جسکا دامن ظلم و جبر کے دھبون سے پاک ہوتا، مجلس ملکی اپنے حکم سے اسکو دیوتاؤن کی صف مین جگہ دیدیتی اور جن رسوم کی ضرورت ہوتی، وہ وفات کے وقت ہی ادا کی جاتین۔ اس رسم کو جسے ہمارے سخت اصول غیر عقلمندانہ اور ناپاک قرار دیتے ہین، اُس زمانے مین لوگ ذرا سے انکار کے بعد منظور کر لیتے تھے۔ چونکہ یہ لوگ کئی کئی خداؤن کے قائل ہوتے تھے، اس لئے وہ اسے آسانی سے مان لیتے تھے اور علاوہ اس کے یہ رسم مذہبی نہین بلکہ ملکی خیال کی جاتی تھی۔ اگر ہم انیٹونینس کے خصائل کا ہرکولینس اور جیوپیٹر کے افعال قبیحہ سے مقابلہ کرین تو یہ اُس کے لئے بہت توہین کی بات ہے۔ سیزر اور آگسٹس ذی اقوال، ہر دلعزیز دیوتاؤن سے کہین بہتر تھے، لیکن انکی بدقسمتی تھی کہ یہ لوگ اس زمانے مین ہوئے جب علوم کا دور دورہ تھا اور انکے کارنامے بالکل صحیح طور پر درج کئے جاتے تھے۔ اس طرح سے عوام کو ان پر حاشیہ چڑھانے اور ضعیف الاعتقادی کی بنا پر انکو کہین سے کہین پہونچا دینے کا موقع نہ ملتا تھا۔ جب وہ قانوناً دیوتا مان لئے گئے، تو پھر کس مپرسی کا عالم ہو گیا تھا اس سے نہ خود انکی شہرت مین اضافہ ہوا نہ اُنکے جانشینون کی شہرت مین۔

آگسٹس اور سیزر کے خطابات

زمانہ شاہنشاہی کے حالات بیان کرتے ہوئے ہم نے اکثر اسکے بانی کا ذکر اس کے خطاب آگسٹس کے ذریعہ کیا ہے لیکن یہ خطاب اسکو اسوقت دیا گیا تھا جب اُس نے اپنا کام قریب قریب ختم کر لیا تھا۔ اس کا اصل نام آکٹیویانس تھا جو اُسے اُس کے خاندان سے ملا تھا۔ اُس کا خاندان نہایت رذیل خاندان تھا اور آریشیا کے چھوٹے قصبہ مین رہتا تھا۔ اس خاندان کے دامن پر قتل اور جلاوطنی کے بدنما دھبے تھے اور آگسٹس جہانتک ممکن ہوتا اس بات کی کوشش کرتا کہ اسکی گذشتہ زندگی کے واقعات کو لوگ بھول جائین۔ اور جب فخر اعلیٰ نے اسکو متبنّی بنایا تو اُس نے لفظ سیزر

کو بھی بطور کنیت کے اپنے نام مین شامل کر لیا۔ لیکن اس کو اتنی عقل تھی کہ وہ اپنے نام اور سیزر کے نامون مین فرق کو ملحوظ رکھتا۔ اُس نے کبھی اس بات کی کوشش نہین کی کہ لوگ اس فرق کو مٹا دین۔ مجلس ملکی مین یہ تجویز ہوئی کہ آکیٹو یالس کو جس نے وزارت کا کام انجام دیا ہی، ایک نیا خطاب ملنا چاہیے۔ بہت بحث ومباحثہ کے بعد دیگر خطابون مین سے آگسٹس کو لوگون نے اس وجہ سے انتخاب کیا کہ اس سے صلح اور پاکیزگی کا اظہار ہوتا ہی اور یہ چیزین اسکی سیرت کا جزو ہین۔ آگسٹس کا خطاب صرف اسکی ذات کے لیے تھا اور سیزر کا کل خاندان کے لئے اول الذکر خطاب، شاہزادہ کی زندگی کے ساتھ ختم ہو جانے والا تھا لیکن موخر الذکر اولاد مین منتقل ہونے والا تھا، خواہ اولاد اپنی ہوتی یا متبنی کی ہوئی۔ جولین خاندان کے لئے جو خطابات اور اعزازات مخصوص تھے انکا آخری دعویدار، نیرو تھا لیکن اسکی وفات کے وقت ایک صدی کے استعمال سے یہ خطابات مستقل طور پر شاہانہ عظمت کے ساتھ وابستہ ہو گئے تھے۔ اور ان خطابات کو، رومی، یونانی، فرینک، اور جرمن بادشاہون نے جمہور کے برباد ہونے کے بعد سے اس وقت تک قائم رکھا ہی لیکن جلد ہی ایک فرق نمایان ہوا۔ آگسٹس کا خطاب تاجدار کے لئے مخصوص ہو گیا لیکن سیزر کا خطاب آزادی سے اس کے اعزہ کو دیا جاتا تھا۔ اور ہیڈرین کے زمانے سے یہ قاعدہ ہو گیا کہ سیزر کا خطاب صرف اس شخص کو ملتا تھا جو حکمران تاجدار کے بعد تخت کا مالک ہوتا۔

آگسٹس کی سیرت اور اسکا طرز عمل

آگسٹس جس عزت کی نظر سے اس آزادانہ نظام حکومت کو دیکھتا تھا جسے اُس نے غارت کر دیا تھا، اس کا صرف اس طرح علم ہو سکتا ہی کہ ہم نہایت غور سے اسکی سیرت کا مطالعہ کرین۔ وہ کبھی جھگڑے فساد سے گھبراتا نہ تھا۔ اُس کے دل مین جذبات کوئی اثر نہ پیدا کرتے تھے لیکن فطرتاً وہ نہایت بزدل تھا یہی باتین تھین جنھون نے اُسے مجبور کیا کہ وہ انیس برس کی عمر سے ایک ظاہر فریب زندگی بسر کرنا شروع کرے اور عمر بھر اسی حالت مین رہے۔ اسی قسم کے دل ودماغ کی بدولت اس نے سترو کو سزا اور سنا کو معافی دیدی۔ اسکی خوبیان یہانتک کہ اسکی برائیان بھی مصنوعی تھین اور اپنے فائدہ کے لحاظ سے وہ پہلے پہل تو رومی جمہور کا سخت دشمن تھا لیکن بعد مین وہ اس کا مربی بن گیا اور جب شخصی حکومت کا ڈھانچہ تیار ہو گیا تو اس کو خوف کی وجہ سے اعتدال کی روش برتنا پڑی وہ لوگون کو ملکی آزادی کے افواج کو ملکی حکومت کے فرضی مجسمے سے فریب دینا چاہتا تھا۔

عوام کی آزادی کا مجسمہ

(۱) سیزر کی موت کا سمان ہمیشہ اس کے پیش نظر رہتا تھا۔ اس نے دولت اور اعزازات نہایت آزادی سے اپنے پیرؤن مین تقسیم کر دیئے

تھے۔لیکن اُس کے چچا کے خاص دوستون نے اسکے خلاف بغاوت مین حصہ لیا تھا۔ممکن تھا۔اسکی فوجین عام بغاوت کے موقع پر وفادار رہتین۔لیکن ایک جمہور پسند باشندہ کے خنجر سے وہ اسے کیونکر بچا سکتی تھین۔اور وہ رومی لوگ جنھون نے بروٹس فعل کو پسندیدہ نظرون سے دیکھا تھا شاید اُسکی کارگذاری کو بھی بہ نظر تحسین دیکھتے۔سیزر اپنی تقدیر کو کچھ تو اپنی طاقت کے اظہار اور کچھ طاقت کے غلط استعمال کی بدولت برگشتہ کر دیا تھا۔ممکن تھا کہ وہ حاکم اعلیٰ یا حاکم فوجداری کے نام سے حکومت کرتا رہتا۔لیکن بادشاہ کے خطاب سے رومی اُس کے خلاف ہو گئے۔آگسٹس کو اتنی سمجھ تھی اور وہ جانتا تھا کہ بنی نوع انسان پر صرف نام کی بدولت حکومت کی جا سکتی ہے۔اور اس کا یہ خیال بالکل صحیح ثابت ہوا کہ مجلس ملکی کے ممبر اور عوام سب غلامانہ طریقہ پر زندگی بسر کرین گے اگر انکو اس بات کا یقین دلا دیا جائے کہ تمھاری آزادی پرانے قدیم زمانے کی مثل قایم و برقرار رہیگی۔کمزور مجلس ملکی اور بزدل عوام اُس وقت تک نہایت خاموشی سے آگسٹس اور اس کے جانشینون کی اطاعت کرتے رہے جب تک اِن لوگون نے فہم و فراست سے کام لیا۔کیلیگولا، نیرو اور ڈومیشین کے خلاف جن باغیون نے ہتھیار اُٹھائے ان کا مقصد ملکی آزادی کے بجائے اپنی حفاظت کرنا تھا۔اِن لوگون نے شاہنشاہ کے اختیارات پر حملہ کرنے کے بجائے اُسکی ذات پر حملہ کیا تھا۔

کیلیگولا کی موت پر مجلس ملکی کی کوشش

کم از کم ایک موقع ایسا نظر آتا ہے جب مجلس ملکی نے اپنے ابتدائی حقوق کو ستر برس صبر کرنے کے بعد حاصل کرنے کی کوشش کی اور یہ کوشش رائیگان ثابت ہوئی۔جب کیلیگولا کے قتل کے بعد تخت خالی تھا تو حکام اعلیٰ نے مجلس ملکی کو جیوپیٹر کے مندر مین جمع کیا۔سیزر کے خاندان والون سے نفرت کا اظہار کیا اور تھوڑے سے سپاہیون کو آزادی عطا کی جو دو دن تک اپنے علم کی حفاظت اور جمہور کے افسرون کی حیثیت سے کام کرتے رہے لیکن جب یہ لوگ معاملات طے کر رہے تھے، محافظ سپاہ[1] فیصلہ کر چکی تھی۔بیوقوف کلاڈیس جو جرمینکس کا بھائی تھا، ان لوگون کے دار الحرب مین پہونچ چکا تھا۔شاہنشاہی کی نشانی یعنی سوسن کا پھول اُس کے ہاتھ مین تھا اور وہ اپنے انتخاب کے وقت اسلحہ سے مدد لینے کے لئے تیار تھا۔مجلس ملکی جب آزادی کا خواب دیکھ رہی تھی وہ خاک مین مل گئی اور وہ اپنے خواب سے غلامانہ اطاعت کرنے کے لئے بیدار

[1] یہ ایک چھوٹی سی سپاہ ہوتی تھی جسکا کام یہ تھا کہ وہ شاہنشاہ روم کی حفاظت کرتی ان لوگون کی جماعت ایک زمانہ مین بہت زور پکڑ گئی تھی اور تاجدار انکے ہاتھون مین مثل آلہ بیجان کے رہتے تھے۔

ہو گئی لوگون نے مجلس ملکی کا ساتھ چھوڑ دیا فوجی طاقت نے اِن پر دباؤ ڈالا اور اُنھون نے محافظ سپاہ کے منتخب کردہ امیدوار کو انتخاب کر لیا۔ کلاڈییس نے اس موقع پر ایک سمجھوتہ کر لیا۔ یہ فعل اُس کا بہت عقلمندانہ تھا اور کلاڈمییس اس سمجھوتہ پر قایم رہا۔

افواج کے لئے آزادی کا مجسمہ

(۲) افواج جس دریدہ ذہنی سے پیش آتی تھین، اُس سے آگسٹس کو اور زیادہ خوف پیدا ہوا عوام مایوسی کے زمانے مین وہی پا سکتے تھے جو سپاہ اپنے اسلحہ کے زور سے حاصل کر سکتی تھی وہی لوگ جنکو اُس نے ملکی فرض کا پامال کرنا سکھلایا تھا، اُسکے اختیارات کو بھی تسلیم نہ کرتے تھے۔ انکے باغیانہ خیالات سے اُسکو آگاہی بھی اور وہ اِن اوقات سے بہت ڈرتا تھا جب وہ ایک جگہ بیٹھکر ٹھنڈے دل سے معاملات پر غور کرتے تھے۔ ایک انقلاب کو اوس نے انعام واکرام دیکر روک دیا لیکن دوسرے انقلاب کے روکنے کے لئے ممکن تھا کہ اسکو دوگنا انعام دینا پڑتا۔ افواج بالاعلان سیزر کی حمایت کرتی تھین لیکن عوام کی حمایت بالکل غیر مستقل اور بے بنیاد ہوتی ہی۔ جو خیالات رومیون کے دماغون مین اُس کی طرف سے قائم تھے اُنسے اُس نے مدد لینا چاہی۔ قوانین کی پابندی پر سختی سے لوگون کو مجبور کیا۔ اور مجلس ملکی کی حرمت کو بیچ مین ڈالکر بحیثیت جمہور کے افسر اعلیٰ ہونے کے انکی وفاداری کا جویا ہوا۔

انکی وفاداری

۲۲۰

جب یہ نظام سلطنت قائم ہوا اس وقت سے کموڈس کی وفات تک دو سو بیس برس کی طویل مدت مین وہ حقیقتین جو فوجی حکومت کے لوازمات ہین ظہور پذیر نہین ہوئے، سپاہیون کو اپنی طاقت اور ملکی حکومت کی کمزوری کا کبھی احساس نہین ہونے پایا اور جب زیشتر یا بعد مین یہ احساس ہوا تو اس کے نتائج بہت خطرناک نکلے۔ کیلیگولا اور ڈومیشین کو انکے خاص محل مین انکے عزیزون نے قتل کر دیا۔ کیلیگولا کی وفات پر جو فساد برپا ہوا، وہ روم کی شہر پناہ تک محدود رہا۔ لیکن جب شاہنشاہ نیرو کا خاتمہ ہوا تو سلطنت کو بھی صدمۂ عظیم پہونچا۔ اٹھارہ ماہ مین چار شہزادہ تلوار کے گھاٹ اتارے گئے اور افواج کی مخالفت سے تمام ملک تباہ ہو گیا۔ اس قلیل عرصہ کو نظر انداز کرنے کے بعد جس مین افواج کو آزادی سے اپنے حسب منشا کام کرنے کا موقع ملا تھا۔ باقی وقت مین آگسٹس سے لیکر کموڈس کے زمانہ حکومت تک مین نہ کوئی انقلابات ظہور پذیر ہوئے اور نہ خون کی ندیان بہین شاہنشاہ کا انتخاب مجلس ملکی کے اختیار اور سپاہ کی اجازت سے ہوتا تھا۔ سپاہ اپنی اُس قسم پر قائم رہتی تھی جو وہ تاجدار سے وفاداری کرنے کے لئے کھاتی تھی۔ اِن تین معمولی انقلابون کے حالات معلوم کرنے کے لئے رومی تواریخ کی ورق گردانی کرنا پڑیگی جو بہت جلد اور بغیر کسی جنگ کے، فرو کر دیئے گئے۔

ایک جانشین کا مقرر کرنا

ان مقامات پر جہان کہ شاہنشاہ کا انتخاب ہوتا ہی جگہ خالی ہونے پر ہمیشہ جھگڑے فساد اور خطرات کا اندیشہ رہتا ہی۔ رومی شاہنشاہون نے اس خیال سے کہ ہمارے بعد افواج کو اتنا وقت نہ مل سکے کہ وہ دوسرا شخص انتخاب کرین اور اُس مین پابندیون کا لحاظ نہ کرین یہ طریقہ اختیار کیا کہ اپنی حیات مین ہی اپنے مقرر کردہ جانشین کو حکومت مین بہت بڑا حصہ دینے لگے۔ تاکہ ہماری وفات کے بعد حکومت کے دیگر اختیارات بھی انکے ہاتھ مین آجائین اور ملک دوسرے تاجدارون کے ہاتھ مین نہ جاسکے۔ آگسٹس کی آرزوئین، بعض لوگون کی ناوقت وفات سے خاک مین مل گئین

ٹائیبرئیس کا جانشین مقرر ہونا

اب اُس نے اپنی تمام امیدین ٹائیبرئیس کی ذات سے وابستہ کرلین اور اپنے متبنی لڑکے کو عدالت کا حاکم اور محتسب مقرر کیا اور ایک ایسا قانون بنایا جس سے آیندہ زمانے مین شہزادہ کو صوبجات اور افواج پر ویسے ہی اختیارات حاصل ہوئے، جو آگسٹس کو ملے تھے۔ اسطرح وسپاسین نے اپنے بڑے لڑکے کی طبیعت پر قابو پایا

ٹائیٹس کا تقرر

ٹائیٹس کو وہ مشرقی افواج دل سے پسند کرتی تھین جنھون نے اسکی ماتحتی مین جوڈیا کو فتح کیا تھا۔ لیکن اُس کی طاقت پر لوگون کو حسد ہوا اُس کے افعال حسنہ کی نسبت یہ کہا گیا کہ وہ شباب کی ناتجربہ کاری کا نتیجہ ہین اور اس کی تجاویز مشکوک قرار دی گئین۔ لیکن شاہنشاہ نے کسی کی بات پر کان نہ دھرا اور اپنی عقلمندی سے ٹائیٹس کو شاہنشاہی کے پورے اختیارات عطا کردیے۔ ٹائیٹس نے مہربان باپ کے احسانات کا بدلہ اسطرح دیا کہ وہ ہمیشہ اپنے باپ کی اس طرح خدمت کرتا رہا جس طرح ایک اطاعت گزار اور وفادار وزیر اپنے آقا کی کرتا ہی۔

سیزرس کی اولاد اور فلیوین خاندان

وسپیسین اپنی عقلمندی سے اُن تمام مواقع سے فایدہ اُٹھاتا رہا جس سے اسکی حال مین حاصل کی ہوئی طاقت کو استحکام ہوسکتا تھا۔ فوجی آدمیون کو جو وفاداری کی قسم کھانا پڑتی تھی، اُس سے اور افواج کی وفاداری سے ایک صدی مین سیزر کا نام اور خاندان مقدس سمجھا جانے لگا۔ اور اگرچہ یہ خاندان، تخت حکومت پر صرف تبنّی کرنے کی غلط رسم کی بدولت قابض رہا پھر بھی رومی لوگ نیرو کی اس لحاظ سے عزت و حرمت کرتے رہے کہ وہ جرمینکس کا پوتا اور آگسٹس کی اولاد مین تخت کا جائز وارث تھا اور جب محافظ سپاہ کو یہ ترغیب دی گئی کہ وہ اس ظالم و جابر شاہنشاہ کی حمایت نہ کرے تو وہ لوگ بڑی مشکل سے راضی ہوئے۔ گیلبا، آتھو اور وائٹیلیس کے زوال سے افواج کو ایک سبق ملا اور وہ خیال کرنے لگین کہ شاہنشاہ ہماری مرضی کے تابع اور ہماری مدد کے محتاج ہین۔ وسپیسین ایک ذلیل خاندان مین پیدا ہوا تھا۔ اس کا دادا ایک

معمولی سپاہی تھا۔ اور اس کا باپ محصول جمع کرنے والا ایک معمولی سردار۔ اپنی قابلیت کی بدولت وہ اس ترقی یافتہ زمانہ مین سلطنت پر قابض ہوگیا۔ لیکن اسکی قابلیت سے فوائد بہت ہوتے تھے اور اسکی طبیعت مین نمایش بہت کم تھی۔ اُس مین جو خوبیان تھین وہ اُسکے انتہائی بلکہ ذلیل بخل کی وجہ سے قابل تحسین نہ خیال کی جاتی تھین۔ ایسے مزاج کے تاجدار نے اپنے فوائد کا تحفظ اس طریقے پر سوچا کہ مین اپنی زندگی مین اپنے لڑکے کو سلطنت مین دخیل کرلون۔ اس سے فائدہ یہ متصور تھا کہ اس کے عمدہ اور پسندیدہ عادات واطوار کی وجہ سے لوگ اُس کے ذلیل خاندان کا خیال نہ کرینگے بلکہ اُن کی آنکھین ان شاندار فتوحات وغیرہ سے خیرہ ہوجائین گی جو فلیوین خاندان کے تاجدارون کو حاصل ہونگی ٹائٹس کے رحیمانہ طرزِ حکومت کی بدولت رومی دنیا مین عارضی طور پر سختی وجبر کا استیصال ہوگیا اور اُس کی یاد سے ملک اُس کے بھائی ڈومیشین کے مظالم سے پندرہ برس تک محفوظ رہا۔

ٹراجن کا متبنی ہونا اور اسکے عادات واطوار

نروآ نے جیسے ہی حکومت کی باگ ڈومیشین کے قاتلون سے اپنے ہاتھ مین لی اُس نے دیکھا کہ مین اپنی کم عمری کی بدولت ان فسادون کا استیصال نہین کرسکتا جو میرے پیشرو کے مظالم کی بدولت ترقی پذیر ہوتے رہے ہین۔ ملک مین جو عقلمند اور سلیم الطبع لوگ تھے وہ اسکی حکومت کو بہت پسند کرتے تھے لیکن تنزل پذیر رومیون کے لئے ایک زیادہ سخت حکمران کی ضرورت تھی جو اپنے انصاف کی وجہ سے مجرمون کے دلون مین خوف بٹھادے۔ اگرچہ اسکے عزیز واقارب موجود تھے لیکن اس نے ایک غیر شخص کو اپنی جانشینی کے لئے انتخاب اور ٹراجن کو اپنا متبنی کیا جس کی عمر اس وقت چالیس برس کی تھی اور جو لوور جرمنی مین ایک فوج کے ساتھ موجود تھا۔ نروا نے مجلس ملکی کے ایک حکم کے مطابق فوراً اسکو اپنا دوست اور متبنی قرار دے دیا۔ یہ بات واقعی قابل افسوس ہی کہ جب ہم نیرو کے جرمون اور حماقتون پر اظہار نفرت کرتے ہین، تو ٹراجن کے افعال پر یا تو ہم پوری طور پر نظر نہین ڈال سکتے اور یا ہمین اسکے مداحون کے بیان پر اعتماد کرنا پڑتا ہی۔ اُس کا ایک مداح ایسا ہی جس کی نسبت یہ کہا جاسکتا ہی کہ وہ چاپلوسی کے جرم کا مرتکب نہین تھا جب ٹراجن کی وفات کو دو سو پچاس برس گذر چکے تھے تو ایک نئے شاہنشاہ کی تخت نشینی کے موقع پر مجلس ملکی نے حسب معمول اسکی تعریف کرتے ہوئے یہ امید ظاہر کی تھی کہ ہمارا نیا تاجدار، رحم وکرم مین آگسٹس سے اور خوش خوئی مین ٹراجن سے بڑھکر ہوگا۔

ہیڈرین

ہم کو اس بات کا یقین کرنا چاہیئے کہ یہ رحیم وشفیق بادشاہ ایک عرصہ تک یہ فیصلہ نہین کرسکا کہ مجھے ہیڈرین کے مشکوک عادات واطوار پر بھروسہ کرکے اسے شاہانہ اختیارات

مین حصہ دینا چاہئے یا نہین۔ حیات مستعار کے آخری لمحون مین شاہنشاہ بیگم پلوٹینا کی چالاکی سے یا تو ٹراجن نے ایک مستقل ارادہ کر لیا اور یا ایک غلط اور متبنی کرنے کے قصے کو صحیح مان لیا۔ اِس قصہ کو نہ ماننے مین مختلف قسم کے خطرے تھے اور اس لیئے ہیڈرین بغیر کسی جھگڑے فساد کے ٹراجن کا جانشین تسلیم کر لیا گیا۔ جیسا بیان کیا جا چکا ہی اُس کے عہد حکومت مین سلطنت مین امن وامان رہا اور اُس نے خوب ترقی کی۔ اُس نے ارباب فن کی ہمت افزائی کی، قوانین کی اصلاح کی، فوجی قواعد کی سختی سے پابندی کرائی، اور تمام صوبجات کا خود معائنہ کیا۔ اسکی عقل بڑے سے بڑے نقطۂ نظر پر حاوی ہو جاتی، اور ملکی پالیسی کے ہر پہلو کو وہ خوب سمجھتا تھا لیکن اسکو نئی باتین دریافت کرنے کا شوق اور اظہار شان کا خبط تھا اور جس زمانہ مین جس بات کا زور زیادہ ہوتا، اسی نسبت سے اسکے افعال مین فرق ظاہر ہونے لگتا۔ کبھی وہ قابل تقلید تاجدار ہوتا، کبھی ایک مضحکہ انگیز سوفسطائی، اور کبھی ظالم وجابر حاکم۔ لیکن عام طور پر وہ تعریف کا مستحق ہی کیونکہ وہ منصف تھا اور اکثر اعتدال سے کام کرتا تھا۔ لیکن اپنے عہد حکومت کے ابتدائی ایام مین اُس نے مجلس ملکی کے اُن چار شخصون کو قتل کرا دیا جو اُس کے دشمن تھے۔ حالانکہ ان کا وجود سلطنت کے لئے ضروری خیال کیا جاتا تھا اور جب وہ ایک بیماری مین مبتلا ہوا تو بہت جھلّا اور ظالم ہو گیا۔ مجلس ملکی عرصہ تک یہ نہین طے کر سکی کہ اسکو ہم دیوتا مانین یا ظالم خونخوار۔ اور وہ عزت وحرمت جس سے اُس کی یاد تازہ رکھی گئی، مقدس انٹونینس کی کوششون کا نتیجہ تھی۔

چھوٹے بڑے ویرسون کا متبنیٰ ہونا

ہیڈرین کے وہم نے اسکو کسی نہ کسی شخص کو متبنے منتخب کرنے پر مجبور کیا۔ اسکی نگاہ ان کئی آدمیون پر پڑی جنمین خاص قابلیت موجود تھی اور جنکی وہ عزت کرتا تھا اور جنکی قابلیت کی بنا پر انسے نفرت بھی کرتا تھا۔ ان لوگون مین سے اُس نے ایلیس ویرس کو انتخاب کیا جو ہنسی خوشی اور عیش وعشرت مین زندگی بسر کرتا تھا اور جس کی خوبصورتی نے شاید اُس کی سفارش کی۔ لیکن عین اِس موقع پر جب کہ وہ اپنے نئے جانشین کے انتخاب پر خوشی منا رہا تھا اور جب اسکی سپاہ بھی شاہنشاہ سے معقول رقم پا کر، اسکو تاجدار تسلیم کر کے اِن مسرتون مین حصہ لے رہی تھی، تو نئے سیزر کو موت کے ظالم ہاتھون نے اس کے پہلو سے جدا کر دیا۔ اُس کے ایک لڑکا تھا ہیڈرین نے اس لڑکے کو انٹونینس کے سپرد کر دیا۔ جس نے اسکو اپنا جانشین بنایا اور جب مارکس تخت نشین ہوا، تو حکومت کے مساوی اختیارات اُس لڑکے کو بھی حاصل ہوئے۔ جہان اس چھوٹے ویرس مین مختلف قسم کی برائیان تھین وہان ایک خوبی یہ بھی تھی کہ وہ اپنے بڑے اور عقلمند ہمراہی کی بہت عزت کرتا تھا اور سلطنت کے تمام کام اُس کے سپرد کر دیئے تھے۔ فلسفیانہ دماغ رکھنے والا شاہنشاہ، اسکی حماقتون کی پردہ پوشی کرتا تھا اور جب وہ مر گیا

تو شہنشاہ نے بہت رنج سنایا اور اسکی بُری باتون کو بھلا دیا۔

دو انٹینونس کا متبنیٰ ہونا

جب ہیڈرین کی خواہش پوری ہوگئی اُسے ناکامی ہو چکی تو اُس نے تخت کے لئے ایک ایسے لائق جانشین کا انتخاب کیا جس سے بعد کی نسلین اسکی ہمیشہ ثناخوان رہین۔ اسکی دوربین نگاہون نے مجلس ملکی کے ایک ایسے ممبر کو منتخب کر لیا جسکی عمر پچاس برس کی تھی اور جس کی زندگی بالکل پاک صاف تھی۔ اس کے علاوہ اُس نے ایک دوسرے نوجوان کا انتخاب کیا جسکی عمر سترہ برس کی تھی۔ اور جس سے یہ امید کی جاتی تھی کہ جیسے جیسے عمر بڑھتی جائیگی اُسکے پسندیدہ صفات مین اضافہ ہوتا جائے گا۔ ہیڈرین نے اول الذکر کو اس شرط پر اپنا جانشین مقرر کیا کہ وہ موخر الذکر کو فوراً اپنا متبنیٰ کر لے۔ یہ دونون انیٹونیس ۴۲ برس تک رومی دنیا پر نہایت عقلمندی اور سلامت روی سے حکومت کرتے رہے۔ اگرچہ پیس کے دو لڑکے موجود تھے لیکن اُس نے اپنے ملک کا اپنے خاندان کے مقابل مین زیادہ خیال کیا اُس نے اپنی بیٹی فاسٹینا کا عقد، نوجوان مارکس سے کر کے اسکو حاکم فوجداری اور مدار المہامی کے اختیارات مجلس ملکی سے دلوا دیئے اور حکومت کے معاملات مین اسکو دخیل کر دیا۔ مارکس اپنے سرپرست کی بہت عزت کرتا تھا، اسکو مثل اپنے والدین کے سمجھتا تھا۔ اور مثل آقا کے اسکی اطاعت کرتا تھا۔ جب پیس کا انتقال ہوگیا، تو اُس نے نظام حکومت کو پیس ہی کے خیالات اور اصول پر قائم کیا۔ یہی شاید دو ایسے تاجدار گذرے ہین، جنکے زمانہ مین رعایا کی بہبودی، حکومت کا خاص مقصد تھی۔

پیس کی سیرت اور حکومت

ٹائیٹس انیٹونینس پیس کو لوگ بجا طور پر، دوسرا نوما[1] خیال کرتے مین۔ نوما کی طرح اِن دونون شاہزادون کو بھی، مذہب، انصاف، اور صلح پسندی سے شوق تھا۔ لیکن دوسرے شہزادہ کے دوران حکومت مین ایک ایسا موقع پیش آیا جب وہ اپنی خوبی کا اظہار پوری طور پر کر سکا۔ نوما نے تو صرف یہی کیا تھا کہ چند ہمسایہ گاؤن کو ایک دوسرے کی فصل برباد کرنے سے روک دیا تھا لیکن انیٹونیس نے دنیا کے بہت بڑے حصہ مین امن وچین قائم کر دیا۔ اسکے عہد حکومت کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اُس عہد مین ایسے مواقع بہت کم پیش آئے جو تاریخ مین درج ہونے کے لائق ہون اُس زمانہ کی تاریخ مین صرف غلطیون، جرمون، اور بدنصیبون کا ذکر پایا جاتا ہے۔ خانگی زندگی مین وہ بہت محبت والا اور خلیق آدمی تھا۔ اسکی فطری سادگی، اُس غرور اور تصنع کے خلاف تھی جو اُسے برتنا پڑتی تھی

---

[1] نوما کے متعلق تاریخ سے کوئی بات نہین معلوم ہوتی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ روم کا دوسرا تاجدار تھا اور اپنی وحشی رعایا مین اسکے مذہب کی تبلیغ و ترویج کا بہت شوق تھا۔ اُس نے ۳۹ یا ۴۳ برس حکومت کی۔

اپنی قسمت سے جو رتبہ اُس نے پایا تھا، اُس سے وہ حد اعتدال مین رہ کر فائدہ اُٹھاتا اور سوسائٹی کی دلچسپیون سے لطف اندوز ہوتا تھا۔ اسکی طبیعت کچھ اس قسم کی تھی کہ مین دوسرون کو فائدہ پہونچاؤن اور اس کا خوش مزاجی کے ساتھ اکثر اظہار ہوتا رہتا تھا۔

مارکس

مارکس آریلیوس انٹونیس کی عادت اس سے ذرا سخت اور دقت پسند تھی۔ اسکی عادات و اطوار علمی مجلسون، کسب علم کی تکلیفون اور آدھی آدھی رات تک کتب بینی کرنے کا نتیجہ تھین۔ بارہ برس کی عمر مین اُس نے فقیرانہ زندگی پسند کی تھی اور اس فلسفہ سے اسکو یہ تعلیم ملی تھی کہ جسم کو روح کے، اور جذبات کو عقل کے ماتحت رہنا چاہیے فضائل اصل خوبی، اور رذائل اصل خرابی ہین اور تمام ظاہری چیزین ناقابل التفات ہین، اسکے افکار جنکو اس نے میدان جنگ کے شور و شغب مین ترتیب دیا تھا آجتک موجود ہین۔ اور وہ مسائل فلسفہ کی اس عام طریقہ پر اشاعت کرتا تھا۔ جو نہ تو ایک حکیم کی انکساری کے لیے موزون تھی اور نہ ایک شاہنشاہ کے شایان شان اسکی زندگی، زینو کی تعلیمات کی مکمل شرح تھی۔ وہ اپنے لئے بہت سخت تھا، دوسرونکی کمزوریون کو نظر انداز کرتا تھا اور تمام بنی نوع انسان کے ساتھ انصاف اور خلق سے پیش آتا تھا۔ اسکو اس بات کا افسوس تھا کہ اویڈیس کیسیس جس نے سیریا مین ایک انقلاب کو ابھارنے کی کوشش کی تھی خودکشی کرکے مجھے ناامید کردیا اگر وہ ایسا نہ کرتا تو مین اسکو دشمنی کے بدلے اپنا دوست بناکر مسرت حاصل کرتا۔ اس نے اپنے خیال کو اس طرح پایہ ثبوت کو پہونچایا کہ اس باغی شخص کے جتنے پیرو تھے انکی بابت مجلس ملکی کے خیالات کو نرم کردیا۔ جنگ کی بابت اس کا خیال تھا کہ اس سے انسانی فطرت پستی کی طرف مائل ہوتی ہے اور یہ قابل نفرت شے ہے۔ لیکن جب حفاظت خود اختیاری مین ہتھیار اُٹھانے کی ضرورت پڑی تو برف سے جمے ہوئے دریائے ڈینیوب کے کنارے پر وہ آٹھ حملون مین خود شریک رہا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انتہائی سردی کے باعث اور اُس کی جسمانی کمزوری کی وجہ سے اس کو سخت نقصان پہونچا۔ آنے والی نسلین اسکا نام عزت سے لیتی ہین اور اس کے مرنے کے بعد ایک صدی سے زیادہ تک اکثر لوگ مارکس انٹونینس کے بت کو اپنے خاندانی دیوتاؤن کی صف مین جگہ دیتے رہے۔

رومیون کی فارغ البالی

اگر کسی شخص سے یہ سوال کیا جاوے کہ دنیا کی تاریخ مین کس زمانہ مین بنی نوع انسان نے نہایت خوشحالی اور فارغ البالی کی زندگی بسر کی ہے تو وہ بلا کسی پس و پیش کے کہہ دیگا کہ۔ جو زمانہ ڈومیشین کے وفات سے لیکر کوڈس کی تخت نشینی تک گذرا ہے وہ سب سے زیادہ فارغ البالی کا زمانہ تھا۔ روم کی وسیع سلطنت شخصی حکومت کے ماتحت تھی اور یہ حکومت عقلمندانہ اصول پر جاری تھی۔ چار تاجدار ایسے ہوئے ہین، جنکے لئے بے اختیار مرحبا کہنا پڑتا ہے ان تاجدارون نے اپنی سپاہ کے

ساتھ نہایت چھا برتاؤ کیا اور اونکو پوری طور پر اپنے قبضہ مین رکھا۔ نروا، ٹراجن، ہیڈرین، اور اینٹونینس نے بھی جو اپنے تئین آزادی کا حامی قرار دیتے تھے، اور علانیہ کہتے تھے کہ ہماری حیثیت وزرا کی سی ہے، ملکی نظام کو نہایت ہوشیاری سے قائم رکھا۔ اگر رومی رعایا اس زمانہ مین حصول آزادی کی اہلیت ہوتی تو ایسے تاجدارون کو ملک مین جمہوری حکومت قائم کرنے کی عزت نصیب ہوسکتی تھی۔

نظام حکومت کی غیر ثباتی

یہ تاجدار، جو سخت محنتین کرتے تھے، اس کا معاوضہ کامیاب ہونے کی حالت مین انکو کافی ملتا تھا۔ معاوضہ یہ تھا کہ ان لوگون کو اطمینان حاصل رہتا تھا اور اپنی تجاویز کی بدولت، رعایا کو سرسبز ہوتے دیکھکر خوش ہوتے تھے۔ حصول مسرت کے اس بہترین طریقہ کو غم آلود کرنے والا ایک خیال بھی تھا۔ یعنی مسرت ایک شخص کی ذات سے وابستہ رہتی ہے۔ اور ایسا وقت اس موقع پر آئے گا جب کوئی غیر اخلاقی زندگی بسر کرنے والا نوجوان، یا ظالم تخت سلطنت کو اپنی موجودگی سے ناپاک کرے گا۔ اور شخصی حکومت کے تمام اختیارات کو جنھین ہم بنی نوع انسان کی بہبودی مین استعمال کرتے رہے ہین، وہ انھی اختیارات سے انکو ضرر پہونچائے گا اور اس طرح اختیارات کو تباہ کردیگا۔ مجلس ملکی اور قوانین کی جو پابندیان تھین ان کی وجہ سے، بادشاہون کی خوبیون کا اظہار ہوسکتا تھا۔ لیکن انکی برائیون کی روک نہ ہوسکتی تھی۔ فوجی طاقت ایک ایسا آلہ بیجان تھی جسکی ذریعہ سے مظالم کیے جاسکتے تھے۔ رومی سوسائٹی اُس پست حالت مین تھی کہ ہمیشہ چاپلوسی کرنے والون اور اُن وزرا کی جو بادشاہ کی غلامی کرتے رہین، کمی نہ تھی۔ یہ وزرا اپنے آقا کے مظالم خوف، غصہ اور حرص وغیرہ کو برداشت کرتے تھے اور اُف نہ کرتے تھے۔

ٹائبیریس، کیلیگولا، نیرو اور ڈومیشین کی یادگارین

رومی رعایا کو اس قسم کی پریشانیون کا تجربہ ہوچکا تھا۔ رومی شہنشاہون کے حالات فطرت انسانی کے نقائص کا ایک پوری اور مکمل تصویر ہین اور اگر آج ہم موجودہ زمانہ کی تاریخ مین اُنکے سے لوگ تلاش کرین تو نہین مل سکتے۔ اِن بادشاہون مین بعض نہایت نیک خصلت اور بعض نہایت بد اخلاق تھے۔ اِن مین وہ لوگ بھی تھے، جو اعلی اخلاق کا بہترین نمونہ تھے اور وہ بھی تھے، جو ہمارے زمانے کے پست ترین طبقہ کی مثل تھے۔ ٹراجن اور انٹونینس کے زرین عہد سے پہلے جو زمانہ گذرا وہ ظلمت اور تاریکی سے سیاہ تھا۔ اور آگسٹس کے نالائق جانشینون کے نام گنانے سے کوئی فائدہ نہین۔ انھون نے جس شاندار تماشہ گاہ پر اپنی لاثانی کمزوری اور بد اخلاقی کا مرقع دکھایا ہو اُس کی وجہ سے آج گمنامی کے تعقر مین نہین پڑے ہین ورنہ آج انکا کوئی نام بھی نہ جانتا۔ خونخوار ٹائبیریس، ظالم کیلیگولا، کمزور طبیعت کا کلاڈیس، ظالم اور عیش پرست نیرو

بہائم صفت وائٹیلس اور کمزور وظالم ڈومیشین ایسے تاجدار ہوئے جن پر ہمیشہ لعنت کی بوچھار ہوتی رہیگی۔ اگر ہم دسپاسین کے مختصر اور پرسکون زمانے کو الگ کر دین، تو اسی برس کے طویل عرصہ مین روم ظلم وجور کا مرکز بنا رہا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جمہور کے زمانہ کے جو پرانے خاندان تھے، وہ تباہ ہو گئے اور تمام خوبیان اور صفات ایک ایک کر کے رخصت ہو گئین۔

رومیون کی خاص مصیبتین جو انکو ظالم تاجدرون کی وجہ سے پیش آئین

ظالم وجابر تاجدارون کے عہد حکومت مین رومیون کو علاوہ غلامی کے اور دو خاص مصیبتون سے سامنا پڑا پہلی مصیبت انکی فرضی آزادی اور دوسری مصیبت انکی فتوحات تھین۔ ان فتوحات کی وجہ سے رومیون کی حالت ایسی خراب ہو گئی جیسی کسی زمانہ مین اور کسی ملک مین نہ ہوئی تھی ان باتون کا پہلا نتیجہ یہ تھا کہ مصیبت زدون کی ہوشیاری کا اظہار ہوا اور دوسرا یہ کہ یہ لوگ کسی طرح بھی ظالمون کے ہاتھ سے بچ نہ سکتے تھے۔

مشرقی اقوام کی بے حسی

جب فارس مین صفی کے جانشین حکومت کرتے تھے تو ایک قصہ یہ مشہور تھا کہ کوئی کسی تاجدار کے سامنے سے واپس آتا تو اسکو یہ شک ہوتا کہ میرا سر سلامت ہے یا نہین۔ اسی خاندان کے بادشاہون کی بدمزاجی اور ظلم کی یہ حالت تھی کہ انکے دیوان میزین، کرسیان، اور چارپائیان تک انکے مصاحبین کے خون سے آلودہ رہتی تھین۔ ترستان کر جو شک تھا اسکو ان آئے دن کے واقعات سے تقویت ہوتی تھی لیکن اُس کے سر پر جو مصائب نازل ہوتے رہتے تھے، اُس سے اُسکے سکون مین کوئی خلل نہ پڑتا تھا۔ اسکو معلوم تھا کہ تاجدار کے ابرو ن کے بل مجھکو تباہ کر سکتے ہین، اور آفات ارضی وسماوی بھی اس سے زیادہ نقصان نہین پہونچا سکتے۔ عقلمندی کے معنی یہ تھے کہ انے مصائب کو بھولکر، موجودہ عیش وچین کو غنیمت سمجھے۔ بادشاہون کے غلامون کو جو نشان ملتا تھا۔ وہی خود اسکو بھی ملا تھا جو دور دراز ممالک مین شاید مفلس ماں باپون سے خرید لیا گیا تھا، اور غلامی کی سخت بندشون مین پرورش پاچکا تھا۔ اسکا نام اسکی دولت، اسکی عزت وغیرہ اسکے آقا کے عطیات ہوتے تھے اور وہ جب چاہتا تھا انھین چیزون سے غلامون کو محروم کر سکتا تھا مگر انسان مین اگر کوئی قابلیت تھی تو وہ یہ کہ اپنے عادات واطوار کو ہٹ دھرمی سے صحیح ثابت کر لیتا۔ اسکی زبان مین سوائے شخصی حکومت کے اور کسی قسم کی سلطنت کے لئے الفاظ تک نہ تھے مشرقی تاریخ سے اسکو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ بنی نوع انسان کی حالت ہمیشہ ایسی ہی تھی، قرآن مجید اور اس متبرک کتاب کے مفسرین سے اسکو یہ معلوم ہوا کہ سلطان وقت پیغمبر خدا کا جانشین اور ذات باری کا نمایندہ ہوتا ہے اور یہ کہ مسلمانون کے لئے صبر کرنا تھا

ضروری ہے اور رعایا کا بغیر چون وچرا کے حکم ماننا، فرض اولی ہے۔

رومیون کے علوم اور اُنکی حریت پسندی

رومیون کے دماغ، غلامی کے لئے دوسرے طریقون سے تیار تھے۔ گو یہ لوگ اپنی ملکی کمزوریون، اور قومی فسادون مین مبتلا تھے، اُن مین حریت وآزادی کے جذبات یا کم از کم اپنے آزاد بزرگون کے خیالات باقی رہے ایلویڈیس[۵۱]، ثریسیا[۵۲]، ٹیسی ٹس[۵۳] اور پلینی[۵۴] نے جو تعلیم پائی تھی۔ وہ وہی تھی۔ جو کیٹو[۵۵] اور سسرو[۵۶] نے پائی تھی۔ یونانی فلسفہ سے اُنکو انتہائی آزادی اور انصاف کا معیار معلوم ہو چکا تھا۔ اور سوسائٹی کی ابتدائی شکل کا بھی اُنکو علم تھا۔ اپنے وطن کی تاریخ سے وہ ایک آزاد، فاتح، اور عمدہ حکومت کی قدر ومنزلت کرنا سیکھ چکے تھے۔ اور آگسٹس[۵۷] اور سیزر کے کامیاب جرمون سے اُنکو نفرت تھی۔ گو ظاہر مین وہ اِن خود مختار اور مطلق العنان تاجدارون کی چاپلوسی کرتے تھے لیکن باطن مین اُنسے نفرت کرتے تھے۔ ان لوگون نے مجسٹریٹون اور مجلس ملکی کے ممبرون کی حیثیت سے کونسل مین شریک ہو کر دنیا کے لئے ایسے قوانین بنائے تھے جنکے نام کی بدولت تاجدار کو کام کرنے کی طاقت حاصل تھی اور جو اپنے اختیارات کو ظلم وجور کے لئے استعمال کرتے تھے۔ تابرس[۵۸] اور وہ تاجدار جو اُس کے پیرو تھے، اپنے ظلمون کو انصاف کے پردہ مین چھپاتے تھے اور باطن مین اِس بات

---

۵۱ یہ شخص آزادی کا علمبردار، فلسفہ کا دلدادہ، اور علوم وفنون کا عاشق تھا۔ وسپیسین کے حکم سے قتل کیا گیا

۵۲۔ بادشاہ نیرو کے زمانے مین، مجلس ملکی کا ممبر تھا، فقیرانہ فلسفہ کو مانتا تھا اپنے خیالات کی اشاعت مین بہت آزاد تھا اور اسی بنا پر مجلس ملکی کے اشارہ سے شاہنشاہ نے اُسکو قتل کرا دیا۔

۵۳ فلسفی مزاج مصنف تھا، اُس نے جو کتابین لکھی ہین اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نفس انسانی کا ماہر تھا اور حقیقت پر جان دیتا تھا۔

۵۴ ابتدائے شباب مین سپاہی پیشہ تھا۔ بعد مین، روم مین قانونی پیشہ اختیار کیا، علوم فنون کا شائق تھا اور اُنکے حصول مین انتہائی کوشش کرتا تھا۔

۵۵ ۲۳۴ سنہ قبل مسیح مین پیدا ہوا تھا۔ شروع مین سپاہی پیشہ تھا، بعد مین ملکی معاملات مین حصہ لینا شروع کیا۔ ضعیفی مین اُسنے یونانی ادب کی طرف توجہ کی۔ کئی ملکی عہدون پر فائز ہوا اور عمر بھر نیک پاک زندگی بسر کی

۵۶ یہ مشہور مقرر ۱۰۶ سنہ قبل مسیح مین پیدا ہوا۔ فن تقریر مین کمال پیدا کر کے، وکالت شروع کی سستہ وہ اپنے خیالات پر قائم نہ رہتا تھا۔ اور اپنے کمالات پر بہت فخر کرتا تھا۔

پر خوش ہوتے تھے کہ ہم اس طرح مجلس ملکی کو اپنے ساتھ شریک بھی رکھتے ہین اور اُس پر قابو بھی۔ اس انتظامیہ جماعت نے آخری رومیون کو فرضی جرمون اور غریبون کے لیے جو اُن مین موجود تھین سخت سزائین دین۔ وہ لوگ جو الزام لگاتے تھے محب وطن اور ملکی آزادی کے محافظ بن کر ملک کی عدالت کے سامنے اُن غریبون کو لاتے تھے۔ اور اندھیر یہ تھا کہ ان الزام لگانے والون کو اسکا انعام ملتا تھا۔ غلامانہ عادتوں والے جج جمہوری حکومت کے اختیارات کا زبانی دعوے کرتے تھے۔ حالانکہ ان اصولون کو مجسٹریٹ اول[۱] سب سے زیادہ پامال کرتا تھا اور بقیہ جج اسکے کہ رحم وکرم کی ثنا وصفت کرتے رہتے اور غصہ کے وقت اسکے قہر سے کانپتے رہتے تھے۔ تاجدار اُنکے اس کمینہ پن کو نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے اور چونکہ جج بھی بادشاہ سے باطن مین نفرت کرتے تھے اس وجہ سے بادشاہ بھی تمام مجلس ملکی سے ہمیشہ ناخوش رہتے تھے۔

سلطنت کے وسیع ہونے کے سبب سے جائے مفر نہ تھی

براعظم یورپ مختلف خودمختار ریاستون مین منقسم ہی۔ ان ریاستون مین زبان، مذہب، عادات واطوار وغیرہ کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ اس سے ایک نہایت قابل قدر بات معلوم ہوتی ہی جسکا ظہور بنی نوع انسان کے لیے بہت مفید ثابت ہوا ہی۔ موجودہ زمانے کا کوئی خودمختار اور مطلق العنان بادشاہ اگر ایسا ہی جسکا ضمیر اسکو ملامت نہین کرتا اور جسکی رعایا اسکے سامنے ہمیشہ سر تسلیم خم کرتی رہتی ہی تو وہ اپنے دوسرے ہمعصرون کی حالت سے سبق لے گا۔ نکتہ چینیون سے ڈریگا۔ ہمعصرون کی صلاح پر عمل کریگا اور اپنے دشمنون سے ترسان رہیگا۔ رعایا کے وہ لوگ جو اسکی نارضگی کا باعث ہون گے وہ دوسرے ممالک مین جاکر عمدہ آب وہوا مین امن وامان سے زندگی بسر کرسکین گے۔ وہان وہ اپنی محنت سے دولت پیدا کرسکتا ہی، ناپسندیدہ باتون کے خلاف حرف شکایت زبان سے نکال سکتا ہے اور شاید اپنے پرانے دشمن سے انتقام لے سکتا ہی۔ لیکن رومیون کی سلطنت تمام دنیا مین پھیلی ہوئی تھی اور جب اسکی قسمت کا فیصلہ ایک شخص واحد کے سپرد ہوجاتا تو اسکے دشمنون کو فرار ہونے کے لیے کوئی مقام نہ ملتا۔ شاہی غلامون مین سے جب کسی شخص کو پابہ زنجیر ہوکر روم مین رہنے کا یا شہر بدر کرکے ڈینوب کے کنارے یا سیرفیس مین زندگی کے دن کاٹنے کا حکم ہوتا تو اسکے لیے کوئی دوسری امید نہ تھی۔ سر تسلیم خم نہ کرنا اور زیادہ مضر تھا اور فرار کرنا غیر ممکن، ہر طرف زمین اور سمندر کے وسیع حصے موجود تھے اور اگر وہ بھاگتا تو اسکے لیے کامیابی غیر ممکن تھی

---

[۱] یعنی تاجدار وقت

یقیناً وہ گرفتار ہو جاتا، اور پھر اپنے ناراض آقا کے سامنے پیش ہوتا۔ اگر بفرض محال وہ حدود سلطنت سے باہر نکل بھی جاتا تو بھی کوئی فائدہ نظر نہ آتا تھا کیونکہ سلطنت کے باہر سمندروں، ناقابل گذر ریگستانوں، اور وحشی قبائل کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ ان قبائل کے عادات واطوار نہایت ظالمانہ تھے انکی زبان دوسری تھی۔ بعض سمتوں میں ایسے چھوٹے چھوٹے تاجدار تھے جو روم کے ماتحت تھے اور مجرموں کو پکڑ کر شاہنشاہ کے پاس بھیج کر اسکی خوشنودی حاصل کرنے میں ذرا بھی پس وپیش نہ کرتے بستر دو نے منفرد مارکیلس سے کہا تھا کہ "تم جہاں کہیں بھی جاؤ تم کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ ہم ہر جگہ فاتح تاجدار کے قبضہ قدرت میں ہیں":

باب چہارم

کموڈس کے مظالم حماقتیں اور قتل پرٹنکس کا انتخاب اور اسکی کوششیں حکومت کی اصلاح کے بارے میں محافظ سپاہ کے ہاتھوں قتل ہونا

مارکس کی نرمی

مارکس کی نرم دلی اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ باوجود فقیرانہ فلسفہ کی سختیوں کے وہ پوری طور پر زائل نہ ہو سکی۔ اور یہی اسکی ایک کمزوری تھی۔ وہ نہایت سمجھدار تھا لیکن اپنے دل کی صفائی کی وجہ سے اکثر نقصان اٹھانا پڑتا تھا۔ وہ جو فروش گندم نما، جو اپنے جذبات کو چھپا کر تاجداروں کے جذبات کا مطالعہ کرتے ہیں، فلسفی مزاج اور دنیا سے بے تعلق بن کر، اس کے پاس پہونچے اور اس سے انعامات اور اختیارات حاصل کئے۔ اس نے جو رعایتیں، اپنے بھائی، اپنی بیوی، اور اپنے لڑکے کے ساتھ کیں وہ غیر معمولی تھیں اور وہ رعایتوں کی حد سے گذر کر ملکی نقصانوں کی صورت میں ظاہر ہوئیں کیونکہ انکی تقلید کی گئی اور اس سے برے نتائج ظاہر ہوئے۔

فاسٹینا کے ساتھ اسکے تعلقات

فاسٹینا جو پیس کی بیٹی اور مارکس کی بیوی تھی عشق بازی میں اتنی ہی مشہور تھی جتنی اپنے حسن کی بدولت۔ خیال یہ تھا کہ فلسفیانہ اور متین سادگی کے ساتھ اس متنوع پسند آوارگی کا جو ذلیل ترین انسانوں میں بھی خوبیاں دیکھ لیتی اتصال نہیں ہو سکتا۔ زمانہ قدیم کا دیوتا کیوپڈ جذبات پرست تھا اور چونکہ ایک ملکہ کی عشق بازی، ترقی کا باعث ہوتی ہے اسوجہ سے یہ تعلقات کی بنا جذبات عشق پر نہیں ہوتی۔ تمام سلطنت میں صرف مارکس ہی ایک ایسا شخص تھا

جو فاسٹینا کی ناشایستہ حرکات سے لاعلم اور غیر متاثر معلوم ہوتا تھا۔ اِن حرکات سے جیساکہ ہر زمانے کا قاعدہ
ہی، غریب شوہر کی ذلت ہوتی تھی۔ اُس نے اپنی بیوی کے کئی عاشقوں کو معزز اور پرمنفعت عہدہ دیئے
اور تیس برس کی متاہل زندگی میں وہ ہمیشہ اس کی عزت کرتا رہا اور اُس نے کبھی کسی قسم کا شبہ نہیں کیا۔ اُسکے
مرنے کے بعد بھی مارکس کے خیالات مین فرق نہ آیا۔ اور وہ ہمیشہ اسکا نام عزت لیتا رہا۔ عبادت کے موقع پر وہ
دیوتاؤن کا شکریہ ادا کرتا تھا کہ مجھکو ایسی وفادار، شریف، اور سادہ طبیعت کی بیوی ملی ہی۔ اور اُس کی خواہش پر
جاپلرس، مجلس ملکی نے فاسٹینا۔ کو دیویون کی قطار مین جگہ دی، مندر مین اس کے خصوصیات وہی ٹھہرائے گئے
جو جونو، وینس اور سیرس کے تھے یہ قانون بنایا گیا کہ جب کسی لڑکے لڑکی کی شادی رچائی جائے تو دولھا دلھن دونون
پارسا دیوی کے سامنے وفاداری کی قسم کھایا کرین۔

کموڈس کیساتھ اسکے تعلقات

باپ کی خوبیون کے مقابل مین بیٹے کی جو خرابیان ہین انسے مارکس کی خوبیون پر ایک
حدتک پردہ پڑگیا ہی مارکس پر اس بات کا الزام لگایا جاتا ہی کہ اس نے اپنے نااہل
بیٹے کی خاطر لاکھون آدمیون کے آرام و آسایش کا کوئی خیال نہین کیا اور اُس نے
غیرون کے مقابلہ مین اپنے بیٹے کو تخت نشینی کے لئے انتخاب کیا۔ اصل یہ ہی کہ مارکس کو اپنے بیٹے کی اصلاح کا بڑا خیال
تھا اُس نے اس غرض سے مُلک کے بڑے بڑے عقلا سے صلاح لی اور اون کی رائے سے کوئی بات اُٹھا نہ رکھی
جو اُس نے نہ کی ہو۔ اُس نے وہ تدبیرین اختیار کین جنسے اسکی خراب عادتین ترک ہو جائین، اور وہ اُس
تخت پر بیٹھنے کا اہل ہوسکے جسکا وہ حقدار تھا۔ لیکن تعلیم سوائے ان لوگون کے جو اُس کے اہل ہوتے ہین،
دوسرون کے لئے بےکار ثابت ہوتی ہی۔ فلسفی دماغ باپ کی تمام تعلیم اس وقت بیکار ہو جاتی جب کموڈس
کے کان مین اسکا کوئی بیار ارفیق کچھ کہہ دیتا۔ اور جب مارکس نے اسکو چودہ یا پندرہ برس کی عمر مین حکومت
مین برابر کا حصہ دار بنا لیا، تو اُس نے خود اپنے بیٹے کی حالت اور خراب کردی۔ اس کے بعد مارکس صرف
چار برس اور زندہ رہا۔ لیکن انھین چار برسون مین اسکو اپنی جلدبازی کا افسوس کرنا پڑا کہ مین نے کیون
کموڈس کو سلطنت کا حصہ دار بناکر اس قابل کردیا کہ وہ اپنے کو عقل اور قانون سے بالاتر سمجھنے گا۔

کموڈس کی تخت نشینی

اکثر وہ جرائم جنسے سوسائٹی کی اندرونی زندگی کو نقصان پہونچتا ہی وہ ہوتے
ہین جو اِن قوانین کا نتیجہ ہین جو ضروری ہین لیکن جنکی بنیاد، مساوات پر
نہین ہی۔ ایسے قوانین سے بعض لوگون کے دلون مین ناجائز طریقے سے کسب زر کی خواہش پیدا ہوتی ہی
کیونکہ وہ دیکھتے ہین کہ وہ چیزین جنکی طمع سب کو ہوتی ہی، صرف چند خاص لوگون کے گھرون تک محدود ہین
تمام دوسرے جذبات اور خواہشات سے زیادہ زبردست خواہش حصول طاقت کی ہوتی ہی کیونکہ ہر شخص کا

غرور، دوسرون کو اپنے ماتحت و محکوم دیکھنا چاہتا ہی۔ لیکن ملکی فسادون کے موقعون پر سوسائٹی کے قوانین بے کار ہو جاتے ہین اور انکی جگہ ہمدردانہ اور مساویانہ اصول پر عمل نہین کیا جاتا۔ لڑائی کا جوش، فتح کا غرور کامیابی سے ناامیدی، آیندہ پیش آنے والے خطرات اور گذشتہ نقصانون کی یاد سے دل مین ہمدردی کے جذبات فنا ہو جاتے ہین اور انسان غصہ اور غرور سے اندھا ہو جاتا ہی۔ ایسے مقاصد پیش نظر رکھنے کا نتیجہ یہ ہی کہ تاریخ کا ایک ایک ورق شہیدون کے خون سے رنگا ہوا ہی۔ لیکن کموڈس[1] کے سامنے اس قسم کے مقاصد نہ تھے وہ محض اپنی خوشی کے لئے گناہون کے خون سے اپنا دامن آلودہ کرتا تھا۔ جب مارکس کا یہ لاڈلا بیٹا تخت نشین ہوا ہی، تو مجلس ملکی اور افواج کی مسرت کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ اور جب وہ تخت نشین ہو لیا تو اُس نے دیکھا کہ نہ تو کوئی میر اند مقابل ہی جس سے مین مقابلہ کرون اور نہ کوئی دشمن ہی جسکی سرکوبی کرون اس پر سکون حالت مین یہ بالکل فطری امر تھا کہ وہ بنی نوع انسان سے نفرت کرنے کے بجائے انسے محبت کرتا اور پانچ گذشتہ تاجدارون کی معمولی فتوحات کو نیرو اور ڈومیشین کی قسمت سے بہتر سمجھتا۔

کموڈس کی عادات اور اطوار

بعض مصنف لکھتے ہین کہ کموڈس اس خونخوار درندہ کی مثل تھا جس کا کام ہی یہ ہی کہ وہ دوسرون کو مار کر اپنا پیٹ بھرے لیکن یہ بات واقعہ کے بالکل خلاف ہی اُس مین بچپن سے انسانی ہمدردی و مہربانی کے جذبات موجود تھے۔ قدرت سے اسکو کمزور دل ملا تھا نہ کہ ظالم۔ اسکی طبیعت کی سادگی اور کمزوری نے اسکو اسکے متعلقین کا آلۂ ہیجان بنا دیا۔ اور ان لوگون نے اسکو بگاڑ دیا۔ اس کا ظلم شروع شروع مین دوسرون کی خواہش کے مطابق ہوتا تھا، لیکن رفتہ رفتہ اس نے عادت کی شکل اختیار کر لی اور بعد مین تو یہ اسکی سب سے زبردست فطرت ثانیہ بن گئی

روم کی واپسی

جب اُس کا باپ مرا تو کموڈس نے دیکھا کہ میرا فرض ہی کہ ایک بڑی فوج کو سنبھالون اور قوادی اور مارکومنی قبیلون پر چڑھائی کرون۔ وہ کمینہ اور بدچلن نوجوان جنکو مارکس نے شہر بدر کر دیا تھا، پھر وطن مین واپس آئے اور شاہنشاہ کموڈس پر خاص اثر جما لیا۔ انھون نے اُس کے سامنے اِن دقتون اور خطرون کا ذکر کیا جو دریائے ڈینوب کے اُس پار والے ممالک مین فوج کشی کرنے سے پیش آنے والے تھے۔ اور اُس سست شہزادہ کو اس بات کا پورا یقین دلا دیا کہ آپ کا نام اور آپکے افسرون کی نبرد آزمائی وحشیون کو شکست دینے کے لئے کافی ہی یا یہ کہ یہ وحشی قبائل اُن شرائط کو منظور کر لین گے جو ہمارے لئے جنگ سے زیادہ مفید ہونگی جن جن چیزون کا کموڈس مشتاق تھا، اُن کو پورا کر کے

---

[1] مارکس کا بیٹا۔

ان نالائق مصاحبون نے اس آرام، شان وشوکت، اور اطمینان کا جو اسے روم مین میسر تھے مینوبیا کے میدان جنگ کے جھگڑے بکھیڑون سے مقابلہ کیا اور بتایا کہ وہان نہ اطمینان نصیب ہوگا اور نہ عیش وعشرت کے سامان۔ اس عرصہ مین جب وہ یہ نہ طے کر سکا تھا کہ اپنی خواہشون پر چلون یا اپنے باپ کے وقت کے نیک صلاح دینے والون کی جنسے وہ اب بھی ڈرتا تھا نصیحت مانون، موسم گرما گذر گیا اور وہ دوسرے موسم خزان تک دارالحکومت مین نہ داخل ہو سکا۔ اُس کے خوبصورت جسم، عمدہ طرز گفتگو، اور فرضی صفات حمیدہ سے لوگ اسکو بہت پسند کرتے تھے اُس نے وحشیون سے ایک صلحنامہ کیا، اور اس سے ہر جگہ امن وچین کا دور دورہ ہوگیا۔ اسکو روم آنے کا جو شوق تھا، اسکا باعث لوگون نے اسکا حب وطن قرار دیا۔ اور جب ایک انیس برس کے شہزادہ کے ساتھ ناجائز تعلقات کو اس نے اپنی تمام مسرتون کا مرکز قرار دے لیا تو لوگ دبی زبان سے اس کی شکایت کر کے خاموش ہو جاتے تھے۔

اُس کے عہد سلطنت مین، مارکس کے اُن وفادار صلاح کارون نے جنکی سپردگی مین اُس نے کموڈس کو دیا تھا سلطنت کے نظام حکومت کو ویسا ہی قائم رکھا جیسا مارکس کے زمانے مین تھا۔ کموڈس بھی اُن لوگون کی قدر ومنزلت کرتا تھا۔ نوجوان شہریار اور اس کے ساتھی شاہانہ شان وشوکت کی بدولت مزے اُڑاتے تھے لیکن اب تک قتل وغارت کا بازار گرم نہ ہوا تھا۔ اُس نے اس عرصہ مین بعض اوقات ایسے فیاضانہ خیالات کا اظہار کیا تھا جنسے یہ اُمید ہو سکتی تھی کہ اسکے عادات واطوار پسندیدہ ہو گئے۔ لیکن ایک خوفناک واقعہ نے اسکی عادتون کو ایک خاص رستہ پر لگا دیا۔

کموڈس پر حملہ

ایک دن جب رات کے وقت شاہنشاہ، ایک پتلی ڈیوڑھی مین ہو کر تماشہ گاہ سے محل کو واپس آرہا تھا۔ ایک قاتل ننگی تلوار لئے جھپٹا اور کہا "مجلس ملکی نے تمھارے واسطے یہ انتظام کیا ہے" لیکن قاتل رعب کی وجہ سے وار نہ کر سکا۔ محافظ سپاہ نے اسکو قید کر لیا اور اُس نے سازش کرنے والون کا پتہ بتا دیا۔ یہ سازش باہر ملک مین نہین بلکہ محل سے شروع کی گئی تھی۔ لوسیلا نے جو کموڈس کی بہن اور لوشین ویرس کی بیوہ تھی اور بیوہ ہونے کی وجہ سے کموڈس کی بیوی سے حسد کرتی تھی یہ قاتل کو حملہ کرنے پر آمادہ کیا تھا۔ اُس نے اپنے دوسرے شوہر کو اس تجویز سے مطلع نہین کیا تھا اسکی وجہ یہ تھی کہ کلاڈیوس پمپیانس مجلس ملکی کے نہایت وفادار اور سمجھدار ممبرون مین سے تھا۔ اُس کے عادات واطوار فاسٹینا کے سے تھے اور اُس کے زمرہ عشاق مین ایسے لوگ بھی تھے جو اسکے جذبات لطیف کا لحاظ رکھتے ہوئے، اسکی خاطر مشکل سے مشکل اور نازک سے نازک کام کرنے کے لئے تیار تھے سازش کرنیوالے اپنی سزا کو پہونچے اور شہزادی لوسیلا کو پہلے جلاوطنی اور بعد مین موت کی سزا دی گئی۔

کموڈس مجلس ملکی سے متنفر تھا اور اب اُنپر مظالم کرنے لگا

لیکن قاتل کے الفاظ، کموڈس کے دل مین جگہ پاگئے تھے، اور اُس کے قلب پر ایسا اثر ہوا تھا کہ وہ ان الفاظ کو کسی طرح نہ بھول سکتا تھا، وہ مجلس ملکی سے خوفزدہ ہو کر، اُس سے نفرت کرنے لگا تھا۔ اون وزرا کو جنکو وہ خود رائے خیال کرتا تھا، اب انھین اپنا باطنی دشمن خیال کرنے لگا، کچھ لوگون نے یہ دیکھکر کہ بادشاہ اور مجلس ملکی مین ناچاقی پیدا کرنا، اور اُنکی سازش ثابت کرنا چاہتا ہی، اپنا رسوخ بڑھالیا۔ حالانکہ یہ لوگ پچھلے عہد حکومت مین بے کار خیال کیئے گئے تھے اور معدوم ہو چلے تھے، اُس جماعت مین جسے مارکس قومی کونسل خیال کرتا تھا، نہایت معزز رومی شریک تھے، لیکن حفظ مراتب کا خیال جرم قرار پایا جو لوگ سراغرسانی کا کام کرتے اُنکو انعامات دیئے جاتے جس سے وہ اپنے کام کو اور زیادہ سرگرمی سے انجام دیتے تھے اور عمدہ عادات و اطوار کے ... تھے کہ کموڈس کے افعال کی پیروی ہوتی تھی بڑے عہدون کے پرکرنے والون کی ... [illegible] ... سمجھتے ہین۔ جو لوگ باپ کے دوست تھے وہی بیٹے کے دشمن ہو گئے جن لوگون پر شکوک ہوتے اُن کے ثبوت فوراً ملجاتے اور اگر کسی پر مقدمہ چلایا جاتا تو سزا ہونا یقینی تھا۔ اگر مجلس ملکی کے کسی معزز ممبر کے قتل ہونے پر لوگ افسوس کرتے تو اُنکو موت کی سزا ملنی لازمی تھی، اور جب کموڈس ایک دفعہ انسان کا بے گناہ خون بہاچکا، تو اسکے لیئے افسوس اور نرم دلی، بے معنی الفاظ رہ گئے۔

کونٹیلین بھائی

جتنے لوگ اسکے مظالم کا شکار ہوئے ان مین سے کسی کا بھی اتنا غم والم نہین کیا گیا جتنا کونٹیلین خاندان کے دو بھائیون کانڈیانس اور میکسی مس کا، ان دونون پر برادرانہ محبت والفت کا خاتمہ ہو گیا تھا اور اسی محبت کی بدولت وہ اتنے مشہور ہو گئے ہین۔ انکا علم وفضل انکے باہمی کام اور منتر مین مشترک ہوتی تھین۔ انکی ریاست بہت بڑی تھی لیکن انکو اسکی تقسیم کا خیال تک نہ آیا۔ اور آج تک ایک عہدنامہ کے بعض ٹکڑے موجود ہین جنکو اُن دونون نے ایک ساتھ کیا تھا۔ اُنکے ہر فعل سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جسم دو ہین، لیکن روح ایک ہی۔ بادشاہ انیٹونینس نے جو اُنکے کمالات کی قدر کرتا تھا، انکو مجسٹریٹ اعلیٰ مقرر کیا تھا جب مارکس تخت نشین ہوا تو اُس نے ان دونون کو یونان کا ملکی انتظام سپرد کر دیا، اس کے علاوہ اُس نے ان کو فوجی عہدہ بھی دیا اور وہ دونون جرمنون پر فتحیاب ہو کر لوٹے۔ کموڈس کے مظالم نے اُسکے وقت بھی دونون کو ساتھ رکھا۔

وزیر پرینٹس یمیا

جب ظالم کموڈس مجلس ملکی کے شریف ترین ممبرون کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ چکا تو اُس کی غضب اُس شخص پر ٹوٹا جو ظلمون کا اصل باعث تھا۔ جب کموڈس اپنے ظلمون اور عیش وعشرت

مین مشغول تھا تو ملکی کام اُس نے پرننیر کے حوالہ کردیئے تھے پیرننیر ایک غلامانہ طبیعت کا آدمی تھا اور نہایت درجہ حریص تھا۔ اُس نے وزارت پہلے وزیر کو قتل کرکے حاصل کی تھی۔ لیکن یہ ماننا پڑیگا کہ اُس مین ایک خاص لیاقت اور کام کرنے کا مادہ موجود تھا۔ زبردستی روپیہ لے کر اور روساء کی ریاستین ضبط کر کے، اُس نے بہت زیادہ دولت جمع کرلی تھی۔ محافظ سپاہ اسکے ماتحت تھی۔ اور اس کا لڑکا جس مین فوجی قابلیت خصوصیت سے موجود تھی، الیرین فوج کا سردار تھا۔ پیرننیر کو سلطنت کی ہوس تھی یا کوئی ایسی بات تھی جس کا جرم کموڈس کے نزدیک ایسا ہی سنگین تھا۔ اُس مین سلطنت پر قبضہ کرنے کی قابلیت موجود تھی اور اگر اُسے موقع ملتا تو شاید وہ ایسا ہی کرتا لیکن وہ قید کر کے موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ سلطنت کے ایام مین ایسے وزیر کا ادبار بہت معمولی واقعہ تھا لیکن یہ واقعہ ایک خاص وجہ سے اور بھی پیش آگیا اور اُس سے یہ ثابت ہوگیا کہ پابندی کس قدر غیر ضروری چیز خیال کی جانے لگی تھی۔ وہ فوجین جو برطانیہ کو روانہ ہوئی تھین۔ پیرننیر کے طرز حکومت سے ناراض تھین انھون نے پندرہ سو آدمی انتخاب کئے۔ اور انکو اس پر آمادہ کیا کہ تم روم جاؤ اور شاہنشاہ کے روبرو ہمارے شکایات کو پیش کرو۔ ان فوجی لوگون نے جنکو شکایتین تھین، اپنے مستقل برتاؤ، فوجون کے جوش وخروش، اپنی طاقت کو بڑھا چڑھا کر بیان کرکے، اور کموڈس کو خوف زدہ کرکے وزیر کی موت کا حکم صادر کرا دیا۔ کیونکہ انکی شکایتین دور کرنے کی یہی ایک سبیل تھی۔ جب ان دور دراز کی فوجون کو اپنی طاقت پر بھروسہ اور مرکزی حکومت کی کمزوری کا علم ہوگیا تو اس سے آئندہ بڑے بڑے انقلابات ظہور پذیر ہونے لگے

میٹرنس کا علم بغاوت بلند کرنا

ملکی معاملات جس بے پروائی سے انجام دیئے جاتے تھے ان کا حال، ایک نئی شورش سے ظاہر ہوگیا حالانکہ اُس کی ابتدا نہایت معمولی باتون سے ہوئی تھی۔ فوج مین سے لوگ رفتہ رفتہ الگ ہونے اور حکومت کا ساتھ چھوڑنے لگے اور بجائے اسکے کہ وہ فوج سے الگ ہوکر اپنے بچنے کی فکر کرتے اور کسی سمت کو نکل جاتے۔ اُنھون نے راستے روکنا شروع کئے۔ میٹرنس نے جو ایک معمولی سپاہی تھا، اپنی حیثیت سے زیادہ دلیری اور ہمت دکھائی اور ان لٹیرون کی جماعت سے فوج بنا کر قیدخانون پر حملہ آور ہوا، غلامون سے کہا کہ تم اپنی آزادی کا اعلان کردو اور اس کے بعد گال اور اسپین کے امیر اور غیر محفوظ باشندون کو لوٹ لیا۔ اور اسکی اُسے کوئی سزا نہین ملی۔ جب شاہنشاہ نے اپنے صوبہ دارون کو حکمنامہ روانہ کئے تو وہ لوگ جو ابتک نہایت عیش وعشرت سے زندگی بسر کر رہے تھے اور بادشاہ کے حالات کو دیکھنے اور اسکی نقل کر رہے تھے، خواب غفلت سے یکبارگی چونک اُٹھے۔ میٹرنس نے دیکھا کہ مین اب گھر گیا ہون اور یقین ہے کہ مین شکست کھا جاؤنگا۔ اس کے لئے آخری تدبیر یہی رہ گئی تھی کہ وہ مایوسی کی آخری کوشش ادا کرے۔ اُس نے اپنے پیرودن کو حکم دیا کہ تم لوگ

متفرق ہو جاؤ اور مختلف بھیس بدلکر کوہ آلپس کے دروں مین ہو کر روم چلو۔ اور وہان سیبل تہوار کے موقع پر جب آزادانہ افعال کی اجازت ہوتی ہی، تم لوگ موجود رہنا۔ کموڈس کے قتل کرنے اور خالی تخت پر قبضہ کرنے کی جس شخص کو خواہش ہو، وہ معمولی ڈاکو نہین ہو سکتا۔ اُس کی تجویز پر اس عمدہ طریقہ سے عمل کیا گیا کہ کسی کو اطلاع نہ ہوئی اور اُس کے پیرو روم کی سڑکون پر منتشر ہو گئے۔ اور اسوقت جب کہ وہ اپنی تجویز کو عمل مین لانے ہی والا تھا، اُس کے ایک ہمراز نے اُس کا راز فاش کر دیا اور اس طرح اس کی تجویز خاک مین مل گئی۔

وزیر کلینڈر

وہ بادشاہ جو دوسرون پر اعتبار نہین کرتے عام طور پر اُن لوگون کو ترقی دیتے ہین جو کسی طرح بھی مراعات کے اہل نہین ہوتے اور شاہون کو خیال یہ ہوتا ہی کہ چونکہ یہ لوگ صرف ہماری نظر کرم کے محتاج ہوتے ہین۔ اس لیے ہمارے خیر خواہ رہین گے۔ کلینڈر جو پیرنیز کا جانشین ہوا فریجیا مین پیدا ہوا تھا۔ وہ اس قوم سے تھا، جو محکوم رہنے کی عادی تھی لیکن جس مین ہٹ دھرمی اور ضد انتہا سے زائد موجود تھی۔ اور یہ لوگ صرف سختی سے دبے رہتے تھے۔ وہ اپنے وطن سے روم مین بحیثیت ایک غلام کے آیا تھا۔ اور اسی حیثیت سے وہ شاہنشاہ کے محل مین خدمت پر مامور ہوا۔ رفتہ رفتہ اُس نے اپنے تئین بادشاہ کے لیے بہت مفید ثابت کیا اور اس مرتبہ پر پہونچ گیا جہان پہونچنے کی ہر شخص کو تمنا ہوتی ہی بہ نسبت پیرنیز نے اسکو اپنے آقا پر زیادہ قدرت حاصل تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ کلینڈر مین نہ کوئی خاص قابلیت تھی اور نہ اسکی عادات و اطوار ہی عمدہ تھین جس سے بادشاہ کو حسد ہوتا یا وہ اُس پر اعتماد نہ کر سکتا۔

اسکی حرص اور ظلم

اس کے دل مین انتہا سے زیادہ لالچ تھا اور اسی اصول پر وہ حکومت کرتا تھا۔ مجسٹریٹ اعلیٰ، میر شہر، اور صلاح کار وغیرہ کے جو عہدہ ہوتے تھے اُنکو وہ علانیہ فروخت کرتا تھا اور اگر کوئی شخص ان عہدون کو اپنی دولت کا ایک بہت بڑا حصہ دیکر نہ خریدتا، تو یہ ایک قسم کی توہین خیال کیجاتی تھی۔ وہ عہدے، جن سے خاص آمدنی ہوتی تھی جب صوبون مین صوبہ دارون کے توسّل سے لوگون کو ملتے تھے تو نئے عہدہ دارون سے رقم وصول کی جاتی تھی اور اس مین صوبہ دار اور وزیر دونون کو حصہ ملتا تھا۔ قوانین پر جو عملدر آمد ہوتا تھا وہ عارضی تھا۔ اگر کوئی مجرم مالدار ہوتا تو وہ اپنے روپیہ کے زور سے نہ صرف سزا سے بچ جاتا بلکہ مدعی گواہون اور جج سب سے بدلہ لے سکتا تھا

اِن تدبیرون سے کلینڈر نے تین برس کے قلیل عرصہ مین اتنی دولت جمع کر لی جتنی کوئی آزاد شدہ غلام کبھی نہین کر سکتا تھا۔ کموڈس ان تحائف کو پاکر خوش ہوتا جو مکار مصاحب اُس کے سامنے موقع موقع سے پیش کرتا رہتا اس غرض سے کہ عوام کی توجہ اس طرف مائل نہو وہ شاہی نام سے غسلخانہ، جلوخانے اور دنگل وغیرہ عوام کے

استعمال کے لئے بنوا تا تھا۔ اور اس خیال مین تھا کہ رومی رعایا اُس کے اُن ظاہرا فیاضانہ افعال کو بہ نظر تحسین دیکھیگی اور اس طرح اِن خونی سرقون پر نظر نہ کرے گی جو روزانہ پیش آتے تھے وہ سمجھتا تھا کہ عوام ' بر ہوتس کے قتل کو بھی فراموش کر دینگے جس کی قابلیت کی وجہ سے ، شاہنشاہ نے اسکو اپنی بیٹی بیاہ دی تھی اور یہ کہ ایرلیس اینٹونیو کے قتل پر بھی لوگ خاموش رہین گے ؛ جو انیٹونینس کے نام اور خاندان کا آخری وارث تھا۔ بائر ہوس نے سچائی سے لیکن بیوقوفی سے اپنے سالے سے کلینڈر کے اصلی عادات و اطوار کا ذکر کر دیا ، ایرلیس اینٹونیو کے قتل کی وجہ یہ تھی کہ اُس نے ایشیا کے مدار المہام ہونے کی حالت مین اُس کے ایک نالایق دوست کو واجبی سزا دی تھی ، پیرنیز کے مرنے کے بعد ، کموڈس کے ظلم نے دوسری صورت اختیار کی اور بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ نیک نیتی سے حکومت کر رہا ہے۔ اُس نے اپنے ایک قابل نفرت قانون کو منسوخ کر دیا اور اپنے افعال پر عوام کے سامنے لعنت بھیجی اور اُن سب غلطیون کو اُس وزیر کے سر تھوپ دیا جو شباب کی تمام غلطیون کا ذمہ دار تھا لیکن اسکی یہ توبہ صرف ایک ماہ قائم رہی اور جب کلینڈر کے مظالم شروع ہوے تو اکثر لوگ پیرنیز کے عہد حکومت کو یاد کر کے افسوس کرتے تھے۔

کلینڈر کی سازش اور موت

روم کے دربار شاہی کی طرف سے جو مظالم نہ ہوتے تھے وہ قحط اور وبا سے پورے ہوجاتے وبا کی نسبت تو یہ عقیدہ تھا کہ وہ دیوتاؤن کے غصہ اور نفرت کا نتیجہ ہے۔ لیکن قحط کی نسبت یہ خیال تھا کہ اسکا باعث وہ غلہ ہے جسکو وزیر کلینڈر نے اپنی دولت اور طاقت کے بھروسہ پر جمع کر لیا ہے کچھ زمانہ تک لوگ اس کے متعلق سرگوشیان کرتے رہے لیکن آخر کار جب ایک موقع پر بہت لوگ جمع تھے یہ بات پھیل گئی لوگ اس موقع پر خوشی منا رہے تھے انھون نے اس کو تو چھوڑ دیا اور انتقام کے مسرت سے لطف اندوز ہونے چلے۔ وہان سے ذرا دور پر ایک محل تھا جہان بادشاہ اکثر اپنا وقت تنہائی مین گذارتا تھا۔ یہ لوگ گروہون مین منقسم ہو کر وہان پہونچے اور بادشاہ سے درخواست کی کہ کلینڈر کا سر قلم کر کے ہمارے حوالہ کیا جائے۔ کلینڈر نے جو کہ محافظ فوج کا سردار تھا سوارون کے ایک دستہ کو حکم دیا کہ ان سازش کرنے والون پر حملہ کر کے اِن کو پراگندہ کر دو۔ اب مجمع شہر کی طرف لوٹا ، بہت لوگ مارے گئے اور اکثر دب دب کر مر گئے لیکن جب تعاقب کرنے والے سوار شہر کی سڑکون پر پہونچے تو ان پر لوگون نے پتھرون اور تیرون کی بوچھار کر دی اور تعاقب کرنے سے روک دیا لیکن عین اسی موقع پر محافظ سپاہ کے پیدل سپاہیون نے جو سوارون کے اختیارات پر حسد کرتے تھے ، عوام کا ساتھ دیا۔ جھگڑا بڑھ گیا اور اُس نے جنگ کی صورت اختیار کر لی۔ اور یہ خوف پیدا ہوا کہ اِس کا خاتمہ قتل عام پر ہوگا آخر کار ، محافظ سپاہ کے سوارون نے سپر ڈال دی۔ مخالفین کی تعداد اور جوش کی وجہ سے یہ لوگ پیچھے ہٹے اور دوگنے جوش سے اِس محل کے پھاٹک پر حملہ آور ہوئے ، جس مین کموڈس اطمینان سے

عیش وعشرت مین پڑا ہوا تھا اور اس خانہ جنگی سے لاعلم تھا۔ اگر کوئی شخص اس خراب خبر کو لیکر اس کے پاس جاتا تو اس کی موت یقینی تھی۔ کموڈس اس بیخبری کے عالم مین قتل ہوجاتا اگر دو عورتین جن مین سے یلی اسکی بڑی بہن فیدملّا اور دوسری اسکی محبوب ترین معشوقہ مارسیا اسکے پاس اس خبر کو نہ لیجاتین یہ دونون روتی ہوئی اور بالون کو پریشان کیئے ہوئے اُس کے قدمون پر گر پڑین اور بدحواسی کے عالم مین زبان نے جہان تک یاوری کی وہان تک اُنھون نے وزیر کلینڈر کے جرمون، عوام کے جوش اور اس آتی ہوئی تباہی کا حال کہہ سنایا۔ جو تھوڑی دیر مین اسکے محل اور اسکی ذات کو بھی نہ چھوڑتی۔ کموڈس اپنے عیش وعشرت کے خواب سے بیدار ہوا اور حکم دیا کہ کلینڈر کا سر کاٹ کر باہر سڑک پر پھینک دیا جائے۔ جب لوگون کا مقصد حاصل ہوگیا تو جوش بھی فرو ہونے لگا۔ اور کموڈس کے لئے یہ ممکن ہوگیا کہ وہ اپنا اعتبار اور عزت دوبارہ حاصل کرے۔

کموڈس کی مذموم عیش پرستی

لیکن کموڈس کے دل مین انسانیت اور نیکی کا کوئی جذبہ باقی نہ رہا تھا۔ اس زمانے مین جب کہ حکومت کی باگ اُس نے ایسے نااہلون کے ہاتھ مین دے دی تھی اسکو سوائے اس کے اور کسی چیز کی ضرورت نہ تھی کہ مجھکو ہمیشہ اپنی خواہشات نفسانی پورے کرنے کی پوری آزادی رہے۔ وہ گھنٹون اپنے حرم مین رہتا تھا جہان تین سو خوبصورت عورتین اور اتنے ہی خوبصورت لڑکے ہر طبقہ اور ہر صوبے کے موجود تھے اور جب بلانے پھسلانے سے کام نہ نکلتا تو شہوت پرست، عاشق مزاج بادشاہ زبردستی پر اتر آتا۔ قدیم مورّخون نے، اس حرامکاری کے حال کو جہان نہ اعتدال کا خیال کیا جاتا تھا اور نہ قوانین قدرت کا، خوب مشرح ومفصل لکھا ہے لیکن انکے اس بیان کو موجودہ زبان مین تہذیب وصفائی کی وجہ سے بیان کرنا بہت مشکل ہے۔ حرامکاری کے علاوہ اپنے دیگر اوقات کو، وہ نا چار نہایت مذموم مسرّتون کے حاصل کرنے مین صرف کرتا تھا۔ مہذب زمانہ، اور اس تعلیم سے جو اُسے نہایت مشکلون کے بعد دی گئی تھی،

جہالت اور شیرکار

اس کے جاہلانہ دماغ پر کوئی اثر نہ ہوا تھا اور وہ رومی بادشاہون مین سے پہلا شخص تھا جسے دماغی مسرّتون سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ نیرو تک کو موسیقی اور شاعری جیسے فنون لطیفہ مین کمال حاصل کرنے کا یا تو شوق تھا اور یا وہ ظاہر کرتا تھا کہ مجھے ان چیزون کا شوق ہے اور ہم کو اس کے اس شوق پر سخت ملامت کرنے کا کوئی حق نہ ہوتا، اگر وہ اس کو معمولی حد تک رہنے دیتا لیکن اُس نے اس دلچسپی کو اپنی زندگی کا مقصد اور اہم ترین کام قرار دے لیا۔ لیکن کموڈس کے عہد طفلی ہی سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اُن تمام چیزون سے متنفر ہے جنکا آزادی اور عقل سلیم سے تعلق ہے اور اسکو ان چیزون کا شوق ہے جو نہایت ذلیل ہین مثلاً سرکس، تماشہ گاہ، شمشیر بازون کی لڑائی، اور آدمیون اور جنگلی جانورون کے مقابلہ مین اُس کو خاص لطف آتا تھا۔ وہ کامل لوگ جو کسی نہ کسی علم ونن مین پوری مہارت رکھتے اور جنکو مارکس نے اسکی تعلیم وتربیت کے لئے دور دور سے

بلایا تھا، اسکو کسی طرح اپنی طرف مائل نہ کر سکے۔ ان کے مقابل مین وہ حبشیون اور پارتھیا کے رہنے والون سے جو اسکو نیزہ بازی اور تیر اندازی کی تعلیم دیتے زیادہ خوش رہتا اور ان ہنرون کی مشق کرتا تھا۔ اُس نے بہت جلد اپنے استادون کے برابر نشانہ بازی اور ہاتھ کی صفائی مین مشق بہم پہونچا لی تھی۔

جنگلی جانورون کا شکار

غلامانہ زندگی بسر کرنے والے جنکی روزی کا دار ومدار تاجدار کی بری عادتون پر تھا کموڈس کی ہر بات کی تعریف کرتے تھے ان دغابازانہ چاپلوسیون سے اسکو خیال ہوا کہ اس قسم کی باتون سے اور نیمین کے شیر کو مارنے، اور ارمنتھس کے جنگلی سور کو مارنے سے یونانی ہرکیولیز کو دیوتاؤن اور انسان ان کے ناقابل فراموش افسانون مین جگہ ملی تھی۔ لیکن انھون نے اس بات کا خیال نہین کیا کہ سوسائٹی کی ابتدائی حالت مین جب انسان اور جنگلی درندون کا مقابلہ ہوتا تھا تو اسوقت ان سے مقابلہ کرکے فتح پانا، نہایت مفید اور قابل فخر تھا۔ روم کے مہذب نظام سوسائٹی سے جنگلی درندے بہت دور رہتے تھے یہ جنگلی درندے جنگلون سے پکڑ لاتے، اور روم مین اس غرض سے بھیج دیئے جاتے کہ شاندار طریقے سے تاجدار کے ہاتھون مارے جائین بادشاہ کے لئے، یہ ایک مضحکہ خیز بات تھی لیکن لوگون کے لئے تکلیف دہ تھی۔ لیکن کسی قسم کے فرق کا لحاظ کئے بغیر کموڈس نے زمانہ ماضی کے تاجدارون کی نقل کرنا شروع کی اور خود رومی ہرکیولیز کا لقب اختیار کیا۔ یہ لقب اُس کے نام کے ساتھ ساتھ سکون پر بھی موجود تھا۔ شیر کا چمڑہ اور ڈنڈا جس سے وہ جانورون کو ہلاک کرتا تھا۔ کموڈس کے تخت کے برابر رکھے رہتے تھے اور یہ چیزین لوازمات شاہی مین سے تھین۔ ایسے بت بنائے گئے تھے جن مین کموڈس اس شکل مین پیش کیا گیا ہے اور اُس مین دیوتاؤن کے وہ خصوصیات دکھائے گئے ہین جنکی وہ عیش پرستی کے وقت اکثر تعریف کرتا رہتا تھا۔

کموڈس کا دنگل مین اپنا کمال دکھانا

ان تعریفون کو سنتے سنتے وہ اپنے کو قابل تحسین خیال کرنے لگا اور اسمین شرم وحجاب کا مادہ باقی نہ رہا اب اُسنے یہ ارادہ کیا کہ مین، وہ باتین عوام کے سامنے کرون گا جو اب تک محل کی چار دیواری تک محدود تھین اور جسمین صرف چند مخصوص لوگ واقف تھے جس دن کا اعلان کیا گیا تھا اُس دن لوگ اپنے اپنے مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے دنگل مین پہونچے بعض لوگ چاپلوسی کی وجہ سے گئے بعض خوف کی وجہ سے اور بعض محض شوق پورا کرنے کیلئے اور بادشاہ کے کمال پر بہت اظہار خوشی کیا گیا اور یہ تعریف بالکل بے جا نہ تھی۔ خواہ کموڈس، جانور کے سر پر نشانہ کرتا خواہ اُس کے سینہ پر اُس کا وار خالی نہ جاتا اور بہت خوفناک ثابت ہوتا۔ ایک خاص قسم کے تیرون سے جنکی نوک ہلال نما ہوتی تھی، کموڈس اکثر شترمرغ کی لمبی گردن کو چھید کر اسکی تیز رفتاری کا خاتمہ کر دیا تھا۔ مجرمون کو میدان مین بھگا کر ان پر چیتے چھوڑے جاتے تھے اور بے مثل الفن تیر انداز کموڈس اس وقت تک تیر نہ چلاتا تھا جبتک چیتا کانپتے ہوئے مجرم پر نہ لپکتا لیکن عین اسی موقع پر وہ تیر چلاتا اور درندہ مردہ ہوکر زمین پر گر پڑتا اور مجرم کا بال بیکا نہ ہوتا۔ ایکمرتبہ کا ذکر ہے کہ دنگل کے غارون مین سو ببر نکل آئے اور ادھر ادھر پھرنے لگے۔ لیکن کموڈس کے کبھی خطا نہ کرنے والے ہاتھون نے ان سب کو

مار کر گرا دیا۔ ہاتھیون کا ڈیل ڈول کچھ کام نہ آتا اور نہ گینڈے کی کھردری اور مضبوط کھال اسکو محفوظ رکھ سکتی تھی۔ اتھیوپیا اور ہندوستان سے عجیب و غریب جانور لائے جاتے تھے اور بعض اوقات تو ایسے جانور ہلاک کیے جاتے تھے جنکو لوگون نے صرف تصویرون مین دیکھا ہو تو ان تماشون کے موقون پر بڑی احتیاط سے بادشاہ کی حفاظت کا سامان کیا جاتا کہ شاید کوئی درندہ شاہی شان و شوکت اور اسکے مافوق الفطرت اختیارات کا خیال نہ کرسکے اور اس پر حملہ کر بیٹھے۔

کموڈس پٹہ بازی کا شغل اختیار کرتا ہی

لیکن ذلیل سے ذلیل رومی شہری کی شرم کی کوئی انتہا نہ ہوتی جب وہ دیکھتا کہ ہمارا تاجدار پٹہ باز کی حیثیت سے دنگل مین داخل ہو رہا ہی۔ اور اس بات مین فوقیت حاصل کر رہا ہی جو ہمارے رسم و رواج اور قوانین کی رو سے نہایت درجہ حقیر ہی۔ کموڈس نے سیکوٹر کا سا لباس اور ہتھیار اختیار کیے۔ جو ریٹاریس کے ساتھ لڑتا تھا اور جسکی لڑائی کے حالات نہایت دلچسپ خیال کیے جاتے تھے۔ سیکوٹر۔ خود، تلوار، اور زرہ سے مسلح تھا لیکن اس کا مدمقابل ننگے بدن ہاتھ مین ترسول اور جال لیے ہوئے مقابلہ کو آیا۔ ترسول سے وہ اپنے دشمن پر وار کرنا چاہتا تھا اور جال سے وہ اسکو پھانسنا چاہتا تھا اور اگر وہ پہلی مرتبہ دشمن کو جال مین نہ لا سکتا تو لازمی تھا کہ سیکوٹر کے سامنے سے بھاگ کر جال کو پھر ٹھیک کرے۔ بادشاہ اس قسم کی لڑائیون مین سات سو پینتیس مرتبہ شریک ہوا۔ یہ فتحیابیان سلطنت کے دیگر کامون مین شمار ہوتی تھین اور انتہائی ذلت یہ کہ پٹہ بازون کے لیے جو روپیہ وقف رہتا تھا، اس مین سے کموڈس نے ایک معقول رقم لینا شروع کی اور اور اس طرح عوام پر ایک نئے اور شرمناک محصول کا بار اور بڑھ گیا اور یہ بات تو بالکل ظاہر مین ہے کہ بادشاہ ہمیشہ ان لڑائیون مین فتحیاب ہوتا تھا۔ دنگل مین مقابلہ کے وقت تو اسکی کامیابیون کے بعد خون نہ بہتا لیکن جب وہ دوسرے پٹہ بازون کے ساتھ مشق کرتا ہوتا یا جب اپنے محل مین مشق کرتا تو اکثر یہ ہوتا کہ بدقسمت مدمقابل خوفناک زخم کھا کر اسکے سامنے سے ہٹتا۔ اور ستم یہ کہ بادشاہ کی چاپلوسی کرنے پر مجبور ہوتا۔ رفتہ رفتہ وہ اپنے لیے ہرکیولز کے نام کو ناپسند کرنے لگا اور صرف پالوس کے نام سے جو ایک مشہور پہلوان تھا خوش ہوتا تھا۔ یہی نام اس کے جسیم بتون پر کندہ کرایا گیا۔ اور چونکہ اکثر آزردہ خاطر مجلس ملکی کے ممبرونکو اسکی تعریف کرنا پڑتی تھی۔ وہ اسی

اسکی بدنامی اور بے اعتدالی

نام سے اسکی تعریف کرتے تھے صرف کلاڈیس پامپیانس نے جو نہایت پاک آدمی تھا اور جو لوسیلا کا شوہر بھی تھا تمام مجلس ملکی کے ممبرون مین سے اکیلا اپنے عہدہ و مرتبہ کی شان کو قائم رکھنے کی کوشش کی۔ باپ ہونے کی

حیثیت سے اُس نے اپنے بیٹون کو اجازت دی کہ تم لوگ ڈنگل ہی مین جاکر لڑائی کی مشق کرو لیکن ایک رومی باشندہ کی حیثیت سے اُس نے اعلان کردیا کہ میری جان بادشاہ کے ہاتھ مین ہی - لیکن مین کبھی اس بات کو جائز نہ خیال کرون گا کہ مارکس کا حکمران فرزند کموڈس اپنے مرتبہ اور اپنی ذات کی اس طرح تحقیر کرے - اس بہادرانہ ارادہ کے باوجود مینیس نہ صرف بادشاہ کے انتقام سے بچ گیا، بلکہ اپنی زندگی کو ظالم کموڈس کے ظلمون سے بھی محفوظ رکھ سکا۔

اب کموڈس بدنامی اور بے اعتدالیون کی آخری حد تک پہونچ چکا تھا - وہ ایک خوشامدی دربار مین زندگی بسر کرتا تھا لیکن وہ یہ بات دیکھتا تھا کہ مجھکو ہر سمجھدار آدمی نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہی - وہ اس خیال سے کہ لوگ مجھسے نفرت کرتے ہین، بہت پریشان ہوتا تھا ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اسکو خطرہ کا شبہ تھا اور وہ ابتدا سے لوگون کا خون بہانے کا عادی ہو رہا تھا - تاریخ سے اِن لوگون کے نامون کا پتہ چلتا ہی جو بڑی تعداد مین اُس کے ظلم و جور کا شکار ہو گئے -

اسکے گھر والون کی سازش

اِن لوگون مین سے اکثر ایسے تھے جو مجسٹریٹ اعلیٰ کے اختیارات بھی رکھتے تھے اور مجلس ملکی کے ممبر بھی تھے - خاصکر وہ لوگ تو ضرور ہی قتل کیے گئے جو کسی دور کے رشتہ سے بھی اینٹونینس کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے اِن کے، علاوہ اُس نے اُن وزراء کو بھی نہ چھوڑا جو اُس کے جرمون اور اُسکی مسرتون کے حصول کا آلہ تھے - لیکن یہ مظالم آخر مین خود اُس کے لئے خوفناک ثابت ہوئے وہ نہایت آزادی سے رَوم کے بڑے بڑے خاندانون کی شمعون کو گل کرتا رہا تھا - لیکن جب خود اسکے گھر والون نے اسکے خلاف سازش کی تو اسکی موت آگئی - مرشیا، اسکی محبوبہ، اکلکٹس اسکے حاجب اور لیٹس اسکی محافظ سپاہ کے سردار نے اپنے ہمراہیون کی حالت سے خوفزدہ ہو کر اور اِن مظلومون کی حالت کا اندازہ کر کے جو موت کے گھاٹ اُتارے جا چکے تھے اس بات کا تہیہ کر لیا کہ ہم اُس آنے والی مصیبت کو روک دین گے جو کسی وقت ہم پر نازل ہونے والی ہی اور یہ مصیبت دو طرفہ بھی ممکن تھا کہ بادشاہ غصہ ہو کر اِن لوگون کو تباہ کر دیتا یا عوام بلوہ کر کے قصر شاہی پر حملہ آور ہوتے - اور اِن دونون صورتون مین تاجدار کے متعلقین کا مارا جانا یقینی تھا مرشیا نے موقع پا کر اُس وقت جبکہ بادشاہ جنگلی جانورون کے شکار سے تھک کر واپس آیا تھا، اسکو ایک پیالہ شراب کا دیا - اس کے بعد کموڈس اپنے کمرہ مین سو رہا - لیکن جب وہ نیند اور زہر کے اثر سے مغلوب ہونے کی کوشش کر رہا تھا - ایک تندرست نوجوان، جو پہلوانی کرتا تھا، اُس کے کمرہ مین گیا اسکو مقابلہ کی مہلت بھی نہ دی اور گلا دبا کر اُس کا کام تمام کر دیا - یہ لوگ اُس کی لاش نہایت پوشیدہ طریقہ سے محل سے باہر لے گئے، نہ شہر مین اُس کی موت کا کسی کو شبہہ ہوا اور نہ

کموڈس کی وفات ۳۱ دسمبر ۱۹۲ء

دربار مین۔ کموڈس کا انجام یہ ہوا اور وہ اس آسانی سے مارا گیا جسکا بیان نہین ہوسکتا اور تمام ظالم اسی آسانی سے موت کے پنجہ مین گرفتار ہو جاتے ہیں۔ جو حکومت کے زور پر ظلم وجور کر کے لوگون کو پریشان کرتے ہین۔ کموڈس نے تیرہ برس تک ان لاکھون آدمیون کو پریشان کیا تھا، جو اُسکے ملک مین بستے تھے، اور جن مین ہر شخص عقل وفہم اور سماجی حیثیت سے اُسکے برابر تھا۔

پرٹینیکس کا شاہنشاہ منتخب ہونا

سازش کرنے والون نے اپنے کام کو اسی استقلال اور سرعت کے ساتھ انجام دیا جسکی ایسے موقع پر ضرورت تھی۔ اُنھون نے فوراً یہ طے کیا کہ خالی تخت پر ایک ایسے شخص کو بٹھا دینا چاہیئے جو اپنے طرز عمل سے یہ ثابت کردے کہ جو کچھ کارروائی کی گئی ہے، وہ ٹھیک ہے۔ قرعۂ انتخاب پرٹینیکس پر پڑا جو کہ شہر کا سردار تھا۔ یہ شخص مجلس ملکی کا بہت پرانا ممبر تھا اور مجسٹریٹ اعلیٰ کے اختیارات رکھتا تھا۔ پرٹینیکس کسی معمولی خاندان سے تھا، لیکن اپنی قابلیت کی بدولت اعلیٰ ترین رتبون پر پہونچ گیا تھا۔ یکے بعد دیگرے وہ کئی صوبون کا حاکم رہ چکا تھا اور اپنے کام مین خواہ وہ ملکی معاملات سے متعلق ہون، خواہ فوجی معاملات سے، اُس نے اپنے استقلال، فراست اور سچائی کا ہمیشہ اظہار کیا تھا۔ اور مارکس کے دوستون اور وزرا مین سے صرف وہی ایک باقی رہ گیا تھا۔ اور جب ایک رات کو وہ سوتے سے اٹھایا گیا۔ اور اُس کو اطلاع ملی کہ بادشاہ کموڈس کے حاجب اور سردار آئے ہوئے مین تو پہلی بات جو اُس نے کہی وہ یہ تھی کہ مین بادشاہ کے حکم کے تابع ہون اور تم لوگ مجھکو جس طریقہ پر چاہو، مار ڈالو لیکن اِن لوگون نے بجائے موت کے، اسکے سامنے روم کا تخت پیش کیا تھوڑی دیر تک تو اُس نے اُن لوگون پر بھروسہ نہین کیا اور نہ اسکی بات کا یقین کیا لیکن جب اسکو کموڈس کی موت کا یقین ہوگیا تو اُس نے سوسن کے پھول کو جو شاہنشاہی کی علامت تھی، پس و پیش کرتے ہوئے قبول کر لیا۔ اور وہ پس و پیش اس بنا پر تھا کہ وہ اس معزز درجہ کے فرایض اور خطرون سے خوب واقف تھا۔

لیٹس بہت جلد اپنے نئے تاجدار کو محافظ سپاہ کے کیمپ مین لے گیا۔ اور ساتھ ہی شہر مین موقع سے یہ اطلاع

محافظ سپاہ پرٹینیکس کو بادشاہ تسلیم کرتی ہے

کرادی کہ بادشاہ کموڈس سکتہ کی بیماری سے مرگیا ہے اور اسکی جگہ نیک اور پارسا پرٹینیکس تخت نشین ہوا ہے سپاہ ایک ایسا محکمہ تھا جہان کے لوگون کو کموڈس کے ہاتھ سے تکلیف کے بجائے انعامات وغیرہ ملتے رہتے تھے اور اسوجہ سے جب اُن تک یہ خبر پہنچی تو انکو بہت تعجب ہوا اور وہ بادشاہ کی مشکوک موت کی خبر پاکر مسرور نہ ہوئے۔ لیکن موقع کی اہمیت، اپنے سردار کے اختیارات، پرٹینیکس کی شہرت، اور لوگون کی بے صبری وغیرہ ایسی چیزین تھین جن کی وجہ سے مجبور ہو کر انھون نے پرٹینیکس کے اُس عطیہ کو قبول کر کے، جو اُس نے انکو دینے کا وعدہ کیا تھا اسکو بادشاہ تسلیم کر لیا۔ اس کے ساتھ

ہی وفاداری کی قسم کھائی۔ مسرت و شادمانی کے نغمہ بلند کرتے ہوئے اسکو مجلس انتظامیہ کے ایوان تک لے گئے اور یہ سب اس لئے کیا گیا کہ فوجی قوت کے بعد، ملکی قوت بھی اُسے حاکم تسلیم کر لے۔

مجلس ملکی بھی اسکو بادشاہ مانتی ہے

رات بہت گذر چکی تھی۔ صبح ہوتے ہی روز نوروز میں مجلس ملکی کے ممبرون کو اُمید تھی کہ وہ ایک ناکارہ رسم مین شرکت کی غرض سے بلائے جائینگے۔ ان لوگون کی رائے کا پاس و لحاظ نہ کرکے جنھین ذرا بھی اپنی عزت اور شان کا خیال باقی تھا، کلوڈیس نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ مین یہ رات پہلوانون کے مرکز مین بسر کرونگا اور وہان سے مع اپنی جماعت کے جاکر حسب معمول مجسٹریٹ اعلیٰ کے اختیارات کا استعمال شروع کر دونگا۔ لیکن قضا و قدر کے فرشتے کسی اور خیال مین تھے۔ صبح ہونے سے پہلے ہی، مجلس ملکی کے ممبرون کو حکم دیا گیا کہ تم لوگ محافظ سپاہ کے ساتھ ملکر کانکرڈی کے مندر مین جمع ہوکر، ایک نئے شہنشاہ کا انتخاب کرو۔ چند منٹ تک تو یہ لوگ خاموش بیٹھے رہے کہ کیا کرین اور کیا نہ کرین۔ انکو خوف تھا کہ کہین یہ بھی کموڈس کی کوئی چال نہ ہو۔ لیکن آخرکار جب اونکو یہ یقین دلایا گیا کہ ظالم کا ظلم اوسکے آگے آگیا ہے اور وہ درحقیقت مرگیا ہو تب اُنھون نے اس نفرت کا اظہار کیا جو اُنکے دلون مین تھی اور اُس مسرت کے گیت گائے جو انکو ہوئی تھی۔ پرٹینکس نے نہایت انکساری سے اپنی کم نسبی کا عذر کر کے اپنے سے بعض بہتر ممبران مجلس ملکی کو شاہنشاہی کے لئے پیش کیا لیکن کسی نے بھی اسکی بات نہ مانی، اور مجبور کر کے اسکو تخت نشین کر دیا۔ اس طرح اسکو شاہی اختیارات مل گئے اور سب نے قسمین کھائین کہ ہم ہمیشہ وفادار رہینگے۔ کموڈس ہمیشہ برائی

اُس کے نام کی بری یادگار

کے ساتھ یاد کیا جاتا تھا۔ اُس ظالم پٹہ باز اور عوام کے دشمن کا نام ہر گوشہ مین سنائی دیتا تھا لیکن برائی کے ساتھ اُس جوش و خروش کی حالت مین یہ قانون پاس کیا گیا کہ اُس کے القاب آداب جو عام گذرگاہون پر مینارون مین کندہ ہین مٹا دیئے جائین، اسکے بت گرا دیئے جائین، اور اسکے جسم کو گھسیٹتے ہوئے پہلوانون کے کمرہ مین لایا جائے تاکہ عام لوگون کا کلیجہ ٹھنڈا ہو۔ نہ صرف یہ بلکہ جب بعض نیک دل، اور مہربان مزاج ملازمین نے کموڈس کی لاش کے ٹکڑون کو زیادہ ذلت سے بچانا چاہا۔ تو ان پر بھی لعنت و ملامت کی بوچھار ہونے لگی۔ لیکن پرٹینکس نے کسی طرح اس بات کو جائز نہین رکھا کہ کموڈس کی لاش کے ساتھ معمولی رسم و رواج کے مطابق عمل نہ ہو۔ اس کی دو وجہین تھین اول یہ کہ وہ کموڈس کو مارکس کی نشانی سمجھتا تھا اور دوسرے یہ کہ اُسے کلاڈیس پامپینس کے جذبات کا پاس تھا۔ کموڈس کے بہنوئی کلاڈیوسس پامپینس نے متوفی تاجدار کی حالت پر آنسو بہائے۔ اس کے افسوس کا بڑا سبب یہ بھی تھا کہ کموڈس واقعی اس

برتاؤ کا مستحق تھا۔

شاہنشاہوں پر مجلس ملکی کے اختیارات

اُس بادشاہ کے خلاف جس کے زمانۂ حیات مین مجلس ملکی کا وقت زیادہ تر چاپلوسی اور خوشامد مین گذرتا تھا، اسکے مرنے کے بعد اسکی لاش سے وحشیانہ برتاؤ کیا گیا اُس سے پتہ چلتا ہے کہ مجلس ملکی مین انتقام لینے کا جذبہ موجود تھا ان باتون کا قانونی جواز شاہی نظام حکومت کے اصولون کے مطابق تھا۔ بادشاہ کے افعال کا جائزہ لینے اسکو تخت سے اتار دینے، اور اسکو موت تک کی سزا دینے کا اختیار مجلس ملکی کو حاصل تھا۔ کیونکہ بادشاہ دراصل حکومت جمہوری کا مجسٹریٹ اعلیٰ ہوتا تھا۔ اور چونکہ اُس نے اپنے اختیارات کا برا استعمال کیا تھا اسوجہ سے اسکو سزا ملنی واجب تھی۔ لیکن مجلس ملکی کا زور ٹوٹ چکا تھا اسوجہ سے وہ متوفی ظالم تاجدار کی لاش سے اسطرح بدلہ لیکر خاموش ہو رہی۔ حالانکہ تاجدار اس کا مستحق تھا کہ زمانۂ حیات ہی مین اُس سے انتقام لیا جاتا لیکن اُسوقت فوج اور زبردست اسلحہ اس کی پشت پناہی کر رہے تھے۔

پرٹینکس کے عادات و اخلاق

پرٹینکس نے کموڈس کی برائی کرنے کا ایک بہتر طریقہ نکالا۔ طریقہ یہ تھا کہ جتنی زیادہ برائیان کموڈس مین موجود تھین اتنی ہی خوبیان پرٹینکس کی ذات مین جمع تھین جس دن وہ تخت سلطنت پر بیٹھا اُسی دن اُس نے اپنی تمام دولت اپنی بیوی اور بیٹے کے نام وقف کر دی، تاکہ وہ لوگ سلطنت کی بدولت کسی قسم کی رعایت حاصل کرنے کے متمنی نہ ہون اس سے اپنی بیوی کو آگسٹا کے لقب سے پکار کر اسکے غرور کو نہین بڑھایا اور اپنے ناتجربہ کار لڑکے کو سیزر کے لقب سے یاد کیا وہ خوب سمجھتا تھا کہ باپ اور بادشاہ کے فرائض مین کیا فرق ہے اور اس وجہ سے اس نے اپنے لڑکے کی تعلیم نہایت سادہ اصولون پر جاری رکھی جس سے بغیر اس کے کہ وہ تخت کو اپنا حق سمجھنے لگتا وہ اُس کا اہل ہو گیا جب پرٹینکس عوام کے سامنے آتا تو وہ بہت سنجیدگی اور نرمی سے برتاؤ کرتا۔ وہ مجلس ملکی کے ان ممبرون کے ساتھ زندگی بسر کرتا تھا، جو خود بھی نیک تھے اور عمدہ عادتین رکھتے تھے۔ علاوہ اسکے وہ خانگی طریقے پر ہر ممبر کے عادات و اخلاق سے واقف تھا۔ اُس کے مزاج مین نہ غرور تھا اور نہ حسد وہ تمام ممبرون کے ساتھ مساوات برتتا اور انکو اپنے ان دوستون کے خیال کرتا، جن کے ساتھ اس نے ظالم کموڈس کے مظالم سہے تھے اور اب جنکے ہمراہ موجودہ زمانہ کے آرام سے متمتع ہو رہا تھا وہ اکثر ان لوگون کی دعوتین کرتا۔ لیکن دعوتین ہمیشہ سادہ ہوتی تھین، اور جن لوگون نے کموڈس کی پرتکلف دعوتون مین شرکت کی تھی وہ ہمیشہ پرٹینکس کی دعوتون کا مذاق اُڑاتے اور اگلے زمانے کو یاد کرکے افسوس کرتے تھے۔

حکومت کی اصلاح کرنا

حکومت کو ظالم کموڈس کے عہد مین جو نقصان پہونچ چکا تھا، اسکی تلافی کرنا،

پرٹینکس کا کام تھا اور اُس نے اس کام کو دلجمعی لیکن افسوس کے ساتھ انجام دیا۔ پرانے زمانے کے جو قیدی باقی تھے وہ جلاوطنی سے روم مین واپس بلائے گئے جو قید تھے وہ رہا کئے گئے اور اُنکی جو عزت اور دولت پہلے تھی وہ پھر اسکے اہل قرار پائے۔ کموڈس کا ظلم مظلومون کو موت کے بعد بھی بھگتنا پڑتا تھا یعنی یہ کہ انکی لاشین دفن نہ ہو سکتی تھین۔ پرٹینکس نے اِن لاشون کو اُنکے بزرگون کے قبرستانون مین دفن کرایا۔ انکی یادگارین قائم کرنے کی اجازت ہو گئی۔ اور تباہ شدہ اور ظالم کے ہاتھون ستائے ہوئے خاندانون کی ہر طرح سے دلجمعی کرنے کی کوشش کی گئی۔ جو طریقے استعمال کئے گئے۔ اِن مین سب سے پسندیدہ طریقہ یہ تھا کہ وہ لوگ جو اگلے زمانہ مین لوگون کے خلاف الزام لگایا کرتے تھے سزایاب ہوئے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے آقا، اخلاق حسنہ اور ملک کے یکسان دشمن تھے لیکن اِن ظالمون کو سزا دینے مین بھی پرٹینکس نے بڑا استقلال دکھایا اُس نے ہمیشہ انصاف سے کام کیا اور عوام کی خاطر سے اور اُنکے غصہ کو دور کرنے کے لئے اس نے کوئی کام نہین کیا۔

اسکے بنائے ہوئے قواعد

حکومت کے اخراجات کی طرف توجہ کرنا اُس کے لئے نہایت ضروری تھا کموڈس کے زمانہ مین اگرچہ ہر وہ طریقہ اختیار کیا جا چکا تھا جس سے رعایا کی دولت کھینچ کر خزانہ مین آجائے۔ لیکن اُس کی غارتگری بہ نسبت اسکی فضول خرچی کے اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ اسکی وفات پر خزانہ مین آٹھ ہزار پونڈ سے زیادہ نہ تھے یہی پرٹینکس کی کل کائنات تھی اسی سے اسکو حکومت کے تمام اخراجات پورا کرنا تھے اور وہ رقم بھی ادا کرنا تھی جسکا اُس نے محافظ سپاہ سے وعدہ کیا تھا۔ ان مصیبتون پر بھی پرٹینکس نے اپنی مستقل مزاجی کی بدولت اِن تمام محصولون کو جن کو کموڈس نے جاری کیا تھا، موقوف کر دیا۔ اس کے علاوہ اور دیگر ناجائز ذرایع آمدنی کے جو تھے وہ بھی مسدود کر دیئے اس نے مجلس ملکی کے روبرو اپنی تجویز مین یہ کہا تھا: کہ مین اس مفلس جمہوری حکومت کا بلا روپیہ پیسہ کے انتظام کرون گا۔ لیکن ظلم و ناانصافی سے روپیہ حاصل نہ کرون گا۔ اُس نے جزرسی اور صنعت و حرفت کو دولت جمع کرنے کا ذریعہ قرار دیا تھا۔ اور انہی ذرایع سے تھوڑے عرصہ مین حکومت کے اخراجات کے لئے کافی روپیہ جمع کر لیا محل کا خرچ بہ نسبت پہلے کے آدھا رہ گیا عیش پرستی کے تمام سامان کا تصفیہ اُس نے عوام کی رائے پر چھوڑ دیا۔ سونے چاندی کی پلیٹین، ایک خاص قسم کی گاڑیان غیر ضروری ریشمی اور کامدار لباس، لونڈیان غلام، اُس نے سب الگ کر دیئے لیکن اُن غلامون اور لونڈیون کو رہنے دیا، جو آزاد محل مین پیدا ہوئے تھے اور بچپن ہی مین آغوشِ مادر سے جدا کر دئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ اُس نے کموڈس کے دوستون کو مجبور کیا کہ وہ اس دولت کا ایک حصہ خزانہ مین جمع کر دین جو اُنکے بادشاہ نے انکو مرحمت کی تھی۔ حکومت جن لوگون کی قرضدار تھی انکو اس نے مطمئن کر دیا۔ اور ایکبارگی بعض اُن ملازمین کو بھی جو مدت سے کام کر رہے تھے اور جنکی تنخواہ باقی تھی

سب ادا کر دی۔ تجارت کے جو سخت قوانین بنائے گئے تھے ان کو اس نے منسوخ کر دیا اور اٹلی اور دوسرے صوبوں کی جو زمین غیر مزروعہ پڑی تھی اسکو ان لوگوں کے حوالہ کیا جو اسکو بونے جوتنے کا وعدہ کرتے تھے اور انکو پہلے دس برس تک کے لئے محصول سے بھی معافی دیدی۔

اسکی ہر دلعزیزی

ایسے عمدہ برتاؤ سے پرٹینکس کو شاہنشاہی کا سب سے بڑا انعام ملگیا یعنی تمام رعایا اس کی وفاداری میں ثابت قدم تھی۔ جن لوگوں کو مارکس کا عمدہ برتاؤ یاد تھا، وہ مارکس کے دوسرے ساتھی کو دیکھکر بہت خوش تھے اور اس بات پر پھولے نہ سماتے تھے کہ ہم کو اس عادل بادشاہ کے زیر سایہ مدت تک بسر کرنے کا موقع ملے گا۔ اسکو سلطنت میں اصلاحیں کرنے کا انتہا سے زیادہ شوق تھا اور گو پرٹینکس کی عمر اور تجربہ سے اسکی توقع نہ تھی تاہم اس شوق کو جلد پورا کرنے میں اس نے اپنے تئیں اور تمام ملک کو بے انتہا نقصان پہونچا دیا۔ وہ فی الواقع نہایت عمدہ طریقہ پر اصلاحیں کرنا چاہتا تھا، لیکن اس کے راستے میں ایک ایسی جماعت حایل تھی جس سے آزادی اور حریت کے جذبات فنا ہو چکے تھے اور وہ اس بات کی عادی تھی کہ حکومت کی بدنظمی سے ہی فایدہ اٹھائے یہ جماعت، ظالم تاجداروں کے احسانوں کو قانونی مساوات سے زیادہ پسند کرتی تھی۔

محافظ سپاہ کی بددلی

اس موقع پر جب لوگ اطمینان اور مسرت سے زندگی بسر کر رہے تھے، محافظ سپاہ بالکل غیر مطمئن تھی۔ انھوں نے پرٹینکس کی حکومت خوشی سے نہ قبول کی تھی۔ وہ پرانے زمانے کی قانونی پابندیوں سے ڈرتے تھے اور پرٹینکس وہی پابندی رائج کرنا چاہتا تھا۔ محافظ سپاہ کموڈس کے عہد حکومت کی آزادی کو بہت پسند کرتی تھی۔ کیونکہ اس وقت یہ سپاہ جو چاہتی کر سکتی تھی۔ ان لوگوں میں اس غیر اطمینانی کی آگ اندر ہی اندر سلگتی رہی اور جب لیٹس نے جو اس سپاہ کا ایک سردار تھا آگ کو بھڑکانا چاہا تو اس کو معلوم ہوا کہ میری کوشش بالکل بے کار ثابت ہوگی اور یہ کہ بادشاہ کا مزاج کچھ اس قسم کا ہے کہ وہ اپنے فرمانبرداروں کو مال و زر اور انعام دیکر خوش تو رکھنا چاہتا ہے لیکن بعض مخصوص دستوں کی رائے کا غلام نہیں بننا چاہتا۔ پرٹینکس کی تخت نشینی کے تیسرے دن، اس سپاہ نے ایک شریف النسب مجلس ملکی کے ممبر کو پکڑ کر اور اپنے کیمپ میں لیجا کر یہ چاہا کہ ہم اسکو بادشاہ بنائیں اور وہاں اسکو سوسن کا جبہ کہ جو بادشاہی کا نشان تھا حوالے کریں۔ لیکن یہ ممبر بجائے اسکے کہ اس عہدہ کو قبول کر لیتا، ان لوگوں سے خوفزدہ ہوکر وہاں سے چلدیا اور پرٹینکس کے پاس آکر اس کے قدموں پر گر پڑا اور اس کے پاس پناہ لی۔ تھوڑے عرصہ کے بعد سوسیس فیلکو نے جو اس سال کے لئے مجسٹریٹ اعلیٰ منتخب ہوا تھا ....

ایک سازش دبادی گئی

اور جو کم عمر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک قدیم اور خوشحال خاندان سے تھا، رائج

اُکی بنا پر سازش کرنا شروع کی۔ اور سازش کی ابتدا اُس وقت ہوئی جب پرٹینکس شہر مین موجود تھا۔ لیکن جب پرٹینکس واپس آیا تو اس نے سختی سے سازش کو فرو کر دیا۔ قریب تھا کہ فیلکو اپنے گناہ کی پاداش مین موت کی سزا پائے لیکن پرٹینکس نے مجلس ملکی سے اُس کی جان بخشی کرائی۔ اور کہا کہ مین یہ نہین چاہتا کہ میرے عرصہ حکومت مین مجرم کا بھی خون بہایا جائے۔

محافظ سپاہ کا پرٹینکس کو ۱۹۳ء مین قتل کرنا

اس قسم کی باتون سے محافظ سپاہ اُس سے بہت ناخوش رہتی تھی۔ ۲۰ مارچ کو جب کہ کموڈس کو مرے صرف ۸۶ دن ہوئے تھے فوج مین ایک عام شورش ہوگئی۔ اس شورش کو یا تو افسران فوج دبا نہ سکتے تھے یا دبانا نہ چاہتے تھے۔ بہرحال دوپہر کے وقت دو تین سو خونخوار سپاہیون کی جماعت ہاتھون مین ہتھیار لئے ہوئے، محل شاہی کی سمت روانہ ہوگئی۔ محل کے پھاٹک پر جن سپاہیون کا پہرہ تھا اور دوسرے ملازمین جو کموڈس کے زمانے کے تھے اس سازش مین شریک ہوچکے تھے اور جب یہ باغی سپاہی محل شاہی کے دروازے پر پہونچے تو اندر والون نے دروازہ کھولدیا۔ کیونکہ وہ بھی نیک سیرت بادشاہ سے ناراض تھے۔ پرٹینکس کو جب اسکی خبر ملی تو وہ بجائے اس کے کہ راہ فرار اختیار کرتا یا کہین پوشیدہ ہوجاتا، خود اپنے قاتلون کے پاس چلا آیا۔ اور انکو اپنی بے گناہی اور انکی وفاداری کی قسمون کی یاد دلائی۔ تھوڑی دیر تک تو وہ لوگ خاموش کھڑے رہے اور اپنے اس ظالمانہ قصد اور اپنے تاجدار کی شاندار صورت اور استقلال پر غور کرتے رہے۔ لیکن بعد مین جب انکو معافی ملنے سے ناامید ہوگئی تو انکا جوش تازہ ہوگیا اور ٹانگرس کے ایک باشندہ نے سب سے پہلے اُس پر حملہ کیا۔ اسکے ساتھ ہی اور سب نے بھی اُس پر حملہ کردیا۔ اور وہ جیتی جاگتی تصویر ایک لمحہ مین خاک و خون مین مل گئی۔ اسکے سر کو سپاہیون نے بدن سے جدا کر کے ایک نیزہ پر نصب کیا اور اپنے کیمپ مین فخریہ طور پر لے گئے۔ جن لوگون نے اس منظر کو دیکھا اُنکے افسوس اور نفرت کی کوئی انتہا نہین رہی لوگ ایسے اچھے حکمران کے اس بُرے انجام پر بہت تاسف کرتے تھے اور اسکی عمدہ طرز حکومت کے خاتمہ پر آنسو بہاتے تھے اس زمانے کی یاد سے سوائے اس کے اور کوئی فائدہ نہ تھا کہ آنے والی مصیبتون کا احساس انکو اور زیادہ ہوتا۔

باب پنجم

محافظ سپاہ ڈائیڈس جولین کے ہاتھ سلطنت فروخت کرتی ہی برطانیہ مین

کلوڈلیس البینس، سیریا مین پرسینس نائجر، اور پینونیا مین سپٹمس سویرس

پرٹینکس کے قانون کے خلاف اعلان جنگ کرتے ہیں، طوائف الملوکی اور اپنے تین حریفوں سویرس کی فتح اور بہ حصول سلطنت

آبادی اور فوج میں کیا نسبت تھی

ہر بڑی سلطنت میں بہ نسبت معمولی ممالک کے منظالم کی موجودگی کا احساس زیادہ ہوتا ہے بڑے بڑے ماہرین سیاست نے اندازہ لگایا ہے کہ اگر کوئی حکومت اپنی آبادی کے ایک سوین حصہ سے زیادہ کو فوج میں بھرتی کرکے تن آسانی کا سبق دیتی ہے تو سلطنت کا خزانہ جلد خالی ہو جاتا ہے۔ اگر یہ نسبت صحیح ہو تو بھی فوج کا اثر جو باقی سوسائٹی پر پڑیگا وہ اُس طاقت کا نتیجہ ہوگا جو فوج میں موجود ہوگی۔ فوجی نظام اور اتحاد سے اسوقت تک کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا جبتک تمام سپاہیوں میں ایک جسم کے مختلف اعضا کی شان اور ایک خاص روح نہ پیدا ہو جائے۔ تھوڑے سے آدمیوں میں اگر یہ بات پیدا بھی ہو جائے تو اس سے کوئی نتیجہ نہیں اور بہت آدمیوں میں اگر یہ بات پیدا ہو بھی جائے تو اس کا قائم رہنا دشوار ہے سختی اور نرمی دونوں طریقوں سے نظام بیکار ہو جاتا ہے اس کی مثال یوں سمجھو کہ انسانی طاقت قریب قریب تمام انسانوں میں یکسان ہے اور مصنوعی ہتھیار جو ایک کے پاس ہیں وہی دوسرے کے پاس بھی ہیں اور ہتھیاروں یا کسی فن حرب میں مہارت پیدا کرنے سے ایک فرد واحد سیکڑوں انسانوں پر ہرگز ہرگز حکومت نہیں کر سکتا۔ ہر ظالم حاکم جو کسی ضلع یا شہر میں حکومت کرتا ہوا بہت جلد اس بات کو محسوس کرنے لگیگا کہ میں اپنے سو مسلح سپاہیوں سے دس ہزار کسانوں اور شہریوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن ایک لاکھ سپاہی جو قواعد وغیرہ کے پابند ہوں اور مسلح ہوں، آسانی سے دس لاکھ آدمیوں کو قابو میں رکھ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ دس پندرہ ہزار مسلح سپاہی، آسانی سے اُس گروہ کو مرعوب کر سکتے ہیں جو کسی دارالحکومت کی سڑکوں پر شورش کی نیت سے جمع ہوئے ہوں۔

محافظ سپاہ

محافظ سپاہ کی تعداد جنگی نفس پرستی، سلطنت روم کے تنزل کا پہلا سبب تھی دس پندرہ ہزار سے زائد نہ تھی اس محکمہ کو اول اول آگسٹس نے قائم کیا تھا۔ یہ ہوشیار اور مکار ناصبدار پوری طور پر واقف تھا کہ قوانین سلطنت کے رنگ و روپ کے

اُن کا محکمہ

کام آ سکتے ہیں لیکن سپاہ کی بدولت اپنی حاصل کی ہوئی سلطنت کو میں قبضہ میں رکھ سکتا ہوں۔ اس بنا پر اُس نے اس سپاہ کو ترتیب دیا تھا۔ یہ سپاہ ہمیشہ اُس کی حفاظت اور مجلس ملکی کو خوفزدہ

کرتی رہتی تھی، اور بغاوت سے ملک کو محفوظ رکھتی تھی۔ آگسٹس نے اس سپاہ کے ہر شخص کی تنخواہ دگنی کر دی اور خاص رعایتین اُنکے ساتھ کین۔ لیکن اس خیال سے کہ انکو دیکھکر رومی رعایا بھڑک نہ اُٹھے، صرف تین پلٹنین اُس نے دار الحکومت مین ٹھہرائین۔ بقیہ سپاہ، اٹلی کے دوسرے شہرون مین تقسیم کر دی گئی۔ لیکن جب پچاس برس امن و اطمینان سے گذر گئے تو، ٹائبیریس نے اس محکمہ کو خوب مضبوط و مستحکم بنا دیا۔ اسنے بظاہر اس خیال سے کہ مین اٹلی کے شہرون کو فوجی قیام گاہون کی وجہ سے زیر بار نہین

اس سپاہ کا قیام گاہ

کرنا چاہتا ہون اور فوج کو پابندی اور قواعد کی سخت تعلیم دینا چاہتا ہون اس لئے پوری فوج کو روم کے قریب رکھون گا اور مستقل قیام گاہ مین وہ رہین گے یہ فوجی قیام گاہ جو روم کے قریب بنایا گیا تھا نہایت محفوظ تھا اور بلند مقام پر واقع تھا۔

اسکی طاقت اور خود اعتمادی

اکثر تاجدارون کو ایسے زبردست ملازمین کی ضرورت پیش آتی ہے لیکن یہی لوگ کبھی کبھی شخصی حکومت کے لئے مضر بھی ثابت ہوتے ہین۔ شاہنشاہون نے اس فوج کے سپاہیون کو مجلات اور مجلس ملکی سے روشناس کر کے انکو اس بات کا موقع دیا کہ وہ اپنی طاقت اور ملکی حکومت کی کمزوریون کو سمجھنے لگین اس کے علاوہ انکو اس بات کا بھی موقع ملا کہ وہ اپنے تاجدارون کی برائیون کو دیکھکر انسے متنفر ہو جائین۔ حالانکہ ایسے مقامات پر جہان اصل طاقت مفقود ہوتی ہی اور طاقت کا اظہار مقصود ہوتا ہی۔ حاکم و محکوم کے درمیان علیحدگی ہی رہنا چاہئے اس طرح محکوم لوگ، اپنے آقاؤن سے ڈرتے اور انکی عزت کرتے رہین گے۔ سپاہی ایک مالدار شہر مین رہتے اور تن آسانی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اس خیال سے کہ ہماری طاقت ناقابل تسخیر ہی اُن مین غرور کا احساس پیدا ہو گیا تھا۔ ان سے یہ باتین بھی پوشیدہ نہین رہ سکتی تھین کہ بادشاہ کی حفاظت، مجلس ملکی کے اختیارات، خزانہ شاہی، اور دار الحکومت کی حفاظت سب کچھ ہم پر منحصر ہی۔ ان خیالات سے محافظ سپاہ کو الگ رکھنے، اور اسکی توجہ دوسری جانب پھیرنے کے لئے، نہایت طاقتور، تاجدارون تک [illegible] کو ان پر حکومت کرنے کے ساتھ انکی نازبرداری بھی کرنا پڑتی تھی۔ تاجدار اگر ایک طرف سزا دیتے تھے تو دوسری طرف انعامات بھی دیتے تھے۔ ہر بادشاہ ان کو خوش رکھنے، ان کی عشرتون مین حصہ لینے، ان کی لغزشون کو نظر انداز کرنے اور ان کی مشکوک وفاداری کو تحفہ تحائف کے ذریعہ سے حاصل کرنے پر مجبور تھا۔ کلاڈیوس کے تخت نشین ہونے کے وقت سے ہر نئے بادشاہ کی تخت نشینی کے وقت یہ رقم اُس سے وصول کی جاتی تھی اور اس کا لینا قانوناً جائز خیال کیا جاتا تھا۔

اُنکے مطالبات جو بظاہر جائز معلوم ہوتے ہین

محافظ سپاہ کے نمایندے اس بات پر بحث کرنے اور اسکو دلائل سے ثابت کرنے کے لئے تیار رہتے تھے کہ جو اختیارات ہمکو حاصل ہین بالکل جائز ہین اور جب کسی نئے تاجدار کا انتخاب ہو تو نظام حکومت کے اصولون کے مطابق ہماری رائے اور پسندیدگی کا حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔ حکام اعلیٰ، سپاہ سالارون اور مجسٹریٹون کا انتخاب مجلس ملکی نے اپنے ہاتھ مین لے لیا حالانکہ فی الواقع ان لوگون کے انتخاب کا حق عوام کو تھا۔

لیکن رومی قوم کا وجود کہان تھا؟ وہ غلام اور پردیسی جو روم کے ہر گلی کوچے مین دکھائی دیتے تھے ہرگز رومی قوم نہین کہے جا سکتے تھے۔ یہ لوگ غلامی کے عادی تھے نہ اُن کے پاس دولت تھی اور نہ اُن مین ہمت وجوش ہی باقی رہ گیا تھا۔ ملک کی حفاظت کرنے والے، اٹلی کے نوجوانون مین کچھ لوگ منتخب ہوئے تھے اور اُنکو فوجی اور اخلاقی تعلیم ملتی تھی۔ اور یہی لوگ ملک کے اصلی نمایندے تھے۔ انکو حق تھا کہ جمہور کے سب سے بڑے فوجی سردار اور تاجدار کا انتخاب کرین۔ یہ باتین بالکل غلط تھین لیکن جب محافظ سپاہ نے اونکو تسلیم کر لیا اور اُنکی حمایت کرنے لگی تو کسی سے اُن کا جواب نہین بن پڑا۔

ان لوگون کا حکومت کو نیلام کرنا

محافظ سپاہ نے پرٹینکس کو قتل کر کے حکومت کی عظمت کو خاک مین ملا دیا۔ اس کے بعد انھون نے جو باتین کین اُس سے حکومت کی تحقیر کی۔ ان کے کیمپ مین اسوقت کوئی راہنما نہ تھا۔ کیونکہ لیٹس تک نے جسنے اُنکو بغاوت پر آمادہ کیا تھا۔ عوام کی ہدف ملامت بننے سے انکار کیا۔ کیونکہ اس فوج کے راہنما بننے کے معنی ہی یہ تھے کہ عوام اُس شخص سے نفرت کرین گے۔ اس بدنظمی کے زمانے مین شروع سے سلپی سیانس جو پرٹینکس کا خسر بھی تھا، کیمپ مین جا کر لوگون کو سمجھانے بجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن جب اُس نے دیکھا کہ کچھ سپاہی پرٹینکس کے سر کو نیزہ پر بلند کئے ہوئے لا رہے ہین۔ تو وہ خاموش ہو رہا۔ تاریخ نے ہمارے سامنے اس بات کی ہزارون مثالین پیش کی ہین کہ لوگ اپنی خواہش پیدا کرنے کے لئے ہر اصول اور ہر جذبہ کو قربان کر دیتے ہین لیکن اس کا ذرا مشکل ہی سے یقین ہوتا ہے کہ ایسے خوفناک موقع پر جب اُس کا فرشتہ صفت داماد مارا جا چکا تھا اور تخت سلطنت اُس کے خون سے آلودہ ہو رہا تھا سلپی سیانس کو یہ ہوس ہوئی ہوگی کہ مین تخت کا دعویدار بن بیٹھون۔ اس ضرورت سے اب اُس نے صرف اس دلیل کا استعمال اور شاہی سلطنت کا ذکر کرنا شروع کیا جو مفید ثابت ہو سکتی تھی۔ لیکن محافظ سپاہ مین جو لوگ زیادہ سمجھدار تھے انھون نے اس خیال سے کہ لین دین کے طریقہ پر معاملہ طے کر لینے سے شاید کچھ رقم ہاتھ آئے، باہر فصیل پر جا کر اس کا اعلان کر دیا کہ ہم سلطنت اُس شخص کے حوالہ کرینگے جو ہم کو سب سے زیادہ رقم دیگا۔

جولین سلطنت خریدتا ہی

اس طرح سلطنت کو فروخت کرنے اور فوجی طاقت کے اس بے جا اظہار سے روم مین ایک سرے سے لیکر دوسرے تک رنج و افسوس، شرم، اور نفرت کے علامات ظاہر ہو گئے۔ آخرکار یہ خبر جڈیئس جولیانس کو پہونچی جو ایک مجلس ملکی کا مالدار ممبر تھا اور جو ملکی مصائب سے بے پروا، اطمینان سے میٹھا کھانا کھا رہا تھا۔ اسکی بیوی، بیٹی، اسکے آزاد شدہ غلامون اور اسکے خاص ہم خوردون نے اُسے اس بات کا یقین دلا دیا کہ آپ اس جگہ کے لئے بالکل موزون ہین۔ اور آپ کسی طرح اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے۔ یہ مغرور بڈھا جلدی سے کیمپ مین پہونچا۔ یہان سلپی شیانس پہلے ہی سے موجود تھا اور معاملہ طے کر رہا تھا۔ جولیانس نے وہان پہونچکر فصیل کے نیچے ہی سے اُس سے زیادہ رقم پیش کرنا شروع کی۔ یہ قابل نفرت معاملہ قاصدون کے ذریعہ سے طے ہوا۔ جو تخت کے دعویدارون کے پاس آتے جاتے رہے اور جو رقم ایک شخص پیش کرتا تھا اسکی اطلاع جاکر، وہ دوسرے کو کر دیتے تھے۔ سلپی شیانس نے پہلے ہی سے پانچ ہزار ڈرکما کی رقم یعنی قریب قریب ۱۶۰ پونڈ ہر سپاہی کو دینے کا وعدہ کر دیا تھا، لیکن جولین جو کسی نہ کسی طریقے سے تخت حاصل کرنا چاہتا تھا یہ کہہ دیا کہ مین ۶ ہزار دو سو پچاس ڈرکما (دو سو پونڈ سے زائد) ہر شخص کو دونگا۔ اس کیمپ کا پھاٹک کھول دیا گیا۔ اسکے بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا گیا، اور تمام سپاہ نے وفاداری کی قسم کھائی۔ سپاہیون مین ابھی اتنی انسانیت باقی تھی کہ اُنھون نے نئے تاجدار سے کہا کہ اپنے مدمقابل سلپی شیانس کے مقابلہ کو بھول جائیے اور اسکی خطا سے درگذر کیجئے۔

جولین کو مجلس ملکی بھی بادشاہ تسلیم کرتی ہی

اب محافظ سپاہ کے لئے ضروری ہوا کہ جن شرائط پر انھون نے تخت سلطنت فروخت کیا ہے ان کو پورا کرین اس نئے تاجدار کو جس کے وہ ملازم تھے اور جسکو وہ دل سے نفرت کرتے تھے، اُنھون نے اپنے حلقہ مین لے لیا اور چارون طرف سے اُسے اپنی سپرون سے محفوظ کر کے شہر کی ویران گلیون مین سے ہوتے ہوئے چلے۔ مجلس ملکی کو حاضر ہونے کا حکم دیا گیا۔ ان لوگون کے لئے جو پرٹیناکس کے خاص دوست رہ چکے تھے یا جنکو جولین سے دشمنی تھی یہ لازمی بات قرار پائی کہ وہ اس بات کا اظہار کرین (معمولی سے زیادہ اس انقلاب سے خوش ہین۔ جب مجلس ملکی کے ایوان مین سپاہی جمع ہو لئے، تو جولین نے اپنے انتخاب کے حالات کو تفصیل سے بیان کیا اپنی خوبیان گنائین اور ظاہر کیا کہ مجھکو مجلس ملکی کی وفاداری پر پورا بھروسا ہی۔ اس فرمانبردار جماعت نے اپنی اور عوام کی اقبالمندی پر مبارکباد دی وفاداری کا اطمینان دلایا اور شاہی اختیارات سب کے سب اس کے ہاتھ مین دیدیئے مجلس ملکی کے ایوان سے نکل کر جولین فوجی سپاہیون کے ساتھ محل شاہی کی طرف چلا کہ اس پر قبضہ کرے۔ وہان پہونچکر پہلی چیز جو اس کی نظر سے گذری وہ پرٹیناکس کا ایک بکس اور اسکا معمولی کھانا تھا

محل پر قبضہ کرنا

جو اُس کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ کس کی طرف اُس نے کوئی توجہ نہین کی اور کھانے کو اس نے حقارت آمیز نگاہون سے دیکھا۔ اس کے حکم سے ایک شاندار دعوت کا اہتمام کیا گیا، وہ بڑی رات تک جوا کھیلتا اور بائیلیڈلیس کا ناچ دیکھتا رہا۔ لیکن دیکھنے والون نے دیکھا کہ جب چاپلوس اپنے اپنے گھر چلے گئے تھے اور وہ تاریکی مین اپنے پریشان خیالات لئے ہوئے تنہا رہ گیا تو رات بھر اسکو نیند نہ آئی شاید وہ اپنے ذہن مین اپنی حماقت پر افسوس کرتا ہو۔ یا پرٹینیکس کی تقدیر پر غور کرتا ہو۔ ممکن ہے کہ وہ اس وقت حکومت کے خطرناک قبضہ کے متعلق غور کر رہا ہو جس کو اُس نے اپنی قابلیت سے نہین بلکہ دولت کے زور سے حاصل کیا تھا۔

رعایا کی برہمی

اسکے لئے خوف زدہ ہونے کے وجوہات بھی تھے وہ تمام دنیا کا حاکم بن بیٹھا تھا۔ لیکن نہ اُس کا کوئی دوست تھا۔ بیروخود محافظ سپاہ جس نے اسکو تخت پر بٹھایا تھا اپنے اس فعل سے شرمندہ تھی۔ کوئی آدمی ایسا نہ تھا جو جولین کے تخت پر بیٹھنے کو حکومت کی سب سے بڑی توہین نہ خیال کرتا ہو۔ اُمرا نے جن کے لئے اپنے بلند مرتبہ اور اپنے مال و دولت کی وجہ سے یہ ضروری تھا کہ وہ نہایت ہوشیاری سے کام کرتے، اپنے اصلی جذبات کو پوشیدہ رکھا اور بادشاہ کے مصنوعی خلق و مدارات کے مقابلے مین اس سے نرمی سے پیش آئے اور بظاہر بہت تندہی سے اپنے فرض کو انجام دیتے رہے۔ لیکن عام رعایا اپنی تعداد اور معمولی حالت کی وجہ سے اپنے خیالات کا عام طور پر اظہار کرتی تھی سڑکون پر اور ہر مقام پر ناراضی اور بے اطمینانی کی آوازین بلند ہوتی تھین، غصہ سے بھرا ہوا ایک مجمع جولین کے پاس پہونچا، بادشاہ کی فراخ دلی اور فیاضی سے فائدہ اُٹھانے سے انکار کر دیا۔ اور چونکہ ہمکو خود اپنی کمزوری کا احساس تھا۔ اس لئے انھون نے سرحدی افواج سے درخواست کی کہ تم سلطنت کے منتشر شیرازہ کو پھر درست کر دو۔

برطانیہ، سیریا، اور پینونیا کی فوجین جولین کے خلاف ہو جاتی ہین

عوام کی ناراضگی کا رخ، بجائے مرکز کے، سلطنت کی سرحدون کی طرف بدل گیا۔ برطانیہ سیریا اور الیریکم کی فوجون کو پرٹینیکس کی موت پر بعید رنج ہوا کیونکہ وہ اس کی ماتحتی مین یا کم از کم اس کی ہمراہی مین سیکڑون مرتبہ اکثر فتوحات حاصل کر چکی تھین۔ اُنھون نے اس خبر کو کہ محافظ فوج نے علانیہ طور پر تخت شاہی کو نیلام کیا ہے، تعجب، نفرت، اور رشک سے سنا اور سختی سے نئے تاجدار کی فرمانبرداری کرنے سے انکار کر دیا۔ انکا متحدہ طور پر اور یکبارگی، بلوہ کر دینا جولین کے لئے خطرناک ثابت ہوا۔ اور ملک مین امن و امان بھی قایم نہ رہ سکا۔ وجہ یہ تھی کہ ان افواج کے سردارون، کلوڈیس البینس لسینیس نائیجر اور سپٹیمیس سیویرس کو اپنی کامیابی کی ہوس تھی اُن کا مقصد اول پرٹینیکس کا بدلہ لینا نہ تھا۔ مقابل افواج قریب قریب ایک دوسرے کے برابر تھین۔ ہر ایک مین تین تین گروہ تھے ان کے علاوہ مددگارون کی جماعتین علیحدہ تھین۔ اور اگرچہ

دونون فوجون مین کافی فرق تھا تاہم وہ سب تجربہ کار اور قابل اعتماد سپاہی تھے۔

کلوڈیس البینس برطانیہ مین

کلوڈیس البینس جو برطانیہ کا صوبہ دار تھا شرافت نسبی مین اپنے دوسرے دونون حریفون پر سبقت رکھتا تھا۔ اس کا خاندان قدیم جمہوری حکومت کے وقت سے مشہور تھا۔ لیکن اس خاندان کی وہ شاخ جس کا وہ اپنے تئین ثمر بتاتا تھا معمولی اور ذلیل حالت مین پہونچ گئی تھی اور اسکی بود و باش ایک دور و دراز صوبہ مین تھی۔ اس کے اخلاق و عادات کی بابت حکم لگانا بہت دشوار ہے۔ اس کو لوگ اس بات کا الزام دیتے ہین کہ وہ اپنی فلسفیانہ مستقل مزاجی اور سختی کی آڑ مین بعض نہایت ذلیل عادتون کو چھپاتا تھا۔ لیکن اس پر یہ الزامات ان مورخین کے ہین جو انتہا درجہ کے حریص اور زر پرست تھے اور جو سیویرس کی تعریف کرتے، اور اسکے ناکام دشمن کی موت پر خوشیان مناتے تھے۔ اور اس وجہ سے یہ لوگ بہت زیادہ قابل اعتماد نہین ہین۔ عمدہ عادتون یا کم از کم اس خیال سے کہ اس مین یہ صفات ہین، مارکس البینس کو پسند کرتا تھا اور اس پر بھروسہ رکھتا تھا۔ لیکن چونکہ اسکو مارکس و اسکا بیٹا کموڈس دونون پسند کرتے تھے اسوجہ سے اندازہ کیا جا سکتا کہ وہ کس مزاج کا آدمی تھا وہ جیسا موقع دیکھتا تھا ویسا ہی کام کرتا تھا۔ اگر کوئی ظالم تاجدار کسی شخص کی سرپرستی کرے تو اسکا یہ مطلب نہین کہ اس شخص مین کوئی [illegible] نہین ہوتا۔ ممکن ہے کہ وہ ایک قابل اور لائق شخص کی، بلا ارادہ ہمت افزائی کرتا ہو۔ یا یہ کہ وہ اسے اپنے لئے مفید سمجھکر انعام و اکرام عطا کرتا ہو تاریخ سے اس کا پتہ نہین چلتا کہ البینس، کموڈس کے ظلمون کا آلہ تھا یا یہ کہ وہ اس کی عیش پرستی مین حصہ لیتا تھا۔ وہ سلطنت کے ایک دور دراز کے صوبے مین معزز عہدہ پر مامور تھا۔ اسی عرصہ مین اسکو شہنشاہ کا ایک خط ملا جس مین اسے اطلاع دی گئی تھی کہ چونکہ بعض سرداران فوج ہمارے خلاف سازشین کر رہے ہین لہذا تم اپنے وارث تخت ہونے کا اعلان کر دو اور سیزر کا خطاب فورًا اختیار کر لو، برطانیہ کے اس صوبہ دار نے نہایت عقلمندی سے اس خوفناک رتبہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ اس طرح دوسرے لوگ اس سے حسد کرنے لگتے اور وہ کموڈس کی تباہی کے چکر مین پھنس جاتا۔ اس نے دوسرے عمدہ اور خوشنما طریقون سے زیادہ قوت و طاقت اپنے ہاتھ مین لے لی۔ ابھی جبکہ اسے شہنشاہ کے مرنے کی پکی خبر نہ ملی تھی، اس نے اپنی فوج کو جمع کیا۔ اور ایک فصیح و بلیغ تقریر مین ناقابل علاج شخصی حکومت کی برائیون پر افسوس ظاہر کیا۔ اس نے اس مسرت اور چین کا ذکر کیا جو اسکے بزرگون کو جمہوری حکومت کے وقت حاصل تھی۔ اور آخر مین یہ ارادہ ظاہر کیا کہ مین مجلس ملکی اور عوام کو انکے جائز حقوق دلانا چاہتا ہون۔ برطانیہ مین جو فوج تھی اس نے اس تقریر پر بہت خوشی کا اظہار کیا اور روم والون نے بھی دبی زبان سے اسکے ارادون پر مرحبا کہا۔ اپنی چھوٹی سی حکومت کے تحفظ کی بنیاد پر اور اس فوج کی سرداری کی بدولت جو قواعد کے لئے بہت مشہور تھی لیکن تعداد مین بہادر

بہت ممتاز تھی، البینس نے کموڈس کی دھمکیون کی کوئی پرواہ نہ کی پرٹینکس کے زمانے مین وہ ایک حد تک خود مختار رہا۔ لیکن جب جولین نے تخت سلطنت پر قبضہ کیا تو اُس نے اپنی خود مختاری کا صاف صاف اعلان کر دیا۔ دار السلطنت روم مین جو جھگڑے وفساد برپا ہوئے انکی وجہ سے وہ اپنے خیالات یا جذبۂ وطن پرستی مین اور زیادہ مستحکم ہو گیا۔ وہ اپنے معاملات کو نہایت صاف ستھرا رکھنا چاہتا تھا اور اس لئے اُس نے آگسٹس اور شاہنشاہ کے معزز خطابون کو حاصل کرنا مناسب نہین سمجھا۔ اور اس موقع پر اگر کلا کی تقلید کی جس نے بھی ایسے ہی ایک زمانے مین اپنے تئین، مجلس ملکی اور عوام کا طرفدار قرار دیا تھا۔

سیریا کا پسنیس نائجر

پسنیس نائجر، ایک نہایت معمولی خاندان سے تھا لیکن اُس نے صرف اپنی ذاتی قابلیت کے سبب سیریا کی گورنری تک ترقی کی تھی۔ اور اس طرح وہ اس نفع بخش اور بڑے اختیارات کے عہدہ تک جا پہونچا جہان سے سلطنت پر قبضہ کرنا آسان تھا لیکن تجربہ سے یہ معلوم ہوا کہ وہ تاجداری سے زیادہ اسی عہدہ کے لئے موزون تھا وہ سیوآرس کے برابر کا حریف نہ تھا۔ ممکن تھا کہ وہ سیوارس کے لئے ایک عمدہ ماتحت ثابت ہوتا کیونکہ سیوآرس نے بعد مین انتہا درجہ کی قابلیت کا اظہار کیا اور مغلوب دشمن کے طرز حکومت مین سے کئی باتون کو بدستور قائم رکھا۔ اسکی حکومت مین سپاہی، نائجر کی بہت عزت کرتے تھے اور اسکے صوبہ دار اسکی حکومت سے خوش تھے۔ چونکہ وہ پابندی سے کام لیتا تھا اس وجہ سے سپاہیون مین بہادری اور متابعت کے خیالات باقی تھے۔ لیکن نفس پرست باشندگان سیریا اسکی حکومت کی معمولی پابندیون سے ناخوش تھے وہ اسکی عادتون کو ناپسند کرتے، اور جس خوشی سے وہ اُنکے جشنون مین شریک ہوتا اس سے بھی وہ ناراض رہتے تھے۔ جب انطاکیہ مین پرٹینکس کے وحشیانہ طریقہ پر قتل ہو جانے کی خبر پہونچی تو تمام ایشیا کی یہ خواہش ہوئی کہ وہ شاہنشاہی قبول کرکے، مقتول تاجدار کا انتقام لے۔ مشرقی افواج نے اس کا ساتھ دیا، ایتھوپیا سے لیکر ہیلسپانٹ تک کے زرخیز اور امن پسند صوبون نے خوشی سے اُسکے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ اور ان حاکمون نے جو دریائے فرات اور دجلہ کے اُس پار، حکومت کرتے تھے، اسکے انتخاب ہونے پر مبارکباد بھیجی اور اپنی امداد اور اطاعت کا اسکو یقین دلایا۔ لیکن نائجر اس فوری اعزاز کے حصول کا اہل نہ تھا وہ اس بات پر فخر کرنے لگا کہ میری تخت نشینی سے ملک مین فساد نہ ہوگا اور میرے مقابل کوئی دوسرا شخص، تخت کا دعوا نہین ہو سکتا۔ وہ انھین خیالات مین رہا لیکن فتوحات حاصل کرنے کی کوئی تدبیر نہین کی، اس نے مغرب کی اُس سپاہ سے خط وکتابت نہین کی۔ جس کی مخالفت سے اسکی امیدین بیکار ہو سکتی تھین یا کم از کم جس کی مخالفت سے اس کا ایک برابر کا حریف پیدا ہو سکتا تھا۔ اور نہ اُس نے اٹلی اور روم کی طرف قدم بڑھایا جہان اُس کی موجودگی کا لوگ بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔ ان باتون کے بجائے، نائجر، انطاکیہ مین عیش وعشرت مین وقت گذارتا رہا۔ حالانکہ اس قیمتی وقت کو جفاکش سیویرس نے مفید باتون مین صرف کیا۔

پنونیا اور ڈلمیشیا

پنونیا اور ڈلمیشیا کا ملک دریائے ڈینوب اور سیڈریاٹک کے درمیان واقع تھا رومیون نے اپنی آخری فتوحات میں اسی حصہ ملک پر قبضہ کیا۔ اپنے قومی وجود کو بچانے کے لئے ایک زمانہ میں وہ اکثر جنگی دشمنوں کا مقابلہ کرنے میدان جنگ میں اُترے تھے۔ اور آگسٹس کو ضعیفی میں متردد کر دیا تھا۔ ان لوگون نے بھی جنگ میں اسی ہوشیاری سے کام کیا تھا جیسا ٹائبریس نے کیا تھا جو سلطنت روم کا سپہ سالار تھا۔ لیکن آخر میں سپر ڈینیس کو رومی ہتھیاروں اور انتظام کے آگے ہار ماننا پڑی۔ ابھی انکے مفتوح ہونے کو بہت تھوڑی مدت گذری تھی۔ وہ اپنے قدیم ہمسایوں کے قریب رہتے تھے اور آزاد قبیلون کے ساتھ ملے جلتے رہتے تھے۔ وہ اس آب و ہوا مین بسر کرتے تھے جس کی نسبت یہ کہا جاتا تھا کہ وہان کے باشندون کا جسم و ڈیل ڈول تو ضرور بڑا اور طاقتور ہوتا ہے لیکن سمجھ اور عقل ان سے کوسون دور ہیں۔ ان جراتی سے انکی جو خصوصیات تو تھین وہ ان مین قائم رہین۔ نرم مزاج و رومی گورنرون کے زیر حکومت رہنے کے باوجود ان لوگون کی قدرتی وحشت اور سختی کا اظہار ہوتا رہتا تھا۔ جو فوج دریائے ڈینوب کے کنارہ پر رہتی تھی اُس مین ہمیشہ انھین لوگون مین سے نئے سپاہی بھرتی کئے جاتے تھے اور چونکہ اس سپاہ کو ہمیشہ جرمنون اور سرمیٹنس کے خلاف جنگ کرنا پڑتی تھی اسوجہ سے انکو جنگ کا بہت تجربہ ہو گیا تھا سلطنت کے دوسرے مقامات پر جو سپاہ رہتی تھی اُسکے لئے ہمیشہ اس سپاہ کو برتری دیجاتی تھی۔ اور یہ بالکل انصاف کی بات تھی۔

سپٹیمس سویرس

پنونیا والی فوج کی سرداری پر اس وقت سپٹیمس سویرس مقرر تھا۔ یہ شخص افریقہ کا رہنے والا تھا اور اپنے اصل مقصد کو ہمیشہ پیش نظر رکھتا تھا اور اپنے مقصد کے حاصل کرنے مین عیش و عشرت مین پڑکر اور خطرات سے ڈر کر اور رحمدلی کے اصول پر عمل کر کے خلل ڈالنا چاہتا تھا جب شروع شروع مین اسکو پرٹیناکس کے قتل ہونے کی خبر ملی تو اس نے اپنی سپاہ کو جمع کیا اور اپنی طرف سے رنگ آمیزی کر کے محافظ سپاہ کے ظلمون کمزوریون اور وحشیانہ افعال کو اُنکے سامنے بیان کیا اور اپنے سپاہیون کو انتقام لینے پر آمادہ کر دیا۔ اسکی فوج ترقی کے لیے بالکل تیار تھی اُس نے ہر سپاہی کو بشرط فتح ہم سو پونڈ دینے کا وعدہ کیا یہ رقم اسی قسم کی قریب قریب آدھی تھی جو جولین نے محافظ سپاہ کے سپاہیون کو رشوت دینا چاہا کہ سلطنت مول لی تھی۔ جب تمام سپاہ جمع ہوگئی۔ تو اس نے سویرس کو قتل پرٹیناکس و شہنشاہ کے خطابون سے مخاطب کیا اور اس طریقہ سے اُسے وہ درجہ نصیب ہو گیا جس کی اسکے اندر اہلیت بھی تھی اور وہ جس سے متعلق فال لیتا رہتا تھا اور خواب دیکھا کرتا تھا۔ اسکو ہم یا تو اسکی ضعیف الاعتقادی اور یا اس کے عمدہ طرز حکومت کا نتیجہ کہہ سکتے ہین۔

پنونیا کے سپاہی اسکو شہنشاہ بناتے ہین

تخت شاہی کے اس نئے امیدوار نے اپنے گرد و پیش کے حالات کو خوب سمجھ کر ان سے فائدہ اُٹھایا۔ اسکی صوبہ کی حد جولین آلپس تک تھی جس کے ذریعہ وہ آسانی سے اٹلی مین داخل ہو سکتا تھا۔ اسکو آگسٹس کا وہ قول یاد تھا کہ ہر پینونین فوج ایک ہفتہ مین روم کے سامنے پہونچ سکتی ہے اس موقع پر جتنی تیزی اور پھرتی کی ضرورت تھی ۔ ....

اٹلی مین داخل ہونا

اسکا تیزی سے پرٹینکس کے قتل کا انتقام لے سکتا تھا، جولین کو سزا دے سکتا تھا، اور جائز بادشاہ بن کر مجلس ملکی اور عوام کی وفاداری حاصل کر سکتا تھا۔ اور جب تک اسکے مدمقابل لوگون کو اطلاع ہوتی وہ اپنا کام کر چکتا کیونکہ دوسرے دعویداران تخت و تاج اٹلی سے بہت دور دراز کے مقامات پر تھے اور انکو اٹلی تک پہونچنے مین بہت عرصہ لگتا۔ اور اس عرصہ مین وہ اپنے مقصد مین کامیاب ہو کر تخت نشین ہو جاتا اس زمانہ مین نہ وہ چین سے سویا اور نہ اس نے پیٹ بھر کھانا کھایا اسکی مصروفیت کی یہ حالت تھی کہ وہ ہر وقت پیدل زرہ بکتر پہنے ہوئے اپنی سپاہ کے ساتھ ساتھ رہتا تھا۔ اس طرح اس نے فوج مین پورا اعتماد پیدا کر لیا۔ اور تمام سپاہ اس پر جان دینے کے لئے تیار ہو گئی۔ اس نے سپاہ سے بڑی سخت محنت لی اور انمین ایک خاص جوش پیدا کر دیا، کیونکہ وہ ذلیل سے ذلیل سپاہی کی مدد کرنے سے بھی دریغ نہ کرتا تھا۔ وجہ اسکی یہ تھی کہ وہ سمجھتا تھا کہ اگر مین اپنے مقصد مین کامیاب ہو گیا، تو کتنا بڑا درجہ مجھکو ملے گا!

روم کی طرف پیشقدمی کرنا

بدقسمت جولین سمجھتا تھا کہ مین آسانی سے سیریا کے صوبہ دار کو شکست دیدونگا لیکن ناقابل تسخیر پینونین افواج اس سرعت سے آگے بڑھین کہ اس کے بنائے کچھ نہ بنا۔ جس سرعت سے قاصد آتے جاتے تھے اس سے وہ اور خوفزدہ ہوا۔ اسکو کئی بار یہ اطلاع ملی کہ سیویرس نے کوالکیس کو پار کر چکا ہے اور اٹلی کے تمام شہرون نے اسکی پیش قدمی کو اس لئے نہین روکا کہ وہ یا تو اس کا مقابلہ نہ کرنا چاہتے تھے اور یا مقابلہ کرنا بے سود سمجھتے تھے اس صورت مین انھون نے سیویرس کے آنے پر اظہار مسرت کیا۔ اسکو یہ بھی خبر ملی کہ بغیر کسی مقابلے کے ریونا کا ضروری مقام اور ایڈریاٹک کا جہازی بیڑہ، فاتح کے ہاتھ مین پہونچ گیا ہے اس وقت سیویرس اور روم کے درمیان صرف ڈھائی سو میل کا فاصلہ تھا اور ہر لمحہ جو گذرتا تھا وہ جولین کی زندگی اور اس کے زمانہ سلطنت کو کم کر رہا تھا۔

جولین کی مصیبت

اب جولین نے کوشش کی کہ اس آنے والی مصیبت سے مین بچ جاؤن یا کم از کم مصیبت جتنی دیر مین آئے اتنا ہی اچھا ہے۔ اُس نے ناحق محافظ سپاہ سے مدد کی درخواست کی، شہر مین مقابلہ کا انتظام کیا جس کا کوئی نتیجہ نہوا اس نے چارون طرف حفاظت کا سامان کیا

اور محل شاہی کے ارد گرد ہر طرف فصیلین تیار کرائین۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جب امیدؔ اور بدؔ دونون کا خاتمہ ہو جائیگا
تو مورچہ بندیان کامیاب سپہ سالار سے اسے محفوظ رکھین گی۔ محافظ سپاہ نے خوف و شرم کی وجہ سے اس کا ساتھ
نہین چھوڑا۔ لیکن محافظ سپاہ کی حالت یہ تھی کہ وہ پینوینین سپاہ اور اسکے کامیاب فاتح کا نام سنکر جو ڈینیوب کے
قرب وجوار کے وحشیون کو شکست دینے کا عادی تھا کانپنے لگتی تھی۔ اُنھون نے نہایت افسوس سے غسلخانون
اور تھیٹرون کی عیش و آرام کی زندگی کو خیرباد کہا اور اُن ہتھیارون کو پھر بدن پر سجایا۔ جنکا استعمال وہ بھول گئے
تھے اور جنکے بوجھ کے وہ متحمل نہ رہے تھے۔ ان ہاتھیون پر جنکو لڑائی کی مشق نہین رہی تھی۔ رومیون کو
بہت بھروسہ تھا اور سمجھتے تھے کہ اونکو دیکھکر شمالی حملہ آورون مین کھلبلی پڑ جائے گی۔ لیکن جب معرکہ پڑا تو ہاتھیون
نے اپنے ہی سوارون کو گرا دیا۔ وہ بحری سپاہی جو میسینیم کے بیڑہ سے لئے گئے تھے جب نقل و حرکت کرتے تھے۔ تو اونکو
دیکھکر تمام لوگ ہنستے تھے اور مجلس ملکی کے ممبر جولین کی کمزوری اور مصیبت کو دیکھکر باطن مین خوب خوش
ہوتے تھے۔

اسکا طریقۂ عمل

جولین جو بات بھی کرتا۔ اس سے اس کے خوف کا اندازہ دوسرون کو ضرور ہو جاتا۔ اُسنے
اس بات پر زور دیا کہ مجلس ملکی سیویرس کو ملک و ملت کا دشمن قرار دے دے۔ پھر اُسنے
یہ تجویز پیش کی کہ پینوینین سپہ سالار، کو ملکی حکومت مین شریک کر لیا جائے۔ اُس نے شاہی قاصدون کو جو عہد الہام
کی حیثیت سے کام کر چکے تھے، اپنے دشمن کے پاس روانہ کیا کہ وہ شرائط طے کرین۔ اس کے بعد اُس نے ذاتی طور
پر بعض بدمعاشون کو مقرر کیا کہ تم سویرس کو قتل کر دو۔ اُس نے اس کا انتظام کیا کہ پاکدامن کنواریان اور دوسرے
تمام پادری اپنے لباس پہنکر، ہاتھ مین رومن مذہب کے مقدس نشانون کو لیکر پینوینین افواج کا مقابلہ کرنے جائین
اس زمانے مین اُس نے بعض فضول رسمین ادا کین اور ناجائز قربانیان کر کے یہ چاہا کہ کسی طرح دیوتاؤن کو راضی کرلو۔

محافظ سپاہ جولین کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے

سویرس نہ تو جولین کی فوجون سے ڈرتا تھا اور نہ اسکے جادو اور اسی قسم کی دوسری
باتون سے لیکن خفیہ سازشون کے مقابلہ مین اُس نے اپنی بڑی حفاظت کی۔ اسکے
لئے وہ اپنے چھ سو منتخب وفادار سپاہی اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ یہ سپاہی ایک منٹ کے لئے
بھی اس سے جدا نہ ہوتے تھے اور ہر وقت زرہ بکتر پہنے رہتے تھے۔ سویرس استقلال سے تیزی کے ساتھ روم کی
طرف بڑھ رہا۔ وہ آسانی سے اپنیائن پہاڑون کی قطارون سے گذر گیا۔ اُس نے اُن سب قاصدون اور سپاہیون
کو جو اسکی رفتار روکنے کو بھیجے گئے اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ اور تھوڑے عرصہ کے لئے انٹرامنا پر جو روم سے ستر میل
کے فاصلہ پر ہے ٹھہر گیا۔ اُس کی فتح یقینی تھی۔ لیکن اس خیال سے کہ کہین محافظ سپاہ، ناامیدی کی حالت مین
مقابلہ کر کے سیکڑون ہزارون کا خون نہ کرا دے اُس نے ٹھہرنا مناسب خیال کیا۔ وہ چاہتا تھا کہ میسر ہی

تخت نشینی سے ایک شخص کی بھی جان نہ جائے اس نے اپنے قاصد ... کو شہر میں بھیجا اور ان قاصدوں نے محافظ سپاہ کو پورا یقین دلا دیا کہ اگر تم لوگ اپنے نالائق بادشاہ اور پرٹینیکس کے قاتلوں سے کوئی سروکار نہ رکھو، تو سویرس پرٹینیکس کے قتل کو تم سب لوگوں کا متفقہ فعل نہ خیال کریگا۔ یہ ایون محافظ سپاہ نے، جو محض ضد کی وجہ سے جولین کا ساتھ دے رہی تھی، سویرس کے ایسے آسان شرائط دیکھ کر فوراً ان کو ماننے کے لئے تیار ہو گئی۔ انھوں نے پرٹینیکس کے قاتلوں کو گرفتار کر لیا اور مجلس عالی پر ظاہر کر دیا کہ ہم اب جولین کا ساتھ نہیں دے سکتے اس مجلس نے ... اعلیٰ کے کہنے سے سویرس کو بہ اتفاق رائے کے بادشاہ تسلیم کر لیا۔ ایک قانون پاس ہوا کہ پرٹینیکس کے ساتھ ادب و احترام برتا جائے اور بدقسمت جولین کو تخت سے اتار کر موت کی سزا دی جائے۔ جولین کو آفت و مصائب کے زمانہ میں ... صرف ... کر کے مدت

جولین تخت سے اتار کر مجلس عالی کے حکم سے قتل کیا جاتا ہے

دو ماہ ... حکومت کرنا نصیب ہوئی اور وہ محل کے غسلخانہ میں ایک معمولی مجرم کی طرح قتل کر دیا گیا۔ سویرس کی اس حیرت انگیز کارروائی پر مشکل سے یقین آتا ہے کیونکہ اس نے اتنے قلیل عرصہ میں اپنی فوجیں دریائے ڈینیوب کے کنارے سے اٹلی میں اور وہ خود دریائے ٹائبر کے کنارے پر آ گیا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ملک میں ذرائع ... اور آمد و رفت کی ... بہتر تھی ... سڑکیں عمدہ تھیں، فوجوں کا انتظام معقول تھا اور تمام صوبوں میں ... تھا۔

محافظ سپاہ کی ذلت

سویرس نے سب سے پہلے دو باتوں کا خیال کیا۔ پہلی اس کے طرز عمل اور دوسرے صفائی کے متعلق تھا یا بالفاظ دیگر یہ کہ پرٹینیکس کی موت کا انتقام کیونکر لیا جائے اور اسکی یادگار کیونکر قائم رکھی جائے۔ اس سے پہلے کہ نیا تاجدار روم میں داخل ہوا اس نے محافظ سپاہ کو حکم دیا کہ تم لوگ بغیر مسلح ہوئے ایک بڑے میدان میں میرے استقبال کو کھڑے ہو کر۔ تمھارا لباس وہی ہونا چاہئے جسکو پہنکر تم بادشاہوں کے حضور حاضر ہوتے تھے۔ محافظ سپاہ نے اس حکم کی تعمیل کی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ بجا طور پر خوفزدہ تھے اسکے بعد الیرین فوج کے ایک منتخب حصہ نے جسکے ہاتھوں میں برچھیاں تھیں اور برچھیوں کا رخ محافظ سپاہ کی جانب تھا، انکو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ راہ فرار مسدود تھی اور مقابلہ بے سود، اس لئے خاموشی سے یہ لوگ اپنی قسمت کا فیصلہ سننے کے لئے انتظار کرنے لگے۔ سویرس مسند عدالت پر جلوہ افروز ہوا، اس نے محافظ سپاہ کو بزدلی اور نامردی کا الزام دیا اور انکو اس اعتبار کی جگہ سے جس کے وہ نااہل ثابت ہو چکے تھے، برطرف کر دیا۔ انکے زیورات ان سے چھین لئے گئے اور انکو حکم دیا گیا کہ تم کو دارالسلطنت سے سو میل اس طرف آنے کی اجازت نہیں۔ اگر تم اس حکم کی خلاف ورزی کروگے تو اس صورت میں تمکو موت کی سزا دی جائیگی اس وقت میں الیرین فوج کے ایک دوسرے حصہ کو حکم ملا کہ تم جا کر محافظ سپاہ کے ہتھیار و گھوڑے وغیرہ پر قبضہ کر لو، انکے کیمپ میں داخل

ہو جاؤ اور ناامیدی کی حالت میں اگر وہ فساد کرنا چاہیں تو اونکو اس بات سے باز رکھو۔

پرٹینیکس کا ماتم اور اسکا دیوتا بنایا جانا

اس کے بعد پرٹینیکس کی تجہیز و تکفین اور اسکے دیوتا بنائے کی رسمیں نہایت الم انگیز اور شاندار طریقہ سے ادا کی گئیں علیٰ الخصوص ملکی نے نہایت افسوس سے اس شاہزادہ کی موت کی رسمیں ادا کیں جنکو وہ دل سے چاہتی تھی اور جسکی موت پر دل سے رنجیدہ تھی سویرس نے جو اُس کی موت پر رنج و الم کیا شاید وہ دل سے نہ تھا۔ وہ اپنی خوبیوں کی قدر کرتا تھا لیکن شاید انھیں خوبیوں کی بدولت اگر پرٹینیکس زندہ رہتا تو وہ کبھی تخت سلطنت پر قابض نہیں ہو سکتا تھا۔ سویرس نے تجہیز و تکفین کے موقع پر جو تقریر کی وہ نہایت فصیح تھی اور باطن میں پرٹینیکس کی موت پر خوش تھا لیکن اُس نے رنج و الم کا اظہار نہایت خوبی سے کیا۔ اور اس کی یادگار میں اپنی سچائی اور خلوص کا اس طریقہ پر اظہار کیا کہ سادہ لوح جماعت کو اس بات کا پورا یقین ہو گیا کہ سویرس سے بڑھکر تخت حکومت کا اہل اور کوئی دوسرا شخص نہیں ہے وہ روم میں تخت نشینی کے بعد صرف ایک ماہ رہا۔ اس کے بعد یہ خیال کر کے کہ میں سودمند کارناموں کی بدولت سلطنت پر اپنا حق قائم رکھ سکتا ہوں اپنے حریفوں سے مقابلہ کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔ اس نے ایک منٹ کے لئے بھی آسانی سے ہاتھ آئے ہوئے تخت پر فخر و ناز نہیں کیا۔

سویرس، نائجر اور البینس کے مقابلہ میں فتحیاب ہوتا ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ سویرس اچھی قسمت لیکر آیا تھا اور غیر معمولی دل و دماغ کا آدمی تھا اسی وجہ سے ایک ممتاز مورخ نے اسکا سیزر اول سے جو اپنے خاندان کا سب سے بڑا مورث تھا مقابل کیا ہے یہ مقابل صحیح نہیں ہے سویرس میں حکومت کرنے کی فطری قوت نہ تھی۔ وہ سیزر اول کی طرح دوسروں کی خطائیں فراخ دلی سے معاف نہ کر سکتا تھا، اور نہ اسکی طبیعت میں وہ ہمہ گیری تھی جسکی بدولت سیزر اول علمی بحث بھی کرتا تھا مگر جنگ بھی کرتا تھا اور ملکی فتوحات بھی کرتا تھا۔ وہ دونوں ایک طریقہ سے کسی حد تک ایک دوسرے سے مشابہ تھے یعنی ان دونوں کے مزاج میں عجلت بہت تھی اور دونوں کو ملکی معاملات میں یکساں کامیابی ہوئی تھی۔ چار برس سے کم کے عرصہ میں سویرس نے مشرق کی دولت مند اور مغرب کی جنگجو آبادی کو مطیع کر لیا۔ اس نے اپنے دونوں حریفوں کو جو مشہور بھی تھے اور حکومت کے اہل بھی تھے، یکے بعد دیگرے نیچا دکھا دیا۔ اور اُن تمام افواج کو جنکے پاس اسلحہ جنگ تھے اور جو قواعد کی پابند بھی تھیں، آسانی سے شکست دیتا رہا حالانکہ ان فوجوں میں ہر ایک کی تعداد آپکی فوج سے کسی طرح کم نہ تھی۔ اُس زمانہ میں تمام رومی سپہ سالار قلعہ بندی کے فن اور فوجوں کو نقل و حرکت دینے کے اصول سے پوری طور پر واقف تھے سویرس کو جو فوقیت دوسرے سپہ سالاروں پر حاصل تھی اسکی مثال ایسی کاریگر کی سی تھی جسکے پاس وہی آلات وغیرہ ہوتے ہیں جو دوسروں کے پاس ہیں لیکن پھر بھی وہ اپنے آلات کو

حریفون کے مقابلہ مین زیادہ ہوشیاری اور صفائی سے استعمال کرکے، اُنسے گوئے سبقت لیجاتا ہے۔ ہم ان فوجی فتوحات کا ذکر اس مقام پر تفصیل سے نہ کرینگے۔ چونکہ نائجر اور آلبنیس کی لڑائیون کا طریقہ اور نتیجہ ایک ہی تھا اس لئے ہم ایک ساتھ ہی ان کے حالات جمع کرکے، فاتح کے عادات و اطوار اور حکومت کی حالت بیان کرینگے۔

دو خانہ جنگیون کے حالات

جب ہم خانگی زندگی مین کسی شخص کو جھوٹا اور بے وفا دیکھتے ہین تو اسکو نالایق قرار دیتے ہین۔ لیکن جب قومیت کا سوال درمیان مین ہوتا ہے تو یہ چیزین ایسی بری نہین خیال کی جاتین۔ گو یہ واقعی اتنی ہی خراب اس موقع پر بھی ہوتی ہین، جتنی خانگی زندگی مین۔ بے وفائی کے معنی یہ سمجھے جاتے ہین کہ یہ لوگ نہایت درجہ بزدل ہین، اور دروغ گوئی پر صرف یہ الزام آتا ہے کہ دروغ گو کمزور ہے۔ چونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ ماہرین سیاست کے لئے اپنی ہی طاقت کے لاکھون تیروں اور دشمنون کو زیر کرنا غیر ممکن ہے اس لئے دنیا نے انکو پالیسی کے ماتحت مختلف قسم کی مکاریان اور فریب کرنے کی آزادی دے رکھی ہے۔

سویرس کی ترکیبین

لیکن جن ترکیبون کا استعمال سویرس نے لڑائی کے موقع پر کیا انکی نسبت کسی طرح یہ نہین کہا جاسکتا کہ انکو اس نے ملک و ملت کی بہتری کے لئے استعمال کیا تھا۔ پہلے وہ ہر قسم کے وعدے کرلیتا۔ لیکن بعد مین دوسرون کا راز فاش کردیتا۔ اپنا کام نکالنے کے لئے وہ چاپلوسی کرتا لیکن پھر انھی لوگون کو تباہ کردیتا۔ جب کبھی وہ قسمون اور صلحنامون سے اپنے تئین پابند پاتا تو وہ کبھی اُن پر قائم نہ رہتا۔ کیونکہ اُس کا ضمیر، اوسکے مقاصد کا ماتحت تھا۔

نائجر کے ساتھ اسکا برتاؤ

اگر اس کے دونون حریف، اپنے خطرہ کا احساس کرکے، ایک دوسرے سے ملکر کام کرتے اور متفقہ طور پر فوراً حملہ کردیتے تو شاید سویرس کو نیچا دیکھنا پڑتا اور اگر وہ علیحدہ علیحدہ بھی ایک ہی وقت مین اُس پر حملہ آور ہوتے، اور اُن کے مقاصد جدا جدا بھی ہوتے تو بھی لڑائی بہت عرصہ تک قایم رہتی اور نتیجہ خدا جانے کیا ہوتا لیکن اُنھون نے یکے بعد دیگرے سویرس سے جنگ کی اور ایک دوسرے سے کوئی واسطہ نہین رکھا۔ اور اسی وجہ سے وہ اپنے مکار حریف سویرس کے دام تزویر مین پھنس گئے۔ وہ ایک عرصہ تک اُسکے وعدون کی بناء پر میٹھی نیند سوتے رہے اور یکبارگی اُس کی تیزی کی وجہ سے بدست و پا ہوگئے۔ پہلے پہل وہ نائجر کی طرف بڑھا، کیونکہ اوسکی طاقت اور شہرت سے وہ بہت خائف تھا۔ لیکن قریب پہنچکر اُس نے کوئی کارروائی نہین کی، اور کسی طرح مخالفت کا اظہار نہونے دیا۔ مجلس ملکی اور عوام پر یہ ظاہر کیا کہ مین صرف مشرقی صوبون کا از سر نو انتظام کرنا چاہتا ہون۔ جب کبھی وہ نائجر کا ذکر کرتا تو اُسے اپنا پرانا دوست اور اپنا جانشین

تھا۔ اور اسکی اس تجویز کی جس سے وہ پیٹینکس کا انتقام لینا چاہتا تھا، بہت تعریف کرتا تھا، اور کہتا تھا کہ تخت کے کمینہ غاصب کو سزا دینا، ہر رومی سپہ سالار کا فرض ہے۔ لیکن یہ بھی کہتا تھا کہ اگر کوئی سپہ سالار سرکشی پر آمادہ رہے اور حقدار تاجدار کے آگے جسکو مجلس ملکی بادشاہ مان چکی ہے، سر نہ خم کرے تو وہ ملزم ہے۔ دوسرے صوبہ داروں کے لڑکوں میں اسکو، نائجر کے لڑکے بھی ہاتھ آگئے تھے، انکو اس نے روم میں روکے رکھا تا کہ انکے ماں باپ جادۂ وفاداری سے قدم نہ ہٹا سکیں۔ نہ جبتک اسے نائجر کی طرف سے اندیشہ باقی رہا اس وقت تک اسکے لڑکے روم میں خود سویرس کے لڑکوں کے ہمراہ نہایت محبت و شفقت کے ساتھ زیر تعلیم رہے۔ لیکن وہ اپنے باپ کی تباہی میں شریک ہوئے، اور شروع میں عوام کی نظروں سے پوشیدہ شہر بدر کئے گئے اور بعد میں انکو سزائے موت دی گئی۔

البینس کے ساتھ اسکا برتاؤ

جب سویرس مشرق کی لڑائی میں مصروف تھا تو اس کو خوف ہوا کہ مبادا، برطانیہ کا صوبہ دار سمندر اور آلپس کو پار کرکے دار الحکومت پر قبضہ نہ کرے اور اس طرح مجلس ملکی کے اختیارات اور مغرب کی افواج کے زور پر اس کو شہر میں نہ داخل ہونے دے۔ البینس نے چونکہ شاہی خطاب نہیں اختیار کیا تھا اس وجہ سے مصالحت کی گنجایش تھی۔ چنانچہ خط و کتابت شروع کی گئی۔ ۔۔ اپنے حب وطن کے قول، اور شاہی اختیارات کی بابت جو اسکو رشک تھا، بھولکر اس نے غیر جانبدار رہنے کا وعدہ کیا اور اس کے صلہ میں اسکو سیزر کا خطاب عنایت کیا گیا۔ پہلی مہم جبتک پیش نہیں آئی اس وقت تک، البینس کے ساتھ سویرس نے نہایت عزت اور حرمت سے برتاؤ کیا حالانکہ وہ طے کرچکا تھا کہ میں اسکی طاقت کو بالکل تباہ کردونگا۔ جس خط میں اسنے نائجر پر فتح پانے کا حال لکھا تھا اس میں البینس کو اسنے اپنا بھائی اور سلطنت کا حصہ دار قرار دیا تھا اسکو اپنی بیوی جولیا اور دوسروں کا بہت بہت سلام لکھا اور یہ التجا کی کہ تم اپنی فوجوں کو بدستور رہنے دو، جمہوری حکومت کی صورت برقرار رکھو، اور اپنے اور میرے فوائد کا لحاظ رکھو۔ جن لوگوں کے ذریعہ سے یہ خط روانہ کیا گیا تھا، انکو فہمایش کی گئی تھی کہ تم البینس کو سیزر کے خطاب سے مخاطب کرنا، ہر طرح ادب سے پیش آنا اور اس سے درخواست کرنا کہ ہم کو تنہائی میں شرف باریابی عطا کیا جائے۔ جب تم اس تک پہونچنا تو اس کے سینے میں خنجر بھونک دینا۔ یہ راز فاش ہوگیا، اور سادہ لوح البینس بالآخر یورپ میں آکر اپنے حریف سے مقابلہ کا سامان کرنے لگا۔ یہ لڑائی برابر کی نہ تھی کیونکہ سویرس نے اپنی فاتح اور آزمودہ کار فوج لیکر اس پر یکبارگی حملہ کردیا اور آسانی سے اسے شکست دیدی۔

خانہ جنگی کا واقعہ

سویرس نے جو فوجی تیاریاں کیں، وہ ان ضروری فتوحات کے لئے جو اسے حاصل ہوئیں ناکافی تھیں کل دو مقابلہ ہوئے۔ پہلا مقابلہ ہلسپانٹ پر ہوا اور دوسرا اسائی لینیا

سنہ ۴۸ کے قریب اُن دو مقابلون کا حاصل سیزر اور حریف کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا اور یورپ کے سپاہیون نے ایشیا کے نامرد سپاہیون پر اپنی برتری ثابت کر دی۔ لیانس کی لڑائی بھی جس مین ڈیڑھ لاکھ آدمی شریک تھے اس سے کم لیئے خطرناک ثابت ہوئی۔ برطانیہ کی پلٹون نے البیریا کی تجربہ کار افواج کا خوب مقابلہ کیا اور آخر تک کوئی فیصلہ نہ ہو سکا کہ میدان جنگ کس کے ہاتھ رہا۔ لڑائی کے دوران مین ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سویرس کی شہرت اور خود اُسکی ہستی کا خاتمہ ہوا جاتا ہے لیکن اُسنے اپنی شکستہ دل فوج کو پھر اکٹھا کیا اور خود اُسکے ساتھ دشمن پر حملہ آور ہوا۔ اور اسی یادگار دن پر لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔

اس لڑائی کا فیصلہ صرف ایک دو مقابلون پر ہو گیا

یورپ مین جتنی خانہ جنگیان ہوئین۔ انکی ایک مخصوص خصوصیت یہ ہوتی تھی کہ نہایت خوفناک ہونے کے علاوہ لڑنے والے فریق ہمیشہ نہایت استقلال سے اُن مین حصہ لیتے رہے۔ ان لڑائیون کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اصول کے مطابق تھین یا یہ کہ از کم یہ لڑائیان مذہب، آزادی یا حکومت کی وفاداری کی حمایت مین لڑی گئین۔ ان کے رہنما نہایت خود مختار تھے اور باپ دادا کے وقت سے نہایت با اثر چلے آ رہے تھے۔ جو لوگ ان لڑائیون مین شریک ہوتے تھے وہ خود جنگ مین دلچسپی لیتے تھے۔ اور چونکہ تمام آبادی مین فوجی روح اور سپاہیانہ جوش موجود تھا اس لیے اگر کوئی سردار شکست بھی کھاتا تھا، تو فوراً دوسرے لوگ اُس کا ساتھ دینے کو تیار ہو جاتے اور اُس کے لئے اپنا خون بہانے مین دریغ نہ کرتے۔ لیکن جب جمہور کا خاتمہ ہو گیا اُس وقت رومی لوگ صرف اپنے منتخب شدہ آقاؤن کی خاطر جنگ مین شرکت کرتے تھے۔ اُنکو خود جنگ کی فتح یا شکست سے نفع نہ پہونچ سکتا تھا۔ جو شخص حکومت کا امیدوار ہوتا اسکے جھنڈے کے نیچے کچھ لوگ محبت سے، کچھ خوف سے، کچھ اپنے منافع کے خیال سے جنکی انھین امید ہوتی جمع ہو جاتے تھے۔ لیکن کوئی متنفس اس خیال سے شریک نہ ہوتا تھا کہ یہ میرا فرض ہے۔ سپاہ مین کوئی فرقہ بندی نہ تھی اور جب انکو انعام و اکرام کا لالچ دیا گیا تو وہ ان خانہ جنگیون مین شریک ہو گئے۔ اگر سردار کو کسی طرح مجبور ہو کر شکست اُٹھانا پڑتی تو اسکی کرایہ کی سپاہ اسکا ساتھ نہ دیتی بلکہ انکو انکی حالت پر چھوڑ دیتی کہ جس طرح چاہو اپنی حفاظت کا سامان کرو۔ ہم کو تم سے اب کوئی تعلق نہین۔ صوبون کے لئے یہ لڑائیان دلچسپ نہ تھین اُن پر شکست یا فتح کا کوئی اثر نہ ہوتا نہ انھین اسکی پرواہ تھی کہ ہم پر اب کس کی حکومت ہوگی۔ صوبون کو موجودہ طاقت کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑتا تھا اور جب وہ طاقت مغلوب ہو جاتی، تو صوبون کو نئے فاتح کے آگے جبین نیاز گھسنا پڑتی۔ اور یہ نیا فاتح چونکہ ایک طرح کا قرضدار ہوتا تھا اس لئے وہ ان مقامات کو جہان کے باشندے زیادہ قصوروار ہوتے تھے، اپنے سپاہیون پر تقسیم کر دیتا تھا۔ اس وسیع سلطنت مین شاید ایک ہی آدھ شہر ایسا ہو جو ہر طرح سے محفوظ ہو اور جس مین اہمیت یافتہ قوتین قیام کر سکتین۔ کوئی خاندان یا گروہ اس قابل نہ تھا کہ جو

حکومت کی امداد کے بغیر کسی طرح بھی شکست کھائی ہوئی جماعت کو سنبھال سکے۔

بائزنطیم کا محاصرہ

لیکن جو لڑائی ناجر اور سوریس کے درمیان ہوئی اُس مین کم از کم ایک شہر عام قاعدہ سے مستثنیٰ تھا بائزنطیم دسبب سے بڑا راستہ تھا جو یوروپ اور ایشیا کے درمیان تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ایک مضبوط دستہ فوج اسکی حفاظت کے لئے مقرر تھا۔ اور بندرگاہ مین پانچ سو جہاز اسی غرض سے تیار رہتے تھے حفاظت کا یہ نہایت عمدہ سامان تھا لیکن اُس سے سوریس نے اپنی تیزی کی وجہ سے کوئی فایدہ نہین اُٹھایا اُس نے بائزنطیم کا محاصرہ تو اپنے افسرون کے سپرد کیا اور خود ہلیسپانٹ کے راستہ پر جہان حفاظت کا سامان کم تھا۔ حملہ کر دیا، اور نہایت بے صبری سے آگے بڑھا کہ کمزور دشمن سے مقابلہ کرے۔ بائزنطیم پر ایک بہت بڑی فوج نے جس مین ہر روز اضافہ ہوتا تھا حملہ کیا۔ اسکے بعد سلطنت کا تمام بحری بیڑہ اسی مقام پر جمع ہوگیا۔ تین برس تک یہ مقام محصور رہا اور ناجر کے نام اور اسکی یادگار پر وفاداری سے ثابت قدم رہا۔ ہمکو خاص وجہ نہین معلوم لیکن یہ بات طے شدہ ہے کہ تمام آبادی کے لوگون مین مع سپاہیون کے انتہائی جوش پھیلا ہوا تھا۔ ناجر کے اُن افسرون نے جو ہمت ہار چکے تھے اور جو معافی نہ مانگنا چاہتے تھے، اس آخری موقع سے فائدہ اٹھایا۔ روک کا سامان نہایت عمدہ تھا اور خیال کیا جاتا تھا کہ یہ مقام ناقابل تسخیر ہے۔ ایک انجنیر نے وہ تمام کاریگری اس موقع پر صرف کردی۔ جو زمانہ قدیم مین لوگون کو معلوم تھی۔ بائزنطیم نے آخر کار قحط سے عاجز آکر ہتھیار ڈالدیے۔ مجسٹریٹ اور سپاہی قتل کئے گئے دیوارین منہدم کردی گئین۔ جن لوگون کو بعض بعض فوائد حاصل تھے، وہ سب ان سے چھین لیے گئے۔ اور مشرق کے اتنے عظیم الشان دار الحکومت کی حیثیت ایک معمولی اور غیر محفوظ گاؤن کی رہ گئی۔ یہ گاؤن پیرنتھس کے زیر حکومت کر دیا گیا۔ ڈایون نے جو ایک بہت بڑا مورخ تھا، اس مقام کو زرخیزی کی وجہ سے بہت پسند کیا تھا وہ اسکی حالت پر افسوس کرتا ہے اور سوریس کو الزام دیتا ہے کہ اس نے اپنے انتقام کے جوش مین اس مقام کو برباد کر دیا اور رومی لوگون کے اس پشت پناہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی جو انکو پونٹس اور ایشیا کے وحشیون سے محفوظ رکھتا تھا۔ اس قول کی حقیقت اُس وقت ثابت ہوگئی جب دوسری نسل مین گاتھک قوم کے جہازون سے تمام بحیرۂ اسود بھر گیا۔ اور یہ جہاز بحیرۂ باسفورس کے ذریعہ سے ہوکر بحر روم کے وسط مین پہونچ گئے۔

ناجر اور البینس کی موت
خانہ جنگیون کے خوفناک نتائج

البینس اور ناجر دونون میدان جنگ سے فرار ہوئے پکڑ لیے گئے اور قتل کیے گئے۔ انکی موت پر نہ کسی کو تعجب ہوا اور نہ افسوس۔ اُنھون نے سلطنت کی قمارگاہ پر اپنی زندگی نذر کردی اور اگر قسمت نے تاج شہریاری اُنکے سر پر دھرا ہوتا، تو یقیناً وہ اپنے حریفون کے ساتھ وہی سلوک کرتے جو انکو پیش آیا۔ سوریس نے اسکو بھی جائز نہین رکھا کہ یہ لوگ معمولی آدمیون کی طرح رہنے پائین وہ عفو کرنا جانتا ہی نہ تھا۔ اس کے دل مین ہوس جاگزین تھی،

وہ انتقام لینا چاہتا تھا، حالانکہ اس کی ضرورت نہ تھی کیونکہ دشمن کی طاقت ختم ہو چکی تھی۔ سویرس کے تخت سلطنت پر قدم رکھنے سے پیشتر بعض صوبون مین جن معتدد لوگون نے اپنے وقتی حاکم کے حکم کو مانا تھا اور جنکو سویرس سے کسی قسم کا اختلاف نہ تھا انکو محض اسی قصور پر موت، جلاوطنی، اور خاصکر ضبطی جائداد کی سزائین دی گئین۔ مشرق کے اکثر شہرون کو زمانۂ قدیم سے خاص رعایتین حاصل تھین، وہ سب اُن سے واپس لی گئین۔ اور وہ جو رقم نائجر کو اسکی خدمات کے صلہ مین دیتے تھے اُس سے چوگنا محصول سویرس کے خزانہ مین داخل کرنے پر مجبور کئے گئے۔

سویرس، مجلس ملکی کے خلاف ہو جاتا ہے

جب تک لڑائی کا فیصلہ نہین ہو لیا، اُس وقت تک سویرس ظلم و جور سے باز رہا اور مجلس ملکی کی بظاہر عزت و توقیر کرتا رہا۔ کیونکہ اس کو نہین معلوم تھا کہ لڑائی مین کیا واقعہ پیش آئے اور فتح کا سہرا کس کے سر بندھے۔ جب لڑائی مین کامیابی نصیب ہو چکی اور اُس نے آلبینس کا سر روم مین بھیجا تو اسی کے ساتھ ایک خط بھی روانہ کیا کہ مین اپنے حریفون کے پیروون مین سے ایک شخص کو بھی زندہ نہ چھوڑون گا۔ اس کو یہ شبہ ہو گیا کہ مجلس ملکی دل سے میری حکومت پر خوش نہین ہے۔ یہ شبہ ٹھیک تھا، اور یہی وجہ اسکی ناراضگی کی تھی۔ اپنی ناراضگی کو اس نے اس پردہ مین چھپایا کہ حال مین چند خطوط اس قسم کے پکڑے گئے ہین جنمین میرے خلاف سازش کی تحریک کی گئی ہے۔ مجلس ملکی کے اُن پینتیس ۳۵ ممبرون کی جن پر یہ الزام لگایا تھا کہ وہ آلبینس کے طرفدار ہین۔ اُس نے خطا معاف کر دی اور اپنے بعد کے برتاؤ سے یہ بات ثابت کر دی کہ مین تمھاری خطاؤن کو بھول گیا ہون، اور انکو معاف کر چکا ہون، لیکن ان کے علاوہ اکتالیس ممبرون کو جنکے نام تاریخون مین مذکور ہین، اُس نے موت کی سزا دی۔ انکے بال بچے اور اسامیون تک کو سزا ملی اسپین اور گال کے صوبون کے ممتاز ترین باشندے اس بلا مین مبتلا ہو گئے۔ وہ کہتا تھا کہ مین نے جو کچھ کیا ہے، انصاف کی بنا پر کیا ہے۔ اس سخت انصاف کی وجہ یہ تھی کہ وہ سمجھتا تھا کہ صرف یہی ذریعہ ہے جس سے لوگون کو امن اور میری حکومت کو استقلال حاصل ہو سکتا ہے۔ وہ افسوس کرتا تھا کہ مجھے نرمی دکھانے کے لئے ضرورتاً سختی کرنا پڑی ہے۔

اسکی عقلمندی اور انصاف

ہر خود مختار اور آزاد بادشاہ کو صرف اُن چیزون سے فائدہ پہونچ سکتا ہے جن سے اسکی رعایا کو فائدہ ہو۔ رعایا کی آبادی، دولت کی فراوانی اور اُنکی حفاظت یہی وہ چیزین ہین جن پر حکومت کی شان و شوکت کا دارومدار ہے۔ اگر تاجدار اچھا آدمی نہو تب بھی عقل اسکو یہی رستہ سمجھائے گی۔ سویرس روم کی عظیم الشان سلطنت کو اپنا مال سمجھتا تھا اور اس لئے جب سلطنت کا استحکام ہو گیا تو اُس نے وہ طریقے اختیار کرنا شروع کئے جن سے وہ اُسے ترقی دے سکتا تھا۔ مفید عام قوانین اس سختی سے عمل کیا گیا کہ مارکس کے بعد سے جو

کمزوریان ملک کے ہر حصہ مین پھیل رہی تھین وہ خود بخود فنا ہوگئین۔ مقدمات کے موقع پر وہ توجہ، سمجھ، اور انصاف سے کام کرتا تھا اور جب فیصلہ کرتا تھا اور اگر وہ جادۂ انصاف سے ہٹتا تھا، تو ہمیشہ غریبون اور کمزورون کی اعانت کی وجہ سے اس رعایت کی وجہ شرمی نہ ہوتی تھی۔ بلکہ اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ خود مختار اور آزاد تاجدارون کے مثل وہ بھی معزز لوگون کے غرور کو مٹینا اور تمام رعایا کو قریب ایک سطح پر لاکر انکی امیدون کو حکومت کی ذات سے وابستہ کرنا چاہتا تھا۔ اسکو بڑی بڑی عالیشان عمارتین تعمیر کرانے، لوگون کو عمدہ عمدہ تماشے دکھلانے، اور ان مین غلہ اور اشیار خوردنی کے تقسیم کرانے کا بہت شوق تھا اگر اس طریقہ پر بہت خرچ ہوتا تھا، لیکن یہ ایک ایسا ذریعہ تھا جسکی وجہ سے رومیون مین وہ ہمیشہ ہر دلعزیز بنا رہ سکتا تھا۔ خانہ جنگی کی مصیبتون کا کہین نام و نشان نہ تھا۔ امن کے برکات اور زرخیزی کے کامون نے صوبون مین

امن اور ملک کی زرخیزی

پھر ایک دفعہ دورہ ہوا۔ اکثر شہرون نے اسکی فیاضی کی بدولت اسکی نو آبادیون کو پھر اختیار کیا اور مینار وغیرہ تعمیر کر کے اپنی احسانمندی اور رفاہیت کا ثبوت دیا۔ اس کامیاب اور جنگجو تاجدار کی بدولت رومی سپاہ کی شہرت پھر قائم ہوئی وہ اکثر فخر کرتا اور بجا طور پر فخر کرتا کہ جب روم کی سلطنت میرے ہاتھ آئی تھی۔ اسوقت غیر ملکی لڑائیون کا زور تھا اور خانہ جنگیون سے سلطنت کمزور ہو رہی تھی لیکن مین اسکو بالکل امن و امان کی حالت مین چھوڑونگا اور ہر طرف رفاہیت کے آثار نمایان ہونگے۔

سپاہ کی عیش پسندی

اگرچہ، خانہ جنگیون کے زخم پوری طور پر مندمل ہوچکے تھے۔ پھر بھی اعضاء سلطنت مین اسکا خوفناک زہر ابھی موجود تھا۔ سویرس مین بڑی حد تک ہمت اور قابلیت پائی جاتی تھی لیکن سیزر اول کی بہادری، اور آگسٹس کی گہری سیاسی چالین، پورے طریقہ پر فتحیاب سپاہ کے زور کو نہ توڑ سکی تھین، احسانمندی، غلط طریقۂ کار، اور بظاہر ضرورت کی بناء پر سویرس نے فوج کے نظام کو نرم کردیا۔ اسکے سپاہی، سونے کی انگوٹھیان پہن پہن کر، فخر کرتے تھے، انکو اس بات کی اجازت مل گئی کہ تم اپنی بیویون کے ہمراہ حسن کسالت سے فوجی عمارتون مین زندگی بسر کرو۔ اس نے انکی تنخواہ اتنی زیادہ بڑھادی جتنی کبھی نہ بڑھائی گئی تھی۔ اور اسنے انکو اس کی تعلیم دی کہ تم خطرون اور تہوارون کے موقعون پر بڑے بڑے تحفون کی سلطنت سے درخواست کیا کرو۔ اس کے بعد سپاہ نے درخواست کرنا ترک کردیا اور انکو اپنا حق سمجھکر مانگنے لگے سپاہی اپنی فتح کے نشہ مین مست تھے عیش پسندی نے انکو پست حوصلہ بنادیا تھا جو خوفناک رعایتین انکے ساتھ کی گئی تھین انسے وہ عام رعایا سے اپنے تئین ممتاز تر خیال کرتے تھے ان باتون کا نتیجہ یہ ہوا کہ فوجی مشقت انسے نہ ہوتی تھی۔ وہ ملک مین مظالم کرتے تھے اور اپنے افسرون کے تعمیل حکم مین انکو تامل نہ ہوتا تھا۔ انکے افسر اپنے مرتبہ کا اظہار، زیادہ شان اور آرام طلبی

سست کرتے تھے۔ سویرس کا ایک خطبہ آج تک دست برد زمانہ سے محفوظ ہے اس میں وہ اپنے ایک سپہ سالار سے اپنی فوج کی عیش پرستی پر افسوس ظاہر کرتا ہے اور سخت فہمائش کرتا ہے کہ تم حکام فوجداری سے اصلاح شروع کرو۔ وہ نہایت عقلمندی سے بتاتا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی افسر کی اُس کے تحت تنخواہ نازک کر دیتے ہیں، تو وہ پھر سپاہیوں پر حکمرانی نہیں کر سکتا۔ اگر شاہنشاہ نے ذرا غور سے کام لیا ہوتا، تو اس کو معلوم ہوتا کہ اس عام بدنظمی کا سبب عہد گذشتہ کی مثالیں نہیں ہیں بلکہ اصلی سبب سپہ سالار کی یعنی خود سویرس کی وہ چشم پوشی ہے جس سے وہ اکثر کام لیتا تھا۔

محافظ سپاہ کا پھر مقرر ہونا

اس محافظ سپاہ نے جس نے تاجدار کو قتل کر کے سلطنت کو فروخت کر ڈالا تھا، اپنے کردار کی سزا پائی لیکن سویرس نے اس خوفناک اور ضروری محکمہ کو از سر نو ترتیب دیا اور اس مرتبہ سپاہیوں کی تعداد پہلے کی بہ نسبت چوگنی تھی۔ پہلے یہ سپاہ اٹلی میں بھرتی کی جاتی تھی، اور جیسے جیسے قریب کے صوبے روم کے مثل مہذب اور شائستہ ہوتے جاتے تھے، میسیڈونیا، نوریکم اور اسپین سے بھرتی کی جاتی تھی۔ ان مہذب سپاہیوں کے رہنے کے طریقے ایسے ہوتے تھے جیسے یہ معلوم ہوتا کہ امن پسند فوج کی زندگی بسر کرنے کے بجائے دربار کی مجلس اور زینت کے لئے زیادہ موزوں تھے۔ سویرس نے یہ حکم جاری کیا کہ ان سپاہیوں میں سے جو سرحد پر رہتے ہیں ایسے لوگ منتخب کئے جائیں جو طاقتور، بہادر، اور وفادار ہوں، اور بطور انعام کے ترقی دیکر محافظ سپاہ میں شامل کیا جائے۔ اس نئے حکم کے قائم ہونے سے اٹلی کے نوجوانوں نے اسلحہ کا استعمال کرنا ترک کر دیا، اور دارالحکومت میں صرف وہ وحشی نظر آنے لگے جنکے رسم و رواج اور لباس غیر و عجیب و غریب ہوتے تھے۔ ان کی موجودگی سے تمام لوگوں پر حکومت کا خوف غالب ہو گیا تھا۔ سویرس کا یہ خیال تھا کہ میری فوج اس منتخب شدہ محافظ سپاہ کو اپنا نمونہ خیال کرے گی اور یہ کہ پچاس ہزار سپاہیوں کی جماعت جو بے خوف لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ مضبوط اور زیادہ تیز اسلحہ رکھتی ہے ہر طرح کامیاب ہوگی اور اگر کوئی بغاوت کی گئی تو اسکو فرو کرے گی۔ سلطنت میرے اور میری اولاد کے لئے وقف کر دے گی۔

محافظ سپاہ کی سرداری

اس حریص سپاہ کی سرداری جلد ہی اس طرح کی ہو گئی کہ سلطنت کا سب سے بڑا عہدہ ہو گیا، جبکہ حکومت نے فوجی نظام کو اختیار کیا تو محافظ سپاہ کا سردار جو ابتدا میں معمولی درجہ کا افسر تھا، نہ صرف فوج کا بلکہ معاملات دیوانی و عدالتی کا بھی حاکم بنا دیا گیا۔ حکومت کے ہر شعبہ میں وہ سردار گویا قائم مقام سمجھا جاتا تھا اور اسکو وہ اختیارات حاصل ہوتے تھے جو شاہنشاہ کو۔ پہلا سردار جسکو نہایت زبردست اختیارات حاصل تھے اور جس نے اُن اختیارات کو بری طرح استعمال کیا، سویرس کا مقرب وزیر پلاٹینس تھا۔ وہ دس برس تک برسر اقتدار رہا اور جب اسکی لڑکی کی شادی ... کے بڑے لڑکے سے ہو گئی تو ... سے بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ وہ تمام عمر اس عہدہ پر برقرار رہے گا۔ لیکن ...

تباہی کی وجہ اسی میں پوشیدہ ہے کہ کل شاہی خاندان جو شمار ہوسکے انسے پلاٹیا نس کی اُمیدون کو صدمہ ہوگیا اور اسکو
خوف پیدا ہوا کہ عنقریب ایک انقلاب ہونے والا ہے۔ اس حالت مین اگرچہ سویرس اب بھی پلاٹیا نس کے ساتھ
رعایتین کرنا چاہتا ہے وہ اسکو موت کی سزا دینے پر مجبور ہو گیا۔ پلاٹیانس کے بعد ایک ممتاز اور مشہور وکیل جس کا نام
پیپنین تھا محافظ سپاہ کی سرداری کے عہدے اخلاقت عہدہ پر مامور ہوا۔

مجلس ملکی کو فوجی طاقت دبا لیتی ہے

سویرس کے عہد حکومت تک تمام تاجدار اپنی ذاتی خوبیون یا اپنے فوائد کا لحاظ کرکے یا
یا کم از کم بظاہر مجلس ملکی کا جسے آگسٹس نے ترتیب دیا تھا احترام کرتے رہے لیکن سویرس
کا عہد شباب چونکہ فرمانبرداری مین اور بعد کی عمر فوجون پر حکومت کرنے مین بسر ہوئی تھی
وہ نظرتا بہت مغرور تھا اور کسی کی بات نہ مانتا تھا۔ اس وجہ سے اسکو مرکزی حکومت اور فوج کے درمیان ایک اور جگہ
کے قائم رکھنے کا کوئی فائدہ نہ نظر آتا تھا یا کم از کم وہ اس بات کو نہ مانتا تھا۔ وہ اپنے تئین اس جماعت کا آ بعد از بینا
مانتا تھا جو اس سے نفرت کرتی تھی اور اس سے بہت زیادہ ڈرتی تھی جن مقامات پر وہ درخواست کرکے کام نکال سکتا
تھا وہان اس نے احکام نافذ کیے۔ اس نے فاتح اور تاجدارون کے تمام طریقے اختیار کیے اور علانیہ طور پر خود ہی
حکومت کا کام انجام دیتا تھا اور خود ہی قوانین بناتا تھا

شاہی اختیارات کے نئے طریقے

مجلس ملکی پر فتح پانا آسان بات تھی سواس سے اسکی طاقت مین کسی قسم کا اضافہ نہین ہوا
ہر شخص تاجدار وقت کی لطف و کرم کا محتاج تھا کیونکہ حکومت کا خزانہ اور اسلحہ سب اسی کے
اختیار مین تھے نہ تو مجلس ملکی کا انتخاب عوام کرتے تھے نہ اسکی حفاظت فوج کے
متعلق تھی اور نہ وہ عوام کی طرفداری کرتی تھی۔ بتدریج اس کے اختیارات کم ہوتے جاتے تھے اور اسکے قیام کی بنیاد صرف
ایک قدیم رسم پر تھی۔ اسکے ممبر کہتے تھے کہ ہماری جماعت کا قیام اس وجہ سے ضروری ہے کہ گذشتہ زمانہ سے ایسا ہی
ہوتا آیا ہے۔ حکومت جمہور کو لوگ رفتہ رفتہ بھول گئے اور اسکی جگہ زیادہ فطری اور مضبوط خیالات شخصی حکومت کی
طرفداری مین ہوتے تھے اور لوگون مین پھیلتے گئے دارالسلطنت مین جتنی آزادی اور عزت لوگون کو نصیب تھی اسکی خبر
برابر صوبجات مین پہنچتی رہتی تھی اور چونکہ جمہوری حکومت کے زمانہ مین ان لوگون کو نظام حکومت سے اطلاع نہ تھی
اور یا انکو اس طرز حکومت سے نقصان پہونچا تھا اس لیے جمہوری حکومت کا خیال لوگون کے دلون سے مٹا جاتا تھا۔
انٹونینس کے زمانہ مین جو یونانی مورخ گذرے ہین وہ اپنی بالتی کی وجہ سے خوش ہو ہو کر لکھتے ہین کہ اگرچہ روم کا بادشاہ
لوگون کے خیالات کی وجہ سے بادشاہ کا دعوے دار نہین ہے لیکن اسکو دراصل بادشاہی کے تمام اختیارات حاصل ہین
سویرس کے عہد حکومت مین مجلس ملکی مین وہ لوگ شریک تھے جو مشرقی صوبجات کے نظام تھے یہ لوگ نہایت ہوشیار
اور فصیح البیان تھے اور غلامی کے خیالات سے شاہی اصولون پر ذاتی چاپلوسی کو جائز قرار دیتے تھے۔ ان لوگون کی باتین شاہی

اختیارات کو اور ترقی دینا چاہیئے تھے اور آزادی کے نقایص کو بیان کرتے تھے درباری اور عوام سب نہایت خوشی سے سنتے اور جب وہ فرمانبرداری کی تعلیم دیتے تو صبر سے اس پر غور کرتے۔ وکلاء اور مؤرخ حقیقت طور سے یہ کہتے تھے کہ بادشاہ کو صرف اس وجہ سے اختیارات حاصل ہین کہ مجلس ملکی کے ممبر اپنے عہدون سے مستعفی ہو چکے ہین۔ بادشاہ خراب قوانین سے آزاد ہو چکا ہی اپنی رعایا کی جان ومال پر اُسکو ہر طرح کا اختیار حاصل ہی اور سلطنت وہ بالکل اسی طرح دوسرے کے حوالہ کر سکتا ہی جس طرح اپنی ذاتی جائداد۔ دیوانی کے بڑے بڑے مشہور وکلاء اور حاکم پاپینین، پولوس اور الپین سویرس خاندان کے عہد حکومت مین بڑی ترقی کی۔ چونکہ رومن علم قانون بالکل شاہی حکومت سے متعلق تھا اس لئے یہ بیان کیا جاتا تھا کہ وہ اب انتہائی حد تک پہونچکر مکمل ہو چکا ہی۔

سویرس کے ہم عصرون نے اُس کے عہد حکومت کے امن وچین کو دیکھکر اُن ظلمون کو فراموش کر دیا، جنکے بعد سویرس ملک مین امن قائم کر سکا تھا۔ بعد مین آنے والی نسلین، جنکو اسکے خیالات اور اسکے قاعدون سے نقصان پہونچا ہی، اسکو سلطنت روم کے زوال کا بانی قرار دیتی ہین۔

باب ششم

سیپٹیمیس سویرس کی موت، کیرا کولا کے مظالم، میکرنیس کا زبردستی تخت سلطنت پر قبضہ، ایلاگابولس کی حماقتین، الگزنڈر سویرس کی عمدہ خصلتین، فوج کی عیش پرستیان، روم کی آمدو خرچ کی عام حالت

سویرس کی عظمت اور بے اطمینانی

عزت وبزرگی کے حصول سے، خواہ وہ کتنی ہی خطرناک کیون نہون، یہ ممکن ہوتا ہی کہ انسان کے افعال مین ایک قسم کی تیزی و سرعت پیدا ہو جائے اور اُس کو ان طاقتون کا احساس ہونے لگے۔ لیکن جو لوگ ترقی کرنا چاہتے ہین وہ کبھی تاج سلطانی پاکر مطمئن نہین ہوتے۔ سویرس کو اس افسوسناک حقیقت کا احساس اور ساتھ ہی اقرار بھی تھا کہ مجھ مین اہلیت ہی اور قسمت یاور ہی اور اسلئے مین اوس مقام پر پہونچا ہون جس سے زیادہ بلند ہونا ممکن ہی نہین اسنے خود ایک موقع پر کہا کہ مین سب کچھ ہوا، اور یہ سب بالکل فضول ہی۔ اُس کو حصول سلطنت کی فکرین نہ تھین بلکہ اُسپر قبضہ رکھنے کی فکرین اسی مناسبت تھین کمزوری اور ضعیفی غلبہ پاگئی تھی حصول شہرت کی اُسے بالکل تمنا نہ تھی اور اپنے تمام اختیارات سے وہ بالکل مطمئن تھا اور

اس لئے اب اس کے لئے کوئی مزید راہ ترقی سامنے نہ تھی۔ اس کے دل مین صرف ایک آرزو باقی تھی یعنی یہ کہ مین کوئی ایسا کام کر جاؤن جس سے میری اولاد بھی قدر و منزلت کے ساتھ زندگی بسر کر سکے۔

امپرس جولیا اسکی بیوی

افریقہ کے اکثر باشندون کی مثل سویرس کو جادو اور اسی قسم کی دوسری فضول چیزون کا بیحد شوق تھا۔ وہ خوابون کی تعبیرین دیتا، فال لیتا اور رمل و نجوم سے بھی واقفیت رکھتا تھا۔ یہ چیزین ہمیشہ سے سوائے زمانہ موجودہ کے بنی نوع انسان کے دل و دماغ پر ایک خاص اثر کرتی رہی ہین۔ وہ اپنی پہلی بیوی کو اسی[1] وقت سپرد خاک کر چکا تھا جب لایونیز گال کا صوبہ دار تھا۔ جب وہ دوسری شادی کرنے چلا تو اسے ایسی عورت کی تلاش ہوئی جو گھر کی مالدار ہو۔ جبکہ سے ایک ایسی عورت کا پتہ چلا جو سیریا مین رہتی تھی اور جو کسی شاہی خاندان سے تھی تو اس نے پیغام دیکر اسکے ساتھ شادی کر لی اس کا نام جولیا ڈومنا تھا یہ خاتون قسمت کی دھنی تھی اور اس مین ذاتی قابلیت بھی تھی ضعیفی مین بھی وہ نہایت خوبصورت تھی۔ وہ طبعاً ذہین اور ساتھ ہی ساتھ مستقل مزاج بھی تھی جسکا اندازہ ہمیشہ صحیح ہوتا تھا اور یہ وہ بات تھی جو عموماً عورتون کے حصہ مین نہین ہوتی۔ لیکن اسکی خوشگوار خوبیون سے سویرس جو خود نہایت خراب مزاج کا تھا اور حسد جس کے حصہ مین پڑا تھا کبھی متاثر نہین۔ لیکن جب اسکا بیٹا سریر آرائے سلطنت ہوا تو امور سلطنت کو وہی انجام دیتی تھی اور اس خوبی سے کام کرتی تھی کہ شاہنشاہ کے اختیارات مستحکم ہوتے جاتے تھے اور اس اعتدال سے چلتی تھی کہ جس سے بعض اوقات تو خود شاہنشاہ کی بے اعتدالیون کی اصلاح ہو جایا کرتی تھی جولیا زیادہ تر اپنا وقت ادب اور فلسفہ کی نذر کرتی۔ اس سے کچھ تو اسے فائدہ ہوتا تھا لیکن خاص بات یہ تھی کہ اس کی شہرت بہت ہو گئی تھی، وہ ہر صاحب فن کی مربی تھی اور ہر صاحب کمال کو دوست رکھتی تھی۔ جولیا کے احسانون کے عوض، اسکے زمانہ کے صاحبان کمال نے نہایت مبالغہ سے اسکی تعریفین کی ہین۔ لیکن اگر ہم تاریخ قدیم کے الزامون صحیح مان لین، تو امپرس جولیا کے دامن پر بے عصمتی کے بدنما دھبے نظر آئینگے۔

اولادین۔ کیراکالا اور گیٹا

اس شادی سے دو بیٹے کیراکالا اور گیٹا پیدا ہوئے اور یہی دونون سلطنت کے مالک تھے۔ باپ کی اور تمام رومی دنیا کے ایک ایک فرد کی جو امیدین ان نوجوانون کے ساتھ وابستہ تھین وہ سب فضول ثابت ہوئین۔ کیونکہ ان عورتون کی طبیعتون مین بالکل ویسی ہی سستی آسانی اور کاہلی تھی جیسی ان شاہزادون کی طبیعتون مین ہوتی ہے جنکے یہان شاہنشاہی اور حکومت نسلاً بعد نسلاً

---

[1] یعنی سنہ ۱۸۶ عیسوی مین۔

چلی آتی ہو۔ انکو اپنی تقدیر پر پورا بھروسہ تھا کہ سلطنت ہمارے قدمون سے لگی رہیگی اور ہمین محنت و مشقت کی چندان ضرورت نہین اسلئے وہ ست ہو گئے ہون۔ اور قابلیت مین مقابلہ کرنے کے بجائے

باہمی کدورت

صغر سنی ہی سے ان دونون کو ایک دوسرے سے محبت نہ تھی۔ عمر کے ساتھ ساتھ یہ باہمی کدورت بھی بڑھتی گئی۔ جو لوگ ان شاہزادون کی جناب مین باریاب تھے، وہ اپنے اپنے مصالح کو پیش نظر رکھکر بھائیون کو ایک دوسرے کی طرف سے اور بدظن کرتے رہے۔ پہلے تو اسنا باہمی دشمنی کو بچپن کی ناسمجھی کہکر ٹال دیتے تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ یہ بہت بڑھ گئی نوبت یہانتک پہونچی کہ تقسیم رسم گس، اور دربار کے تمام لوگ دو فریقون مین منقسم ہو گئے کچھ ایک شاہزادہ کے طرفدار تھے کچھ دوسرے کے۔ لوگ ان شاہزادون کا ساتھ اپنے اپنے مصالح کو پیش نظر رکھکر دیتے تھے مثلاً کسی کو ایک شہزادہ سے کچھ امیدین ہوتی تھین یا وہ دوسرے سے ڈرتا تھا۔ بڈھے سمجھدار شہنشاہ نے بہت سخت کوشش کی اور طرح طرح سے بیٹون کو نصیحت کی کہ آپس کی نزاع دور ہو جائے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ بیٹون کی اس باہمی رقابت سے آئندہ تمام امیدون پر پانی پھیر گیا۔ اور اسے یہ خطرہ نظر آنے لگا کہ جو تخت مین نے اس محنت و جانفشانی سے حاصل کیا ہو جس کی بنیاد ہزارون کا خون بہاکے مضبوط کی ہو، اور جس کی تمام اسلحہ اور دولت سے حفاظت کی ہو اس کی بربادی سامنے ہو۔ اس نے کسی شہزادے کی بھی طرفداری نہین کی بلکہ دونون کو ایک نظر سے دیکھا، دونون کو آگسٹس کا خطاب دیا اور انٹونینو کے نام سے پکارا۔ اور روم کی تاریخ مین یہ پہلا موقع تھا کہ دارن گویا تین شخص بر سر حکومت تھے لیکن اس مساوات سے آپس کی نزاع اور بڑھتی گئی۔

تین شاہنشاہ

ایک امیدوار یعنی گیٹا اپنا کم سنی کی وجہ سے دعویدار تھا۔ ادھر گیٹا جو بہت خوش خلق تھا، اپنے برتاؤ سے عوام اور سپاہ کو اپنی طرف لا رہا تھا جب سویرس کو اپنی کوششون مین ناکامی ہوئی تو اُسے سخت صدمہ ہوا اور اُس نے پیشین گوئی کی کہ جو شاہزادہ کمزور ثابت ہوگا۔ وہ تاج و تخت کی نذر ہو جائیگا اور جو طاقتور ہوگا وہ سلطنت کا مالک ہوگا۔ اور تب خود اپنی بُری عادتون کی وجہ سے تباہ ہو جائیگا۔

جنگ کلڈانیا سنہ ۲۰۸

عین اسی موقع پر جب برطانیہ کی جنگ اور شمال کے وحشیون کے حملہ کی خبر سویرس کو پہونچی تو اُسے بہت خوشی ہوئی۔ یہ ممکن تھا کہ اسکے افسر اگر احتیاط سے کام کرتے تو دشمن پسپا ہو جاتے لیکن اُس نے اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر بیٹون کو روم کی عیش پرستیون سے باز رکھنا چاہا کیونکہ ان عیش پرستیون کی بدولت انکا دماغ کمزور، اور دلچسپیون مین انہماک زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ باپ کے خیال کیا انکو جنگ کی سختیون اور حکومت کی پابندیون کا عادی کرنے کا یہ بہت اچھا موقع ہو۔ بادشاہ

کی عمر اس وقت ساٹھ سے اوپر تھی اور وہ گٹھیا کے مرض مین مبتلا تھا جس کی وجہ سے وہ صرف ڈولی مین بیٹھکر جا سکتا تھا، لیکن اُس نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور مع اپنے تمام درباریون اور بیویون کے ایک جرار فوج لیکر خود ان دور و دراز مقامات کو گیا۔ اور فوراً ہی ہیڈرین اور انٹونیو کی حدود سے گذر کر دشمنون کے ملک مین جا پہونچا۔ اور ارادہ یہ کیا کہ برطانیہ کی فتح کا سلسلہ جو عرصہ سے جاری ہی۔ اب اسکی تکمیل کرکے چھوڑون گا۔ وہ جزیرہ برطانیہ کے انتہائی شمالی حصے تک چلا گیا لیکن کوئی دشمن مقابلہ پر نہ آیا۔ کلدانیون کی کمین گاہون کی بدولت جو فوج کے دائین بائین لگے رہتے تھے اور موسم کی شدید سردی مین اسکا ٹلینڈ کے پہاڑون اور دلدلون کے سفر کا نتیجہ یہ بیان کیا جاتا ہی کہ رومیون کے پچاس ہزار سے زیادہ سپاہی نذر اجل ہو گئے۔ آخر کلدانیون نے رومیون کے زبردست اور مستقل حملون سے عاجز آکر اطاعت قبول کی، اور صلح کی درخواست کی انھون نے اسلحہ اور اپنے ملک کا ایک حصہ رومیون کے حوالہ کیا۔ لیکن انکی یہ ظاہری اطاعت اتنی ہی دیر قائم رہی جتنی دیر خطرہ کا سامنا رہا۔ جب رومی افواج واپس آئین تو وہ پھر آزاد ہو گئے اور وہی اگلی سی شرارتین کرنے لگے۔ اس پر سویرس نے برہم ہوکر کلدانیا مین ایک نئی فوج بھیجی اور احکام صادر کئے کہ ان لوگون کو محض شکست دینا ہی کافی نہین ہی بلکہ ان سب کو غارت کر دو لیکن کلدانیون کی قسمت مین یہ بربادی نہین لکھی تھی۔ کیونکہ موت کے فرشتہ نے سویرس کو زیادہ مہلت نہ دی

فنگال اور اسکے سُوما

جنگ کلدانیان مین نہ تو کوئی زبردست لڑائیان ہی ہوئین اور نہ اسکے نتائج ہی اہم ہین اس لئے اس کو طول دینا فضول ہی۔ لیکن خیال کیا جاتا ہی اور غالبًا حقیقت بھی یہی ہی کہ سویرس کا حملہ اُسونت ہوا تھا۔ جو برطانیہ کی تاریخ یا افسانون کا زرین عہد ہی ہماری زبان مین حال کی ایک کتاب سے فنگال کے حالات معلوم ہوتے ہین۔ فنگال خود بھی بہت مشہور ہی اور اسکے سورما اور بھاٹ بھی بہت مشہور ہین بیان کیا جاتا ہی کہ اسی شخص نے سویرس کے حملے کے موقع پر کلدانیون کی رہبری کی تھی۔ انکو رومی افواج سے بچایا تھا اور دریا سے کارون کے کنارے پر ایک زبردست فتح حاصل کی تھی، جس مین "شاہنشاہ عالم کا بیٹا کیراکل" اسکے ہاتھون سے بچ کر نکل بھاگا تھا۔ کوہستانی مقامات کی ان روایات قدیمہ پر ابھی تک پوری طور سے تاریخی روشنی نہین پڑی ہے اور نہ موجودہ . . . . زمانے

رومیون اور کلدانیون کا اختلاف

کی جرح و تنقید کے بعد بھی یہ روایات نظر انداز کرنے کے قابل ٹھہرتی ہین لیکن اگر ہم اس خیال کو بغیر کسی نقصان کے تسلیم بھی کرلین کہ فنگال فی الواقع کوئی سورما تھا اور اوشین ایک بھاٹ تھا تو بھی دو قومون کے آداب

وطریقون مین جو اجنبیت و اختلاف کی شان پائی جاتی ہی اُس سے ایک فلسفی مزاج شخص کو دلچسپی ہو سکتی ہی۔ اگر سویرس کے خوفناک انتقام کا فنگال کی عنایت سے مقابلہ کیا جائے، تو بھی اس سے شایستہ قوم کی کوئی فضیلت و بزرگی نہین ثابت ہوتی۔ اور اگر کیر اکلا کے مظالم کا ہم اوسین کی ہمدردی اور بہادری سے مقابلہ کرین، تب بھی یہی نتیجہ نکلے گا۔ اُن سردار ذی ... رومی فوج مین تھے حالت یہ تھی کہ وہ یا تو معاوضہ کی وجہ سے یا اپنے ذاتی فائدہ اور خوف کی وجہ سے لڑتے تھے حالانکہ کلدانی لوگ شاہ مارون کی آواز سنتے ہی ہتھیار لے کر تیار ہو جاتے تھے اگر ہم مان لین کہ جاہل کلدانی فطرت کے عمدہ اخلاق سے آراستہ تھے اور رومیون سے اُنکے باپ دادا کے اوصاف زائل ہو چکے تھے اور اُن مین غلامی اور دولت کی زیادتی سے طرح طرح کے عیوب پیدا ہو گئے تھے تو بھی رومیون کے خلاف نتیجہ نکلتا ہی۔

کیر اکالا کی طمع

سویرس کی صحت خراب ہو رہی تھی، اور وہ مرض الموت مین مبتلا تھا۔ اس وجہ سے کیر اکلا کی خواہشات اور طمع نے زور کیا۔ اسکو انتظار کی طاقت نہ تھی کہ باپ کے مرنے پر سلطنت کے تقسیم ہونے کا انتظار کرے وہ چاہتا تھا کہ باپ جلد سے جلد مر جائے۔ اس نے اس بات کی کوشش کی کہ فوج بغاوت کرے لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی۔ بوڑھے شاہنشاہ نے اکثر مارکس کی رحمدلی پر اظہار ناراضی کیا تھا جو اپنے ایک منصفانہ فعل سے رومیون کو اپنے نالائق بیٹے کے مظالم سے بچا سکتا تھا۔ چونکہ خود اسکی حالت بھی مارکس کی سی تھی، اسی لئے اس کو تجربہ ہوا کہ کتنی آسانی سے ایک جج کی سختی، پدرانہ شفقت مین تبدیل ہو جاتی ہی۔ وہ غور کرتا تھا اور بیٹون کو دھمکاتا تھا لیکن سزا نہ دیتا تھا۔ اور اسکی یہ آخری رحمدلی اور عنایت سلطنت کے حق مین اُن تمام مظالم سے زیادہ تباہ کن ثابت ہوئی جن کا عرصہ سے تجربہ ہو رہا تھا اس کے دماغ

سویرس کی وفات اور دونون بھائیون کا ۴ فروری ۲۱۱ء مین تخت نشین ہونا

کو سکون نہ تھا اور اسوجہ سے اسکو جسمانی تکالیف بھی تھین۔ وہ بیتابی سے موت کا منتظر تھا۔ اس بیتابی کی بدولت موت بھی جلد ہی آگئی اس نے ۱۸ برس کامیابی و شوکت سے سلطنت کر کے پینسٹھ برس کی عمر مین مقام یارک مین انتقال کیا۔

مرتے وقت اُس نے بیٹون کو اتحاد کی وصیت کی اور فوج کو نصیحت کی کہ تم میرے بیٹون کا ساتھ دینا۔ اس مفید نصیحت کو گوش دل سے سننے کے بجائے خود رائے شہزادون نے اس پر ذرا توجہ نہ کی لیکن اس معاملہ مین فوج کے سپاہی زیادہ بہتر ثابت ہوئے۔ وہ وفاداری کی قسم کھا چکے تھے اس کا پاس کر کے انھون نے کیر اکولا کے قول و قرار پر کوئی توجہ نہ کی بلکہ دونون بھائیون کے شاہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس

دونون نے کلڈ انیون کو انکی حالت پر چھوڑا اور خود روم چلے آئے۔ وہان اُنھون نے باپ کی تجہیز و تکفین کی رسوم ادا کین۔ مدبران ملک کی مجلس عوام اور صوبجات نے خوشی خوشی دونون بھائیون کو روم کا شاہنشاہ تسلیم کیا۔ بڑے بھائی کا مرتبہ کچھ یونہی سا زیادہ تھا۔ لیکن وہ دونون انتظام ملک مین برابر کے شریک تھے۔ انکے اختیارات بھی برابر تھے اور وہ بالکل خود مختار تھے۔

باہمی حسد اور منافرت

اگر دو بھائیون مین نہایت درجہ میل و محبت بھی ہوتا تو بھی اس قسم کی طرز حکومت سے وہ میل و محبت باقی نہ رہتا۔ یہ غیر ممکن تھا کہ یہ حکومت دو نا اہلون کے ہاتھون سرسبز ہوتی جو ایک دوسرے کے دشمن بھی تھے۔ اور جو نہ صفائی پسند کرتے تھے اور نہ جنکو آپس کی صفائی پر اعتبار ہو سکتا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ صرف ایک شخص حکومت کر سکے گا اور دوسرے کو ذلت و ناکامی کا صدمہ اُٹھانا پڑے گا۔ دونون بھائی ایک دوسرے کے ہتکھنڈون کا اپنی حرکتون سے اندازہ کرتے تھے اور وہ اپنی زندگی کو زہر اور تلوار کے وارون سے بچانے کی انتہائی کوشش کرتے تھے حالانکہ یہ وار اکثر ہوتے رہتے تھے۔ گال اور اٹلی مین تیزی سے گذرنے سے جس کے دوران مین اِن دونون نے کبھی ایک دسترخوان پر نہ کھانا کھایا تھا اور نہ ایک مکان مین رات بسر کی، صوبجات کو یہ صاف نظر آنے لگا کہ دونون شہزادون کے دلون مین رقابت کی آگ سلگ رہی ہی روم مین داخل ہوتے ہی اُنھون نے وسیع شاہی محل کے دو حصے کیئے اور الگ الگ رہنے لگے۔ انکے کمرون کو ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہ تھا دروازون اور راستون کی بہت حفاظت کی جاتی تھی۔ اور اُن پر پہرہ دار باری باری سے اس طرح موجود رہتے تھے جس طرح کسی محصور قلعہ کی حفاظت ہوتی ہی۔ دونون بھائی صرف عوام کے سامنے اور اپنی مغموم و دل شکستہ ماں کے روبرو ایک دوسرے سے ملتے تھے۔ لیکن اس موقع پر بھی مسلح سپاہی انکے ہمراہ ہوتے تھے۔ لیکن اِن مواقع پر بھی درباریون کی ظاہر داری کے باوجود، دلون کی کھوٹ ظاہر ہو ہی جاتی تھی

بھائیون کی بیکار خط و کتابت برائے تقسیم سلطنت

اس خفیہ لڑائی سے تمام سلطنت مین ابتری پھیلنا شروع ہو گئی تھی کہ ایک ایسی تجویز پیش کی گئی جو بظاہر دونون بھائیون کے فائدہ کی تھی۔ چونکہ انمین کا اتحاد بظاہر ناممکن تھا اس لئے یہ تجویز پیش ہوئی کہ وہ علیحدہ ہو جائین اور سلطنت تقسیم ہو جائے اس صلح نامہ کے شرائط بالکل ٹھیک تھے۔ طے یہ پایا کہ کیرا کولا کے قبضہ مین جو بڑا بھائی تھا یورپ اور مغربی افریقہ رہے اور وہ ایشیا اور مصر سے دست بردار ہو جائے اور یہ ممالک گیٹا کو ملین اور گیٹا اپنا صدر مقام اسکندریہ یا انیاٹش کو قرار دے۔ یہ شہر بھی تنخے ہی بڑے مالدار تھے جتنا کہ روم۔ تھر نشین باسفورس کے دونون جانب ورمسلح فوجین ہمیشہ تیار رہین اور دونون حکومتون کے حدود کی حفاظت کرتی

رہین۔ اور یوروپین مجلس ملکی کے ممبر شہنشاہ روم کی حکومت کو تسلیم کرین اور ایشیا کے رہنے والے مشرق کے تاجدار کے زیر فرمان رہین اس تقسیم کے خیال سے روم کے ہر شخص کو تعجب ہوا اور ساتھ ہی نفرت ہو گئی۔ اس صلحنامہ کی تکمیل کے متعلق جو خط و کتابت ہو رہی تھی وہ امبرس جولیا کی گریہ و زاری سے بند کر دی گئی۔ بڑے بڑے زبردست مفتوحہ ممالک مرور ایام اور بادشاہون کے اصول فرمانروائی کی بدولت اُسے منضبط ہو گئے تھے کہ انکو علیحدہ کرنے مین بڑے زور و جبر کی ضرورت تھی۔ رومیون کو اس بات کا بھی خوف تھا کہ تمام ممالک بغاوتون کی وجہ سے آخر کار ایک تاجدار کے زیر حکومت آجائین گے۔ لیکن اگر یہ تقسیم مستقل ہو گئی، تو اس سے وہ سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی جو اب تک متحد رہی تھی۔

گیٹا کا قتل ۲۷ فروری سنہ ۲۱۲ عیسوی

اگر اس صلحنامہ کو فریقین منظور کر لیتے تو نتیجہ یہ ہوتا کہ یوروپ کا تاجدار کیر اکولا اپنے چھوٹے بھائی کی ایشیائی سلطنت پر حملہ کر کے اس پر پھر قابض ہو جاتا لیکن کیر اکولا ایک بڑے گناہ کا مرتکب ہوا اور نہایت آسانی سے فریق ثانی پر غالب آگیا۔ وہ مکاری سے اپنی ماں کی درخواست کو سنا کیا اور اس پر آمادہ ہو گیا کہ ماں کے کمرہ مین اپنے چھوٹے بھائی سے ملاقات کرونگا اور وہان صلح اور اتحاد کے شرائط طے کرونگا۔ جب دونون بھائی ماں کے کمرہ مین گفتگو کر رہے تھے تو چند صوبہ دار جو کمرہ مین پوشیدہ تھے ننگی تلوارین لے کر نکل پڑے اور بیچارے گیٹا کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ افسردہ دل ماں نے بیٹے کو اپنے سینے سے لگا کر بچانا چاہا لیکن اس کشمکش کی حالت مین اسکا ہاتھ بھی زخمی ہوا اور نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ وہ سر سے پیر تک اپنے سب سے چھوٹے بیٹے کے خون مین نہا گئی۔ اور اُس نے دیناری حرص و طمع کا وہ منظر دیکھا کہ بڑا بھائی قاتلون کو جوش دلا کر چھوٹے بھائی کے قتل پر آمادہ کر رہا ہی۔ جب اس سے فراغت ہو گئی تو کیر اکولا خوفزدہ ہو کر اپنے محافظون کے کیمپ مین جلدی سے چلا گیا۔ کیونکہ اسی مقام کو وہ سب سے زیادہ محفوظ خیال کرتا تھا۔ اور محافظ دیوتاؤن کی مورتون کے روبرو سجدہ ہو گیا۔ سپاہیون نے اسکو اٹھانے اور اطمینان دلانے کی کوشش کی۔ اُس نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ مین اُنسے کہا کہ مین اسے اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہون کہ وہان سے زندہ سلامت نکل آیا۔ لیکن اب بھی مین بہت خطرہ مین ہون۔ اُس نے کنایۃً یہ بھی کہا مین نے اپنے دشمن کی تدبیرون کو کارگر نہین ہونے دیا اور بالاعلان کہا کہ مین اپنے سپاہیون کے ساتھ زندہ رہونگا اور انھین کے ساتھ مرونگا۔ گیٹا کے طرفدار فوج مین بہت تھے لیکن شکایت فضول اور انتقام خوفناک تھا اور علاوہ اس کے وہ سویرس جیسے شخص کے بیٹے کی عزت بھی کرتے تھے۔ فوج کے سپاہی کچھ چین بر جبین ہوئے اور پھر خاموش ہو گئے۔ کیر اکولا نے اپنے فعل کو منصفانہ قرار دینے کے لئے خزانہ مین سے ایک کثیر رقم تقسیم کرادی۔ اسکی حفاظت اور طاقت کے لئے سپاہ کے اصلی خیالات اور جذبات کا اسکے موافق ہونا بہت ضروری تھا جب سپاہ نے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا تو مجلس ملکی

بھی. کیراکولا طرفداری کی اور اس سے معلوم ہوگیا کہ وہ موجودہ تاجدار کی وفادار ہی۔ یہ مجلس ہمیشہ سے اُس شخص کی خوشامد کرتی رہتی تھی، جسکا زمانہ عروج ہوتا تھا. لیکن چونکہ کیراکولا اپنی طرف سے عوام کے دلون مین نفرت کے جذبات نہین برانگیختہ کرنا چاہتا تھا اس لئے شروع مین گیٹا کا نام عزت سے لیا جاتا تھا۔ اور اسکی تجہیز و تکفین کا اہتمام اُسی طرح کیا گیا۔ جس طرح رومن شاہنشاہون کا ہوتا تھا۔ بعد مین آنے والی نسلون نے اسکی بدقسمتی پر افسوس کیا اور برائیون پر پردہ ڈال دیا ہم سمجھتے ہین کہ نوجوان شہزادہ بیگناہ اپنے بھائی کی حرص و طمع کا شکار ہوا۔ لیکن اس بات کو ہم نظر انداز کر دیتے ہین کہ وہ خود کمزور طبیعت کا تھا اور اس مین یہ صلاحیت نہ تھی کہ وہ خود انتقام اور قتل کی کوشش کرتا۔

کیراکولا کا افسوس اور اُسکے مظالم

کیراکولا کو اپنے گناہ کی سخت سزا ملی اس کا ضمیر ہمیشہ اسے ملامت کرتا رہتا تھا نہ امور سلطنت مین مشغولیت سے نہ عیش و عشرت مین وقت گذارنے سے اور نہ چاپلوسی کی باتون سے اُسکے دل کو آرام ملتا تھا۔ اسکا دماغ ہمیشہ پریشان رہتا تھا اور اُس نے خود کہا کہ مین اپنی پریشان خیالی مین اکثر اپنے باپ اور بھائی کو دیکھتا ہون کہ وہ زندہ ہوگئے ہین اور مجھے ڈراتے دھمکاتے ہین ممکن ہو کہ اپنے گناہ کے احساس کی وجہ سے وہ اپنے عمدہ طرز حکومت سے دنیا کو یقین دلانا چاہتا تھا کہ مین نے بھائی کا خون مجبوراً کیا ہی. لیکن کیراکولا نے اپنی شرمندگی کی وجہ سے ہر اُس چیز کو مٹا دینا چاہا جو اُسے اُسکے گناہ کا خیال دلاتی تھی اور جس سے مقتول بھائی کی یاد تازہ ہوجاتی تھی. جب وہ مجلس ملکی سے محل مین واپس آیا تو دیکھا کہ مان دوسری شریف عورتون کے ساتھ اپنے چھوٹے بیٹے کی بدقسمتی پر زار زار رو رہی ہے. شاہنشاہ نے اُسکو دھمکایا کہ تم لوگ رونا دھونا موقوف کرو ورنہ سب کو اسی وقت قتل کرا دونگا. اور اُس نے فیڈلا کے قتل کا حکم بھی دیدیا. یہ عورت، شاہنشاہ مارکس کی بیٹی اور اسکی آخری یادگار تھی. یہانتک کہ دلشکستہ جولیا بھی گریہ و زاری موقوف کرنے اور قاتل سے خوشی اور مسرت سے ملنے پر مجبور ہوگئی. خیال کیا جاتا ہے کہ اِن تمام مردون اور عورتون کی جن کے متعلق یہ ذرا بھی شک تھا کہ وہ گیٹا کے دوست ہین اور بسبب موت کے گھاٹ اُتارے گئے، مجموعی تعداد بیس ہزار ہی. گیٹا کے محافظ، آزاد شدہ لوگ، امور سلطنت کے وزرا، یا دوست، یہانتک کہ وہ لوگ بھی جو اسکی بدولت فوج یا صوبجات کے کسی عہدہ پر ممتاز ہوئے تھے اور وہ لوگ بھی جو اُنکے متعلقین تھے سب کے سب قتل کئے گئے. یہانتک کہ وہ لوگ بھی نہ بچ سکے جنھون نے گیٹا سے کبھی خط و کتابت کی تھی یا جو اُس کی موت پر متاسف تھے یا جنکی زبان پر اس کا نام آجاتا تھا۔ ہلویس پرٹینکس جس کے باپ کا بھی یہی نام تھا، ایک بے موقع مذاق کرنے سے قتل کیا گیا. تھریسیا پرسکس کا یہ جرم کافی خیال کیا گیا کہ وہ ایک ایسے خاندان سے ہی جس کے لوگون مین پشتہا پشت سے آزاد پسندی پائی جاتی ہے. تہمت اور شکوک کی خاص خاص وجوہات آخرکار ختم ہوگئے. اور لوگ محض اس بنا پر اب قتل نہ ہوتے تھے لیکن اگر مجلس ملکی کے کسی فرد پر یہ جرم لگایا جاتا کہ وہ سلطنت کا باطنی دشمن ہی تو اسکے خلاف محض دولتمند اور اچھے اخلاق کا آدمی ہونا ہی کافی ثبوت

سمجھا جاتا تھا- اس اصول پر کرکیولا کو پورا یقین تھا اور اسی بنا پر اکثر آدمی تہ تیغ کیے جاتے تھے۔

پے پینین کی وفات

بیگناہ بڑی تعداد مین قتل کیے جاتے تھے اور اُنکے عزیز و دوست چھپ چھپکے اُنکی موت پر آنسو بہاتے تھے۔ جب پے پینین جو محافظ دستہ کا افسر تھا قتل کیا گیا تو عام طور پر اس کی صف ماتم بچھائی گئی۔ سویرس کے عہد حکومت کے آخری سات برسون مین یہ شخص سلطنت کے سب سے زیادہ اہم عہدہ پر قابض رہ چکا تھا- اور اپنے مفید اثر سے شہنشاہ کو ہمیشہ انصاف اور اعتدال کے رستہ پر چلنے کی ترغیب دیتا تھا- چونکہ سویرس کو اس شخص کے اخلاق حسنہ اور اسکی دماغی قابلیت کا پورا یقین تھا اسوجہ سے اُس نے مرتے دم پے پینین کو ہدایت کی تھی کر دیکھو شاہی خاندان کو نا اتفاقی اور زوال کے صدمات سے بچائے رکھنا۔ کیر اکولا اپنے باپ کے وزیر سے ابتدا ہی سے نفرت کرتا تھا اور اسکی محنت و کوشش کے عوض خوش ہونا تو در کنار، اور اسکی طرف سے برابر بدظن ہوتا گیا- گیٹا کے قتل کے بعد پے پینین کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی تمام عقل و رقوت گویائی کو خرچ کرکے ایک معذرت نامہ پیش کرے۔ حکیم سینکا نے بھی اس قسم کی ایک تحریر اگریپنا کے قاتل کے بیٹے کے لیے تیار کرنا منظور کیا تھا- لیکن پے پینین نے اسکا جواب یہ دیا کہ عزیزون کو موت کے گھاٹ اُتار دینا، اس فعل کو قرین انصاف ثابت کر دینے سے زیادہ آسان ہو- اس موقع پر پے پینین نے اپنی عزت کے مقابلہ مین اپنی جان کی پرواہ نہین کی- دربار کی سازشون مین رہنے مختلف کامون کے تجربون اور اپنے پیشہ کی کاٹ بھانس مین رہنے کے بعد بھی اُس کے اخلاق مین کوئی فرق نہ آیا- پے پینین کی تصنیفات اور بحیثیت ایک وکیل کے اسکی شہرت جو رومیون کے زمانہ مین برابر قائم رہی اور دیگر کام جو اُس نے انجام دیئے، سب سے اسکی شہرت کو کوئی خاص ترقی نہین ہوئی بلکہ اُس کے اخلاق ایسے تھے جنھون نے پے پینین کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے ہین۔

اسکے مظالم کے دایرہ کا تمام سلطنت پر محیط ہونا

رومیون کے یہان یہ خیال ایک عرصہ سے چلا آتا تھا کہ بُرے سے بُرے وقت مین بھی کم از کم ایک یہ بات اطمینان بخش ہوتی ہو کہ شاہنشاہ بھلائیان زیادہ اور برائیان کم کرتا ہو- آگسٹس، ٹراجن، ہیڈرین، اور مارکس سب لوگون نے اپنے اپنے زمانے مین وسیع سلطنت کا خود معاینہ کیا تھا اور جہان جہان وہ جاتے تھے وہان کوئی نہ کوئی ایسا کام ضرور کر جاتے۔ جس سے اُنکی فہم و فراست کا پتہ چلتا اور عوام کو فائدہ پہونچتا جو تاجدار مثل ٹائبیریس، نیرو، اور ڈامیشین کے ظالم تھے اور روم یا اُس پاس کے دیہات مین رہتے تھے۔ اُنکے مظالم کے شکار صرف وہی لوگ ہوتے تھے۔ جو مجلس ملکی مین شریک ہوتے تھے یا جن کا تعلق اسپ خانہ سے ہوتا تھا- لیکن کیر اکولا تو بنی نوع انسان کا دشمن تھا۔ گیٹا کے قتل کے ایک سال بعد وہ دار الحکومت سے روانہ ہوا اور اپنی زندگی مین پھر واپس نہ آیا- اس کا بقیہ عہد حکومت مختلف صوبجات خاصکر مشرقی ممالک مین بسر ہوا اور باری باری سے وہ جس صوبہ مین گیا۔ وہ صوبہ مظالم کا شکار ہوتا گیا مجلس ملکی

کے ممبرون نے اسکی تلون مزاجی سے بچنے کی یہ تدبیر کی کہ بہت کچھ اخراجات کرکے وہ اسکی خوشنودی مزاج کیلئے ہر کوئی دلچسپی کا سامان مہیا کرتے لیکن کیرا کولا حقارت سے اسے اپنے محافظ سپاہیون کے لئے چھوڑ دیتا۔ صرف اُس کیلئے ہر شہر مین شاندار محل اور بارونق تھیٹر تیار کیے گئے۔ لیکن یا تو اُس نے وہان قدم نہ رکھا اور یا حکم دے دیا کہ وہ فوراً مسمار کردیئے جائین۔ نہایت دولتمند خاندانون پر جرمانے ہوتے اور اُنکی جائدادین ضبط ہوجاتین۔ اس طرح اکثر خاندان تباہ ہوگئے رعایا کی یہ حالت تھی کہ وہ محصولون کی زیادتی کی بدولت لسی جاتی تھی۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ اُن وہان کے زمانہ مین کسی ذراسی بات پر بگڑ کر اُس نے اسکندریہ مین قتل عام کا حکم نافذ کر دیا۔ سراپس کے محفوظ مندر مین ٹھہر کر وہ کئی ہزار باشندون کے قتل کا تماشہ دیکھتا اور وہین سے احکام نافذ کرتا رہا۔ ان مصیبت زدون مین اکثر غیر مقامات کے بھی باشندے تھے۔ لیکن ان بدقسمتون کی تعداد اور جرمون مین کوئی امتیاز نہین کیا گیا۔ اور شہنشاہ نے مجلس ملکی مین آکر نہایت اطمینان سے کہا کہ اسکندریہ کے تمام لوگ جو قتل کر دیئے گئے ہین اور جو بھاگ گئے ہین وہ سب کے سب مجرم تھے

انتظام مین خلل واقع ہونا

سویرس نے جو عقلمندانہ تعلیم دی تھی اس کا اثر مطلق کیرا کولا پر نہ پڑا۔ بیٹے مین تخئیل اور فصاحت تھی لیکن قوتِ فیصلہ اور رحم اُسے چھو بھی نہ گیا تھا۔ صرف ایک خوفناک مقولہ جو ایک ظالم کے شان شایان بھی تھا کیرا کولا کو یاد تھا اور اس کا اسنے بہت بُرا استعمال کیا تھا۔ وہ مقولہ یہ تھا کہ سپاہ کی ہر دلعزیزی حاصل ہے اور باقی تمام سلطنت کی کوئی حقیقت نہین۔ سویرس جو فیاضی کرتا تھا۔ وہ عقلمندی سے اور ہاتھ روک کر۔ اور وہ سپاہ کے ساتھ جو رعایت کرتا تھا وہ اپنا اختیارات اور مرتبہ کو قائم رکھتے ہوئے۔ بیٹے نے نہایت بے پروائی سے سخاوت شروع کی اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ سلطنت اور فوج دونون کی تباہی و بربادی مسلم ہوگئی سپاہیون کی بہادری جسکو کیمپ کے فوجی انتظام کی وجہ سے قائم رہنا چاہیئے تھا شہرون کی عیش پرستیون کی نذر ہوگئی۔ اُنکی تنخواہون مین بڑے بڑے اضافون اور تحفہ تحائف کی وجہ سے سلطنت کا خزانہ خالی ہوگیا اور فوج کے افسر اور سپاہی امیر کبیر بن گئے۔ حالانکہ قابل و قعت افلاس ہی وہ چیز ہی جس سے صلح کے زمانہ مین فوجی لوگ سلیم الطبع رہ سکتے اور جنگ کے زمانہ مین کارآمد ثابت ہوسکتے ہین۔ کیرا کولا کا انداز متکبرانہ تھا۔ لیکن وہ جب سپاہیون کے ساتھ ہوتا تو اپنی عزت و مرتبہ کو بھی بھول جاتا۔ اُنکو ہمت دلاتا کہ وہ غیر مہذب طریقہ سے میل جول بڑھائین اور ایک سپہ سالار کے ضروری فرائض کو بھول کر خود لباس اور طریق نشست و برخاست مین معمولی سپاہیون کی نقل کرتا۔

کیرا کولا کا قتل
۸ مارچ ۲۱۷ء

کیرا کولا کی سی طبیعت رکھنے والے اور اس کے سے افعال والے آدمی کی نہ کوئی قدر و منزلت کر سکتا ہے اور نہ اُس سے کسی کو محبت ہی ہوسکتی ہے۔ لیکن جبتک اُس کی مذموم عادتون سے سپاہ کو فائدے ہوتے رہے، اسکو بغاوت کا خطرہ نہ پیش آیا۔ لیکن

خفیہ سازش جس کی بنا خود اُسکے حسد پر تھی، اسکے لئے خطرناک ثابت ہوئی۔ محافظ دستہ کی سرداری دو وزیرون مین منقسم تھی۔ فوجی صیغہ کا تعلق اڈونٹس سے تھا اس شخص کو بہ نسبت قابلیت کے جنگ کا تجربہ زیادہ تھا۔ محکمہ ملکی کے تمام کامون کو آپلیس میکرینس انجام دیتا تھا۔ اس شخص نے اپنی محنت اور اپنے عمدہ اخلاق کی بدولت اس مرتبہ تک ترقی کی تھی۔ لیکن وہ جدھر شہنشاہ کا رخ دیکھتا ویسا ہی کام کرتا۔ کیونکہ ذراسے شبہ پر یا نہایت معمولی واقعہ پر اسکی جان جاسکتی تھی۔ افریقہ کے ایک شخص نے جو علم نجوم مین بہت مہارت رکھتا تھا۔ بدخواہی یا اپنے عقیدہ کی سختی کی وجہ سے یہ پیشین گوئی کی میکرینس اور اس کا بیٹا روم کے تاج و تخت کے مالک ہونگے۔ یہ خبر اس صوبہ مین پھیلی اور جب یہ شخص پا بزنجیر روم مین لایا گیا تو وہ سردار شہر کے سامنے بھی اپنی پیشینگوئی پر سختی سے قائم رہا۔ اس مجسٹریٹ نے جس کو حکم ملا تھا کہ تم جلد سے جلد شہنشاہ کے جانشین کے متعلق حالات دریافت کر کے اطلاع دو۔ افریقہ کے منجم سے سب باتین معلوم کین اور تب دربار کو پوری کیفیت سے اطلاع دی اس موقعہ پر شہنشاہ معہ اپنے تمام درباریون کے شام مین مقیم تھا۔ حکومت کے قاصدون نے سخت کوشش کی کہ یہ خبر سب سے پہلے شہنشاہ کو پہونچے لیکن میکرینس کے ایک دوست نے کسی نہ کسی طرح اُسے اس خطرہ کی اطلاع پیشتر ہی سے کردی۔ شہنشاہ کو روم سے آیا ہوا خط اس وقت ملا جب وہ گاڑیون کی ایک دوڑ مین مصروف تھا۔ اس نے وہ خط بغیر کھولے ہوئے محافظ دستہ کے افسر کے حوالہ کیا۔ اور حکم دیا کہ معمولی باتون کو تم خود انجام دینا اور اگر اس مین کوئی خاص بات ہو تو اُس کی اطلاع مجھے دینا۔ میکرینس نے اس خط مین اپنا نوشتہ تقدیر پڑھا اور تہیہ کر لیا کہ مین کبھی نہ کسی طرح اس مصیبت سے بچون گا۔ اکثر سردار شہنشاہ سے بددل تھے۔ ان کو میکرینس نے اور اُبھارا اور مارشیالِس کو جسے متصدی کا منصب نہ ملا تھا اور جو ایک خوفناک سپاہی تھا، اس پر آمادہ کیا کہ وہ شاہنشاہ کا خاتمہ کردے۔ کیراکالا اپنے جوش عقیدت مین اس بات پر تیار ہوا کہ ایڈیسا سے مین چاند کے مشہور مندر واقع کرہی کی زیارت کی غرض سے روانہ ہون۔ شہنشاہ کے ساتھ چند سوار تھے۔ لیکن یہ لوگ سڑک پر کسی وجہ سے رُک گئے اور شہنشاہ کے ہمراہ اسکی عزت کے خیال سے دور دور چلتے رہے عین اسی موقع پر ارشیالیس اس کے قریب گیا۔ اور اس طرح گیا۔ گویا کہ وہ کسی خدمت کو انجام دینا چاہتا تھا۔ قریب پہونچکر اس نے خنجر سے شہنشاہ کا کام تمام کردیا۔ لیکن فوراً ہی شاہی دستہ کے ایک سیتھین تیرانداز نے اس بہادر قاتل کو شہنشاہ کے برابر بستر مرگ پر لٹا دیا۔ کیراکالا جس کی زندگی انسانی فطرت کے لئے باعث شرم تھی، اس طرح خاتمہ ہوگیا۔ اس کے عہد حکومت مین رومیون کا پیمانہ صبر لبریز ہوچکا تھا۔ وفادار سپاہی، اپنے شاہنشاہ کی برائیون کو بھول گئے۔ لیکن اُنکو اسکی فیاضی یاد رہی۔ انھون نے مجلس ملکی کو مجبور کیا کہ وہ اپنی عزت و حرمت کا خون کر کے اسکو دیوتاؤن کی صف مین جگہ دے اپنی زندگی مین کیراکالا سکندر اعظم ہی کو ایسا بہادر سمجھتا تھا جو قابل وقعت تھا

سکندر اعظم کی پیروی

کیراکالا نے اسکندر اعظم کا نام اور اُس کا نشان

اختیار کیا، مقدونیہ کے سپاہیون کا ایک دستہ بنایا، اور ارسطو کے ماننے والون کو خوب ستایا۔ اُس نے جھجھو اپنے کے ساتھ اپنی اس دلچسپی کا اظہار کیا جو اُسے فتح سے باقی تھی۔ ہم دیکھتے ہین کہ ناروا کی لڑائی اور پولینڈ کی فتح کے بعد چارلس دوازدہم اس بات کا فخر کرسکتا تھا کہ مین سکندر اعظم کی طرح بہادر ہون اور شان و شوکت مین کسی طرح اُس سے کم نہین ہون حالانکہ چارلس دوازدہم مین وہ عمدہ باتین نہ تھین۔ جو فلپ کے بیٹے مین تھین یہ سب تھا لیکن کیراکالا نے اپنی تمام زندگی مین کوئی کام بھی ایسا نہین کیا جس مین اور اسکندر اعظم کے کامون مین ذرا بھی مناسبت ہوتی۔ ہان اگر کوئی بات دونون کے یہان برابر کی نظر آتی ہو تو یہ کہ اُس نے بھی سکندر کی طرح اپنے اور اپنے باپ کے سیکڑون دوستون اور بہی خواہون کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

میکرینس کا انتخاب اور اسکے عادات و اطوار

جب سویرس کو خاندان کا کوئی والی وارث باقی نہ رہا۔ تو تین روز تک روم کا تخت خالی رہا۔ مجلس ملکی موقع پر موجود نہ تھی اور کمزوری کی وجہ سے کوئی اسکی پرواہ نہ کرتا تھا۔ اب سارا دارومدار سپاہ کے فیصلہ پر تھا اور تین دن تک سپاہ نے کشمکش کی حالت مین کوئی فیصلہ نہین کیا۔ وجہ یہ تھی کہ کوئی شریف النسل شخص موجود نہ تھا جو اپنی خاندانی عزت اور ذاتی قابلیت سے انکی محبت کو حاصل کرسکتا اور اُسنکے معاملات کو سلجھا سکتا۔ سب سے زیادہ محافظ دستہ کی رائے کی وقعت تھی اور اس وجہ سے انکے سردارون ہی کو کچھ امید ہوئی۔ اور انکے وزرا اب اپنا اپنا قانونی حق تخت و تاج لئے جتانے لگے۔ سب سے معزز سردار۔ ایڈونیٹس کو اپنی ضعیفی اور کمزوری کا احساس تھا۔ وہ جانتا تھا کہ مین نہ زیادہ مشہور ہون اور نہ مجھ مین کوئی خاص قابلیت ہو، اُس نے اس عہدہ کو قبول کرنا منظور نہ کیا۔ اب اس کے ساتھی۔ میکرینس کی بن آئی۔ میکرینس نے بظاہر کیراکالا کے مرنے کا ایسا رنج کیا کہ کسی کو ایسا شبہ تک نہ ہوا کہ وہی اپنے آقا کی موت کا باعث ہی۔ سپاہ نہ اسکی عزت کرتی تھی نہ اس سے محبت اُنھون نے چارون طرف نظر دوڑائی کہ کوئی دوسرا امیدوار اُس کے مقابلہ مین پیش کرین لیکن جب کوئی شخص اس قابل نہ نظر آیا۔ اور میکرینس نے بڑی بڑی رقمون اور رعایتون کا وعدہ کیا تو سپاہ بھی راضی ہوگئی۔ میکرینس کو تخت پر بیٹھے ابھی زیادہ عرصہ نہین ہوا تھا کہ اُس نے اپنے بیٹے ڈایاڈومی نائنس کو جسکی عمر صرف دس برس کی تھی شاہنشاہی کا خطاب عنایت کیا۔ میکرینس نے یہ خیال کیا کہ لڑکے کے حُسن اور اس جشن کی خوشی مین میری فیاضی کی وجہ سے فوج بالکل راضی ہوجائے گی اور میرے خاندان کے لئے سلطنت بالکل محفوظ ہوجائیگی۔

مجلس ملکی کی ناراضی

جب تہار صوبجات اور مجلس ملکی نے خوشی خوشی نئے تاجدار کا خیر مقدم کیا تو اُس کی طاقت بالکل مستحکم ہوگئی۔ لوگون کو کیراکالا سے نجات پانے سے بڑی خوشی تھی اور اُنھون نے اس خوشی مین اُس کے جانشین کی عادات کا اندازہ کرنا فضول خیال کیا۔ لیکن جب خوشی و حیرت کا

جوش ذرا کم ہوا تو انھون نے میکرینس کے عادات کا سختی سے اندازہ لگانا اور سپاہ کی عجلت پر اظہار ناپسندیدگی شروع کیا۔ اب تک نظام سلطنت کا کلیہ یہ سمجھا جاتا تھا کہ شہنشاہ کا انتخاب مجلس ملکی کیا کرے اور چونکہ شہنشاہ کی طاقت کل مجلس کو حاصل نہین ہو اسلئے ایک شخص اس فرض کو انجام دے لیکن دقت یہ تھی کہ میکرینس مجلس ملکی کا کارکن نہ تھا۔ محافظ فوج کے سردار دفعۃً یکبارگی اتنی ترقی ہو جانے سے لوگون کو صاف نظر آنے لگا کہ ابتدا مین ان کا کیا مرتبہ تھا۔ ایک دوسری دقت یہ تھی کہ اب تک شہسوارون کو یہی مرتبہ حاصل تھا اور لیکن مجلس ملکی کے افراد کی جان و مال پر پورا اختیار تھا۔ اب ایک عام ناراضگی کی لہر پیدا ہوئی کہ ایک ایسا شخص تخت و تاج پر قابض ہو گیا ہو جو نہ عالیخاندان ہو اور نہ جس نے کوئی کارنمایان کیا ہو۔ حالانکہ مجلس ملکی کے کسی خاص شخص کو تخت ملنا چاہئے تھا جو ذاتی اور خاندانی دونون حیثیون سے اس کا اہل بھی ہو۔ جب برہمی کی ہوا چلی اور لوگون نے میکرینس کے اخلاق کی جانچ شروع کی تو اُسمین بہت کمزوریان اور خرابیان نظر آئین۔ یہی خرابیان اسکے انتخاب وزرا مین بھی پائی گئین۔ لوگون کو چونکہ اطمینان نہ تھا اس وجہ سے اسکی نرمی و سختی دونون پر اعتراضات کی بوچھار ہونے لگی۔

فوج کی حالت

اپنی بے انتہا طمع کی بدولت میکرینس اس بلندی پر پہونچ گیا جہان اُس کے قدم مشکل سے جم سکتے تھے اور جہان سے سوائے بربادی کے کسی دوسری طرح ہٹنا ناممکن تھا۔ وہ دربار کے طریقے خوب جانتا تھا اور ملکی معاملات مین اُسے کافی دخل تھا۔ لیکن جب غیر مہذب اور غیر منتظم عوام سے جن پر اب وہ حاکم ہو گیا تھا۔ اُسے سابقہ پڑا تو اُسے بہت خوف معلوم ہوا کہ لوگ میری فوجی قابلیت سے نفرت کرتے ہین اور میری بہادری مین انھین شک ہے۔ ایک موقع پر کیمپ مین بہت ڈھیرے ڈھیرے لوگ ایک دوسرے سے باتین کر رہے تھے۔ اُس سے سب کو معلوم ہو گیا کہ متوفی شہنشاہ کیونکر قتل کیا گیا تھا۔ اور جس بنا پر کیراکالا قتل ہوا تھا اُس سے جرم اور زیادہ سنگین سمجھا گیا۔ اور لوگون مین منافرت کے جذبات بھڑک اٹھے۔ سپاہ کو مخالف بنانے اور اپنی تباہی بلانے مین صرف اتنی کسر تھی کہ میکرینس اصلاحات کا سلسلہ شروع کر دے۔ قسمت کی خوبی کہ مجبوراً میکرینس کو اصلاحات کی طرف توجہ کرنی پڑی۔ کیراکالا کی فضول خرچیون سے تمام انتظام درہم برہم ہو رہا تھا۔ اور اگر اُس مین سمجھنے کی ذرا بھی صلاحیت ہوتی تو فوراً اُسے اپنے طرز عمل کی وجہ سے جو نتائج ہونیوالے تھے انکا اور اُن دقتون اور مصیبتون کا علم ہو جاتا جو اسکے جانشینون کو پیش آنے والی تھین۔ اور وہ اس خیال سے خوش ہو سکتا تھا۔

میکرینس فوج کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے

میکرینس نے ضروری اصلاحون کی طرف نہایت عقلمندی سے قدم بڑھایا اور یقیناً اس طریقہ سے بہت آسانی سے

اور بغیر فوری تبدیلیون کے روحی سپاہ کے دلون مین پھر اگلی سی شجاعت وبہادری کا دریا موجزن ہو جاتا۔ اسنے مجبوراً اُن سپاہیون کے ساتھ جو پیشتر سے ملازم تھے تمام رعایتون کو قائم رکھا جسکی ابتدا کیر اکالا کے زمانے مین ہوئی تھی اور انکی تنخواہین بھی لمبی لمبی رہنے دین۔ لیکن اب جو سپاہی بھرتی کئے جاتے تھے انکو نسبتاً کم لیکن سویرس کے وقت کی تنخواہ دی جاتی تھی۔ جو بہت کافی تھی۔ اس طرح یہ سپاہی رفتہ رفتہ فرمانبردار ہوتے گئے لیکن اس مفید اور عقلمندانہ اصلاح کی تجویز مین اس سے ایک بڑی فاش غلطی ہوئی۔ وہ غلطی یہ تھی کہ اس بڑی فوج کو جسے کیر اکالا نے مشرق مین جمع کیا تھا، میکرینس نے فوراً مختلف صوبجات مین منقسم نہین کردیا بلکہ تاجپوشی کے بعد فوج نے پورا موسم سرما ملک شام ہی مین گذارا یہ سپاہی بیکار رہتے تھے اور عیش وعشرت کے مزے لیتے تھے انھون نے اپنی تعداد کا اندازہ کیا، اپنی شکایات کو پیش کیا اور اُن فوائد کا لحاظ کرکے جو انھین حاصل ہوسکتے تھے، ایک نئے انقلاب کا خواب دیکھنے لگے۔ یہ تجربہ کار سپاہی بجائے اسکے کہ شہنشاہ کی ابتدائی کارروائی سے اور اپنا مقابلہ نئے سپاہیون سے کرکے اور اپنی حالت کو انسے بہتر پاکر خوش ہوتے، بہت خوفزدہ ہوئے اور سمجھ گئے کہ آئندہ کیا پیش آنے والا ہے۔ بھرتی ہونے والے سپاہی بھی ملازمت سے خوش نہ تھے۔ کیونکہ انکو محنت زیادہ کرنا پڑتی تھی اور تنخواہ کم ملتی تھی اور اصلی وجہ وہ یہ قرار دیتے تھے کہ تاجدار طامع ہے اور خود جنگجو نہین ہے۔ ابتدا مین تو فوج صرف بددل ہی تھی لیکن اب سپاہیون کی باتون مین گستاخی کی شان پیدا ہوئی اور رفتہ رفتہ انقلاب کی آوازین سنائی دینے لگین مختلف مقامات پر بلوے ہوئے۔ جس سے صاف ظاہر تھا کہ لوگ حکومت سے نہ مطمئن ہین اور نہ اُسے پسند کرتے ہین اور یہ بھی پتہ چلتا تھا کہ وہ صرف موقع کے منتظر ہین اور جب یہ موقع ملجائیگا تو ہر طرف سے بغاوت کے شعلے بھڑکنے لگین گے معاملہ تیار تھا ہی، ایسا موقع بھی جلد آگیا۔

شہنشاہ بیگم جولیا کی موت۔ الاگابلس جسکا پہلا نام بستیانس ورانٹونیو تھا، اسکی تعلیم، اسکی بناوٹ، اور آخری بغاوت

شہنشاہ بیگم جولیا دنیا کا نشیب وفراز دیکھ چکی تھی پہلے وہ ایک معمولی درجہ کی عورت تھی، پھر قدرت نے اُسے عزت کی مسند پر بٹھایا لیکن یہان بھی اُسے سوائے تکلیف کے اور کچھ حاصل نہ ہوا، فرق دونون حالتون مین یہ تھا کہ خوش حالی کے زمانے مین اسکو زیادہ مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کی قسمت مین یہ لکھا تھا کہ وہ اپنے ایک بیٹے کی موت اور دوسرے کی زندگی پر آنسو بہائے۔ گو کیر اکالا کے حالات سے اُسے پیشتر ہی معلوم ہو گیا ہوگا کہ نتیجہ کیا ہونے والا ہے۔ لیکن جب کیر اکالا کی قسمت نے پلٹا کھایا تو اس کے مادرانہ جذبات بیدار ہوگئے اور اس کو احساس ہونے لگا کہ مین کس درجہ کی عورت ہون اور گو میکرینس نے اُسکے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کیا۔ لیکن پھر بھی اب وہ اسکی رعایا تھی۔ اس احساس کا اثر اسقدر زیادہ ہوا کہ اس نے خودکشی کرلی اور میکرینس کی دستگیری سے آزاد ہوگئی۔ اس واقعہ کے بعد اُس کی بہن جولیا میزا کو حکم ملا کہ تم دربار سے

علیحدہ ہو جاؤ اور مقام اینٹگ سے باہر چلی جاؤ۔ وہ مقام امیسا پر اپنی تمام دولت جو بیس برس میں تاجدارون کے عطیات سے جمع ہوئی تھی لے کر چلی گئی اور اپنے ساتھ اپنی دونون بیٹیون سیمیاس اور میمیا کو بھی لے گئی۔ یہ دونون بیٹیان بیوہ تھین اور انکے ایک ایک اکلوتا لڑکا تھا بیسینانش کی بابت جو سومیاس کا بیٹا تھا ابتدا سے یہ منت مانی گئی تھی کہ وہ سورج دیوتا کا سب سے بڑا پجاری بنایا جائے گا اس جگہ کو خواہ اُس نے عقلمندی سے قبول کیا یا اپنی ضعیف الاعتقادی سے بہرحال یہی وہ چیز تھی جسکی بدولت سیریا کا ایک نوجوان رومیون کی وسیع حکومت کا مالک بن بیٹھا۔ امیسا مین ایک کثیر التعداد فوج پڑی ہوئی تھی۔ اور چونکہ میکرینس نے نظام کو قائم رکھنے کی غرض سے یہ احکام صادر کر دیئے تھے کہ تمام فوج سردی کا زمانہ کیمپ مین بسر کرے اس لئے وہ اپنی اس مصیبت کا اُس سے انتقام لینا چاہتے تھے وہ سپاہی جو سورج دیوتا کے مندر مین بغرض عبادت آتے تھے، نوجوان پوجاری کی صاف پوشاک اور اسکی شکل کو عزت و مسرت کی نظرون سے دیکھتے تھے۔ اُنکو اُسے دیکھکر کیرا کالا یاد آتا تھا یا کم از کم وہ کہتے تھے کہ ہمارے دلون مین اسکی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ چالاک میسا سپاہیون کی اس طرفداری کو خوب سے دیکھتی اور اُس کے دل مین امیدون کا ایک طوفان برپا ہو جاتا۔ اُس نے بغیر کسی غور و فکر کے پوتے کو حکومت کی کرسی پر بٹھانے کی اُمید مین اپنی بیٹی کی پاکدامنی کی شہرت کو قربان کر دیا اور اشارۃً یہ کہنا شروع کیا کہ ریسیانس، در اصل کیرا کالا کا بیٹا ہے اُس کے قاصدون نے خوب دل کھول کے فیاضی کی اور جن لوگون کو کسی قسم کا اعتراض وغیرہ تھا اُنکی زبانون پر سونے کی مہرین لگا دین۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگون نے اگر اس بات کو تسلیم نہین کیا کہ ریسیانس کیرا کالا کا بیٹا ہے تو اتنا تو مان ہی لیا کہ وہ بالکل اُس کے مشابہ ہے۔ امیسا مین جو فوجین تھین اُنھون نے نوجوان ریسیانس کی حکومت کا اعلان کر دیا۔ اور ریسیانس نے اپنا نام انٹونیو رکھکر، اُس کی تحریر کی اُس کی طرفدار افواج نے دعویٰ کیا کہ موروثی حکومت جائز وارث کو ملی اور ساتھ ہی دوسری افواج سے درخواست کہ تم لوگ بھی ہمارے نوجوان اور فیاض شہزادہ کے علم کے نیچے آکر ہمارا ساتھ دو ہمارا شاہزادہ اپنے باپ کا انتقام لینے کے لئے بالکل آمادہ اور فوجی مظالم کو نیست و نابود کرنے کے لئے تیار ہے۔

میکرینس کی شکست اور موت

ادھر تو عورتون اور خواجہ سراؤن نے ایک عقلمندانہ سازش کی اور اُدھر میکرینس بجائے اس کے کہ ایک زبردست فوج لے کر کمزور دشمن کو کچل دیتا، بدحواس ہو گیا۔ وہ کبھی انتہائی خوفزدہ ہو جاتا تھا اور کبھی حفاظت کی تدابیر کرنے لگتا تھا۔ اس وجہ سے وہ انیٹک سے باہر نہ نکل سکا۔ سیریا کی تمام چھاؤنیون مین بغاوت کی ایک عام ہوا چل گئی۔ یکے بعد دیگرے سپاہیون کے دستے اپنے اپنے افسرون کو قتل کر کے، باغیون سے جا ملے اور اُنھون نے اپنی پچھلی تنخواہ اور

دیگر فوائد کے اعادہ کا ذمہ دار میکرینس کی کمزوری کو قرار دیا۔ آخر کار میکرینس اس نئے دعویدار سلطنت سے
مقابلہ کرنے کی نیت سے جسکی افواج مین روز افزون ترقی ہوتی جاتی تھی، اینٹیک سے باہر نکلا اور اپنے محبوس
کیا کہ میرے سپاہی بددلی اور بے اعتنائی سے میدان جنگ مین داخل ہو رہے ہین۔ لیکن جب مقابلہ ہوا تو محافظ
دستہ کے سپاہیون نے بلا ارادہ اس جوش سے مقابلہ کیا جس سے ثابت ہو گیا کہ انکی بہادری اور انکا انتظام دشمنون
سے کہین بہتر ہی۔ باغیون کی صفین ٹوٹ گئین۔ لیکن عین اس موقع پر سیرین شاہزادے کی ماں اور دادی جو مشرقی
رسم کے موافق بندگاڑی مین میدان جنگ مین آئی ہوئی تھین۔ گاڑی سے نکل آئین اور سپاہیون کی رحمدلی کے جذبات
کو برانگیختہ کرکے انکی ہمت افزائی کرنے لگین۔ خود اینٹونینس نے جسنے اپنی تمام عمر کبھی داد شجاعت نہ دی تھی اپنی زندگی
کے اس نازک موقع پر بہادر سور ماؤن کا سا کام کیا۔ اسنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان سپاہیون کو جو ایک جگہ مجتمع
ہو گئے تھے ساتھ لیا اور ہاتھ مین تلوار لیکر دشمنون کی ان صفون پر ٹوٹ پڑا جہان زور زیادہ تھا۔ قاعدہ ہی کہ جب
قسمت ساتھ دیتی ہی تو خود بخود اس کے سامان بھی مہیا ہو جاتے ہین گنیستر خواجہ سرا نے جواب تک ایشیائی عیش پرستیون
کا سامان اور عورتون کی خبرگیری کرتا تھا۔ وہ وہ جوہر دکھائے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس مین ایک تجربہ کار سپہ سالار
کے صفات موجود ہین۔ ابھی لڑائی جاری تھی، اور فتح شکست کا کوئی فیصلہ نہ ہوا تھا۔ اور ممکن تھا کہ میدان میکرینس کے
ہاتھ رہتا لیکن اس نے اپنے پیر مین آپ کلہاڑی ماری اور میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا، اس بزدلی کی بدولت
وہ صرف چندہی روز اور دنیا کی ہوا کھا سکا۔ لیکن اس کی بدقسمتی پر بدنامی کی مہر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لگ گئی۔ یہ کہنا
ضروری نہین ہی کہ اسکے بیٹے۔ ڈایاڈومینیانس کی قسمت باپ کے ساتھ وابستہ تھی جیسے ہی محافظ دستہ کو یہ معلوم ہوا کہ
ہم ایک ایسے تاجدار کے لئے اپنا خون بہا رہے ہین جس نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہی تو انھون نے بھی فاتح کی اطاعت
قبول کر لی۔ رومی سپاہ کی دو مخالف جماعتین خوشی اور مسرت کے آنسو بہاتی ہوئی۔ کیراکولا کے فرضی بیٹے کے
جھنڈے تلے ایک دوسرے سے بغل گیر ہو گئین اور مشرقی ممالک نے نہایت خوشی سے ایک ایسے شاہزادہ کی
اطاعت قبول کی جسکی رگون مین ایشیائی خون موجود تھا۔

ایلاگابولس کا مجلس ملکی کو ایک خط لکھنا

میکرینس کے خطوط سے مجلس ملکی کو پتہ چلا کہ ایک چھوٹے دعویدار کی وجہ سے سیریا
مین کچھ فتنہ و فساد کے آثار نمایان ہو گئے ہین۔ اور یہ کہ اسکی نسبت یہ حکم صادر ہو چکا
ہے کہ وہ اور اسکے اہل خاندان سب ہمارے دشمن ہین۔ انہی خطوط سے یہ بھی معلوم
ہوا کہ باغی افسر کے ان پیروؤن سے جنھون نے غلطی سے اس کا ساتھ دیا ہی یہ وعدہ کیا گیا ہی کہ اگر وہ فوراً اس کا
ساتھ چھوڑ دین تو انکے قصور معاف کر دیئے جائینگے لیکن بیس دن کے قلیل عرصہ مین رومی دنیا کی قسمت کا
فیصلہ ہو گیا۔ اور یہی وقفہ اعلان جنگ اور فتح کے درمیان گذرا تھا دار السلطنت اور دیگر صوبجات مین خاص کر

مشرق کے صوبون مین لوگون کے دلون مین امید اور خوف کے جذبات سے ہیجان ہو رہا تھا۔ ان مقامات پر فسادات ہوتے تھے اور بیگناہون کا خون فضول بہایا جاتا تھا۔ اس وجہ سے سخت پریشانی اور سراسیمگی کی حالت تھی۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ لوگ جانتے تھے کہ سیریا مین جو اُمیدوار بھی کامیاب ہوگا وہی پوری سلطنت کا مالک ہوگا۔ فرمانبردار مجلس ملکی کو اس نوجوان فاتح نے جو مگر آمیز خطوط لکھے انمین اُس نے اپنی فتح کا حال تحریر کیا اور وعدہ کیا کہ مین نہایت اعتدال سے کام کرون گا اور اپنے افعال کو درست رکھون گا۔ مین اپنے طرز حکومت کی بنیاد مارکس اور آگسٹس کی شاندار مثالون پر رکھون گا اور بہت فخر کے ساتھ یہ تحریر کیا کہ دیکھو میری عمر اور میرے حالات بھی ویسے ہی ہین جیسے آگسٹس کے تھے اور آگسٹس نے بھی میری طرح ایک کامیاب جنگ سے اپنے باپ کے قتل کا انتقام لیا تھا۔ اینٹونینس کے بیٹے اور سویرس کے پوتے نے مارکس آریلیس انٹونینو کا طریقہ اختیار کیا اور اعلان کر دیا کہ سلطنت تو میرا موروثی حق ہے لیکن اس سے پیشتر کہ مجلس ملکی، حاکم فوجداری اور حاکم اعلیٰ کے اختیارات اُس کو عطا کرے، اُس نے ان اختیارات کو برتنا شروع کر دیا اور اس طرح عوام کے جذبات کی کی کوئی پرواہ نہ کی۔ یہ بات مصلحت اور رومن نظام حکومت کے بالکل خلاف تھی۔ اور اسکا سبب یا تو اس کے سیریا والے درباریون کی لاعلمی تھی اور یا اسکے فوجی سورماؤن کی وحشت آمیز لاپرواہی۔

ایلاگاباس کی تصویر نئے شاہنشاہ کو اپنی ذرا ذراسی دلچسپیون کا بہت خیال رہتا تھا اور عیش پرستیون کے انہماک کی بدولت اُسے سیریا سے اٹلی تک آتے آتے کئی مہینے لگ گئے۔ اپنے فتح کے بعد پہلا موسم سرما مقام نکومیڈیا پر گذارا۔ اور جبتک موسم گرما کا آغاز نہ ہولیا، اپنے دار السلطنت مین داخلہ ملتوی رکھا۔ اُس کے حکم سے اُس کی ایک تصویر جو بالکل اس کی صورت سے مشابہ تھی دارالسلطنت مین بھیجی گئی تاکہ وہ مجلس ملکی کے ایوان مین فتح کی قربانگاہ پر رکھی جائے۔ اور اس طرح رومیون کو معلوم ہوا کہ ہمارا آئیندہ شہنشاہ کی صورت کیسی ہے اور اس کے عادات و اطوار کیسے ہونگے۔ حالانکہ یہ تصویر نہایت پست درجہ کی تھی تصویر مین وہ ابنا ریشمی اور سنہرا پادریون والا لباس پہنے ہوئے تھا۔ میڈیا اور فونیشیا والون کی طرح یہ لباس ڈھیلا ڈھالا تھا۔ اس کے سر پر ایک بلند ٹوپی تھی۔ اُس کے گلوبندون اور کنگنون پر نہایت قیمتی جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ اسکی بھوین کالی رنگی ہوئی تھین اور اُنکے گالون پر سرخ و سفید غازہ ملا ہوا تھا۔ تصویر کو دیکھکر مجلس ملکی کے سنجیدہ ارکین نے ایک ٹھنڈی سانس بھری کہ روم کو ایک عرصہ تک اپنے ملک کے تاجدارون کے مظالم سہنے کے بعد اب ایک ایسے مشرقی مطلق العنان تاجدار کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑا ہے، جو عورتون کی طرح عیش و عشرت کا دلدادہ ہے۔

اسکی ضعیف الاعتقادی ایلاگاباس کے نام سے ایک مخروطی شکل کی پتھر کی صورت کی پرستش

ایمیا مین ہوتی تھی اور یہ مورت سورج دیوتا کی مانی جاتی تھی - عام اعتقاد یہ تھا کہ یہ مورت اس پاک مقام پر آسمان سے نازل ہوئی ہے - اینٹونینس اپنی فتح کا باعث اسی دیوتا کو قرار دیتا تھا اور اسکا یہ اعتقاد ایک مہمک ترین عقل معلوم ہوتا تھا - اسکے عہد حکومت مین صرف ایک خاص بات ہوئی اور وہ یہ تھی کہ وہ اپنی احسانمندی کا جسکی بنیاد ضعیف الاعتقادی پر تھی، بہت زور و شور سے اعلان کرتا تھا - ایمیا کے دیوتا نے دنیا کے تمام حصون کی فتح پائی تھی اور یہ اسکے فخر و مباہات کا باعث تھا - اسکو ایلاگا بالس کا نام بہ نسبت تمام شاہنشاہی خطابات کے زیادہ پسند تھا - وہ اپنے کو دیوتا کا منظور نظر اور اسکا پادری خیال کرتا تھا اور اسی وجہ سے اس نے یہ نام اختیار کیا تھا - روم کی تمام گلیون مین ایک سنجیدہ جلوس نکلتے وقت، سنہری راکھ بچھائی گئی - اور دیوتا کی مورت جواہرات سے مرصع کرکے ایک گاڑی پر رکھی گئی جسے چھ بالکل سفید گھوڑے گھسیٹتے تھے - اور اُن پر نہایت عمدہ جھولین پڑی ہوئی تھین مقدس شاہنشاہ گھوڑون کی باگ اپنے ہاتھ مین لئے ہوئے تھا - اُسے اسکے وزرا سنبھالے ہوئے تھے اور وہ اکثر پیچھے کی طرف ہٹ آتا تھا کہ مورت کا پاس سے نظارہ کر سکے - ایلاگا بالس دیوتا پر جو چڑھاوے چڑھتے انکے لئے پلاٹائین پہاڑ پر ایک شاندار مندر بنایا گیا - اور وہان نہایت سنجیدگی سے اور بہت کچھ دولت خرچ کرکے قربانی چڑھانے کی رسم ادا کی جاتی تھی - عمدہ سے عمدہ شرابین، نہایت غیر معمولی صدقات کی چیزین، اور اعلی سے اعلی خوشبوئین اسکے قربانگاہ کے سامنے جلائی جاتین - اور ارد گرد، سیرین لڑکیان کا ایک گروہ شہنیون کی موسیقی کی آواز پر مستانہ وار رقص کرتا تھا - ان مواقع پر بڑے سے بڑے ارکین سلطنت اور فوجی افسر تو مشیا زانون کے سے لمبے لمبے کرتے پہنے ذلیل سے ذلیل کام اپنے ہاتھون سے بظاہر نہایت شوق سے انجام دیتے تھے لیکن دل مین اس سے انھین بالکل نفرت تھی -

یہ مندر چونکہ عام عبادتخانہ تھا اس لئے متعصب شاہنشاہ نے چاہا کہ اینسیلیا[۱] پیلیڈیوم[۲] اور نوما کے مذہب کے تمام مقدس بتون وغیرہ کو اسی مقام پر منتقل کردے - ایمیا کے دیوتا کے ارد گرد معمولی دیوتاؤن کے بت اس طرح جمع کئے، گو یا وہ بڑے دیوتا کی مختلف خدمات انجام دیتے ہین لیکن یہ دربار اس وقت تک مکمل نہ خیال کیا جاتا جب تک کوئی معزز دیوی اسکے بستر پر موجود نہ ہوتی - سب سے پہلے اس صحبت کے لئے پیلاس منتخب کی گئی - لیکن خوف یہ تھا کہ اس کے جنگجویانہ مظالم سے سیرین دیوتا ڈر نہ جائے اسلئے چاند جسکی افریقہ کے لوگ ایسٹارٹے[۳] کے نام سے پرستش کرتے ہین - سورج کے لئے ایک مناسب ساتھی خیال کیا گیا - اسکی مورت نہایت اہتمام سے کارتھیج سے منتقل کرکے روم لائی گئی اور ساتھ ہی ساتھ وہ تمام بیش قیمت چڑھاوے بطور جہیز کے آئے

[۱] ایک دیوتا کا نام [۲] ٹرائے کی ایک دیوی جس کے متعلق شہر کی حفاظت تھی - یہی نام رومی عقل کی دیوی کا بھی تھا [۳] اہل مانہ

جو مندر میں جمع تھے۔ وہ تاریخ جب یہ مقدس شادی ہوئی تھی رسم اور تمام سلطنت کے لئے عام خوشی ودرشت کا ایک تہوار قرار پائی۔

اسکی زنانی عیش پرستیان

جو لوگ عیش وعشرت کے بندے ہوتے ہین اور ذرا بھی عقل رکھتے ہین وہ ہمیشہ فطرت کے قوانین کی پابندی کرتے اور اعتدال کو مدنظر رکھتے ہین اور طبیعت کو لڑکپن سے میل جول محبت کے تعلقات، اور اپنے مذاق ونازک خیالی کی رنگ آمیزیون سے بہلائے رکھتے ہین۔ لیکن الاگابلس یعنی نیا تاجدار روم جو اپنے شباب اپنے ملک اور اپنی خوش قسمتی کے ہاتھون بداخلاقی کے دلدل میں گر چکا تھا آزادی سے نہایت نوسرتون سے لطف اندوز ہونے لگا اور اپنے غیض وغضب کی باگین ڈھیلی کردین۔ لیکن ان مسرتون سے وہ بہت جلد آسودہ ہو جاتا تھا۔ اب اُس کے لئے مصنوعی مسرتون کی ضرورت تھی اِس کے لئے اسبیہ تدبیر اختیار کی گئی کہ عورتین اسکی خدمت مین حاضر ہوتین شراب کا دور چلتا اور عمدہ سے عمدہ کھانے موجود رہتے اسکے مزاج شناس مختلف طریقون سے اس کے روبرو کھانے پیش کرتے تھے اور نئی نئی چٹنیان اچار وغیرہ تیار رکھتے تھے اور اس طرح شہنشاہ کو کھانے کی رغبت ہوتی تھی۔ اس عہد حکومت کی صرف ایک بات یادگار ہے یعنی یہ کہ کھانے پینے کی قسم سے نئی نئی چیزین ایجاد ہوئین اور انکے نئے نئے نام رکھے گئے۔ صرف انہین باتون کو ترقی تھی اور وجہ اسکی یہ تھی کہ شاہنشاہ ان چیزون کی سرپرستی کرتا تھا۔ یہ تاجدار اپنی ان حرکات کی وجہ سے بہت بدنام ہوا۔ اس کا نہ مذاق درست تھا نہ اسکی طبیعت صفائی پسند تھی۔ وہ عیش وعشرت کا بندہ تھا اور جس وقت جو جی چاہتا تھا کرتا تھا۔ الاگابالس خزانہ کا روپیہ نہایت بے دردی سے خرچ کرتا تھا۔ وہ خود سمجھتا تھا اور اسکے خوشامدی مصاحبین بھی یہی کہتے تھے کہ شان وشوکت اور فیاضی گلے تاجدارون کو خواب مین بھی نہین نصیب ہوئی تھی جس طرح پر کہ موسمون اور آب وہوا کا نظام چل رہا تھا۔ اس سے بے پروائی کی۔ وہ اپنی رعایا کے جذبات کو پامال کرتا تھا ورفطرت کا کوئی اصول ایسا نہ تھا جس کو اس نے اپنی عیش پرستی کے جوش مین نہ توڑا ہو۔ اس کے حرم مین بہت سی عورتین تھین اور یکے بعد دیگرے کئی عورتون سے اُسنے شادی کی جن مین ایک ایسی دوشیزہ بھی تھی جس نے تمام عمر خدا کے نام پر کنوارے رہنے کی قسم کھائی تھی لیکن اُسے زبردستی اس شہنشاہ کی آتش ہوس کو بجھانا پڑا اسکے بہیمانہ جذبات کی اس پر بھی تسلی نہ ہوئی۔ سو میون کی دستیج دنیا کے تاجدار نے عورتون کا لباس پہنا ہاتھ مین عصائے شاہی کے بجائے ریشم کی بنی ہوئی ایک ڈوری لی اور سلطنت کے بڑے بڑے عہدون کی اسطرح بے عزتی کی کہ انہین اپنے زمرۂ عشاق کے افراد پر تقسیم کردیا۔ ان لوگون مین ایک کو شہنشاہ بلکہ خود اس کے الفاظ مین شہنشاہ دیگر کے خاوند ہونے کا خطاب ملا اور اس کا عام جشن منایا گیا۔

اس رومی ظالم کی خصوصیت یہ تھی کہ صفائی کرنا پسند کرتا تھا

بظاہر یہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ الاگابالس کی برائیون پر خیال آرائی در تعصب سے رنگ آمیزی کی گئی ہے۔ لیکن صرف ان

مناظر کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو روم مین عوام الناس کو دکھائے جاتے تھے اور جنکی شہادت اُس زمانہ کے سنجیدہ مورخین نے دی ہے یہی بہتر ہے کہ ان کا ذکر نہ کیا جائے مختصر یہ کہ اپنے اِن افعال کی بنا پر وہ بدکاری و بدنامی مین ہر زمانہ کے عیاشون سے گوے سبقت لے گیا ہے۔ مشرقی تاجدار اپنی عیش پرستیون کی وجہ سے بدنام ہین لیکن اگر کوئی شخص الاگابالس کے ناقابل گذر حرم کو دیکھ سکتا تو مشرقی بادشاہون کی عیش پرستیون کی اسکے سامنے کوئی وقعت نہ رہتی یوروپ کے دربارون مین جو لوگ عیش پرستی کرتے بھی ہین وہ کبھی تہذیب اور سلیقہ کو ہاتھ سے نہین جانے دیتے۔ اور عوام کے خیالات کا پاس کرتے ہین لیکن روم کے بدکار اور دولت مند امرار نہایت آزادی سے وہ سب بُری باتین اختیار کرتے تھے۔ جو غیر اقوام کے ایک دوسرے سے ملنے جلنے سے معلوم ہوتی تھین۔ انکو نہ سزا کا خوف تھا نہ عوام کے خیالات کی پرواہ تھی اور اس لئے نہایت آزادی سے وہ اپنے غلامون اور چاپلوسون کے درمیان زندگی بسر کرتے تھے شہنشاہ اپنی رعایا کے ہر طبقہ کو نفرت انگیز بے پروائی سے دیکھتا تھا اور چونکہ تاجدار تھا اسلئے کھلم کھلا عیش پرستی اور بدکاری کرتا تھا۔

فوج کی بے اطمینانی کی حالت

وہ لوگ جو خود کسی قابل نہین ہوتے، دوسرون کی اُن کمزوریون پر نفرت کا اظہار کرتے ہین جو خود اُنمین موجود ہوتی ہین۔ اور باہمی فرق کے لئے وہ عمر عادات واخلاق، اور مرتبے وغیرہ کا فرق ڈھونڈھ لیتے ہین۔ وہ بدنصیب سپاہی جنھون نے کیراکالا کے بدکار بیٹے کو تخت سلطنت پر بٹھایا تھا۔ اُسکی حالت دیکھ کر اپنے انتخاب پر سخت پشیمان ہوئے اور اس ظالم سے خلاف ہو کر اُسکے چچازاد بھائی الگزنڈر کی جو ممیا کا لڑکا تھا اور نہایت عمدہ اخلاق کا آدمی تھا تعریفین کرنے لگے۔ مکار میسا کو اس بات کا احساس تھا کہ میرا پوتا اپنی بدکاری کی وجہ سے تباہ ہو جائے گا اور اس لئے اُس نے ایک زیادہ یقینی طریقہ اختیار کیا جس سے سلطنت اُسی کے خاندان مین رہے۔ ایک موقع پر جب نوجوان شہنشاہ اپنی محبت اور خلوص کا اظہار کر رہا تھا۔ تو میسا نے اُس سے کہا کہ اب تم الگزنڈر کو اپنا متبنی کرو اور اوسکو سیزر کا خطاب

الگزنڈر سویرس کو ۲۲۱ء مین سیزر کا خطاب ملتا ہے

دو تا کہ تمھارے مذہبی کامون مین دنیوی معاملات کی وجہ سے خلل نہ پڑ سکے۔ جب الگزنڈر کو سیزر کا خطاب مل چکا اور وہ سلطنت کا حقدار قرار دیدیا گیا تو وہ بہت جلد ہر دلعزیز ہو گیا لیکن اب وقت یہ پتہ چلا کہ شہنشاہ کے دل مین اسکی طرف سے میل آیا۔ اور اُس نے اس مدمقابل کا خاتمہ کر دینے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ اس کے دو ہی طریقے تھے یا یہ کہ الگزنڈر کے بھی اطوار خراب ہو جائین اور یا اُسکا خاتمہ کر دیا جائے پہلے

مقصد کے حصول کے جو طریقے اختیار کئے گئے وہ بیکار ثابت ہوئے اور خود اسکی حماقت کی بدولت یہ طریقے ظاہر ہو جایا کرتے تھے اُن ایاندار اور وفادار نوکرون کی بدولت الاگابالس کا مقصد نہ حاصل ہونے پایا تھا جنکو میسا نے دور اندیشی سے اپنے بیٹے کے لئے مقرر کیا تھا۔ ایکدن اپنے جذبہ سے متاثر ہو کر الاگابالس نے تہیہ کر لیا کہ اب مین اپنی طاقت سے وہ مقصد حاصل کرونگا جو عیاری سے نہین حاصل ہو سکا ہی۔ خود مختاری کی شان سے اُس نے اپنے چچازاد بھائی کو ذلیل کیا اور اُس سے سیزر کا خطاب واپس لے لیا۔ مجلس ملکی نے اس خبر کو خاموشی سے سنا لیکن جب یہی خبر فوج مین پہونچی تو سپاہیون کی آتش غضب بھڑک اُٹھی۔ محافظ دستہ کی سپاہ نے قسم کھائی کہ ہم الگزنڈر کی حفاظت کرینگے اور الاگابالس نے جو تخت کو ذلیل کیا ہی اسکا انتقام لینگے۔ جب شہنشاہ نے یہ رنگ دیکھا تو اُس نے وعدے وعید کرنا شروع کئے اور خوف کے مارے گریہ وزاری کرنے لگا۔ اب اس نے یہ درخواست کی کہ تم میری جان بخشی کرو اور مجھے میرے پیاری ہیروکلیز کے ساتھ زندگی بسر کرنے دو۔ اس پر محافظ سپاہ کو اُس سے بالکل نفرت ہو گئی اور اُنھون نے فی الحال اس پر قناعت کی کہ اپنے سردار کو الگزنڈر کی حفاظت، اور شاہنشاہ کے افعال کے نگرانی کا پورا اختیار دیدیا۔

محافظ سپاہ کی بغاوت اور الاگابالس کا ۱۰ مارچ ۲۲۲ء مین قتل ہونا

اس قسم کی صلح کا قائم رہنا نا ممکن تھا۔ یا یون کہنا چاہیئے کہ الاگابالس کا سا پست ہمت اور کینہ شخص بھی ان ذلت آمیز شرائط پر سلطنت قبول نہ کر سکتا تھا۔ اسنے ایک خوفناک تجربہ سے سپاہیون کے جذبات کا امتحان کرنا چاہا۔ الگزنڈر کی موت کی جھوٹی خبر مشہور کی گئی۔ اور چونکہ شک یہ تھا کہ وہ قتل کیا گیا ہی اس لیئے سپاہ کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ یہ آگ اُس وقت تک نہ بجھ سکتی تھی جب تک نوجوان ہر دلعزیز شاہزادہ اُنکی آنکھون کے سامنے موجود نہ ہوتا۔ اپنے چچازاد بھائی سے سپاہیون کی اس محبت کو دیکھکر اور اس سے خفا ہو کر اُس نے بغاوت کے بعض رہنماؤن کو سزا دینا چاہی اسکی یہ بے موقع سختی اسکے ملازمون اسکی ماں اور خود اسکے لئے بہت خطرناک ثابت ہوئی۔ محافظ سپاہ نے جوش مین آکر اُسے قتل کر ڈالا۔ اسکی بیحرمت لاش کو شہر کی گلیون مین گھسیٹتے پھرے اور آخر مین دریائے ٹیبر مین پھینک دیا۔ مجلس ملکی نے اس کی یاد کو ہمیشہ کے لیئے باعث ننگ قرار دیا اور آنے والی نسلون نے اسکے اس فعل پر پسندیدگی کی مہر کر دی۔

الگزنڈر سویرس کی تخت نشینی

قدرت کا کھیل دیکھو کہ خاص الاگابالس کے کمرہ مین اُس کے چچازاد بھائی کے سر پر محافظ سپاہ نے تاج شاہی رکھا۔ سویرس کی خاندان

سے اُسے بھی وہی تعلق تھا جو الاگا بالس کو تھا۔ اب اُس نے سویرس کا نام اختیار کیا۔ اپنی عمدہ عادتون اور
اُس خطرہ کی وجہ سے جس مین وہ رہ چکا تھا، رومی اُس سے بہت محبت کرتے تھے۔ مجلس ملکی نے نہایت
فراخدلی سے ایک ہی دن مین بہت سے خطابات اور مختلف قسم کے اختیارات اُسکے سپرد کر دیئے۔ لیکن
چونکہ الگزنڈر بہت منکسر مزاج تھا، اپنے فرائض کو سمجھتا تھا اور سب سے بڑھکر یہ کہ اُس کی عمر صرف سترہ برس
کی تھی اس وجہ سے سلطنت کی باگ دو عورتون کے ہاتھون مین تھی۔ ان مین ایک اسکی ماں ممیا اور دوسری
اسکی دادی میسا تھی۔ لیکن الگزنڈر کی تخت نشینی کے تھوڑے ہی عرصہ بعد میسا مر گئی۔ تب ممیا، تنہا،
اپنے بیٹے اور سلطنت کی آتالیقی کرتی رہی۔

ممیا کے اختیارات

ہر زمانہ اور ہر ملک کا یہ دستور رہا ہے کہ مرد عورت مین سے جو زیادہ عقلمند ہوا
یا کم از کم جس کی طاقت زیادہ ہوئی اُس نے سلطنت کے اختیارات اپنے ہاتھ
مین رکھے اور دوسرے کو خانداںی معاملات سپرد کر کے خانداںی زندگی سے لطف اندوز ہونے کے لئے چھوڑ دیا
ان شخصی حکومتون مین جہان باپ کے بعد بیٹا تخت کا مالک ہوتا ہے اور خاصکر موجودہ زمانہ مین یورپ مین
عزت و حرمت کے خیال سے اور قانون وراثت کی وجہ سے ہم ایک استثنائی صورت مان لیتے ہین، اور
اکثر یہ ہوتا ہے کہ بڑی بڑی خود مختار سلطنتون کی وارث عورت قرار پاتی ہے۔ حالانکہ وہ ملکی اور فوجی کسی قسم
کا کوئی اختیار نہین رکھتی۔ اس زمانہ مین چونکہ رومی شاہنشاہ فوج کے سپہ سالار اور جمہور کے حاکم خیال
کئے جاتے تھے۔ اور گو انکی بیویاں اور مائین آگسٹا کے نام سے پکاری جاتی تھین لیکن کبھی ایسا نہین ہوا کہ
شاہنشاہ کو جو ذاتی خطابات ملین ان مین عورتین حصہ دار ہوئی ہون اس خیال سے اگر کوئی عورت برسر
حکومت ہوتی تو بھی اُن ابتدائی رومیون کی نظرون مین جو بغیر محبت کے شادی کرتے تھے اور اگر محبت
بھی کرتے تھے تو عورت کی نہ قدر کرتے تھے نہ عزت یہ ایک ایسی بات ہوتی جس کا کفارہ بھی ممکن نہ تھا
مغرور اگر بیٹا یعنی الگزنڈر کی ماں کو یہ اُمید تھی کہ تاجدار کی جو عزت و حرمت ہوتی ہے۔ اس مین وہ بھی شریک
ہوگی۔ کیونکہ ممیا ہی نے اپنے بیٹے کو تخت سلطنت کا مالک بنایا ہے لیکن اس امید کو ہر شہری جس کے دل مین
روم کی ذرا بھی قدر تھی انفرت کی نظر سے دیکھتا تھا اور ہر شخص سینکا اور برّاہس کے سے استقلال کی بدولت
اُس کی طرف سے نا اُمیدی ہوتی جاتی تھی۔ یکے بعد دیگرے تخت نشین ہونے والے شہزادے اپنی فہم و فراست
کی بدولت یا لاپرواہی کی وجہ سے اپنی رعایا کے جذبات کو مشتعل کرنے سے باز رہے یہ بات بدکار الاگا بالس
ہی کے لئے مخصوص تھی کہ وہ مجلس ملکی کے قوانین کو اپنی ماں سو ہیمیس کے نام سے نافذ کرتا تھا۔ سو ہیمیس کو حاکم
اعلیٰ کا مرتبہ دیا گیا اور مجلس وضع قوانین مین وہ برابر حصہ لیتی تھی اسکی بہن ممیا زیادہ سمجھدار تھی اور

اُس نے اس فضول اور بیکار اختیار کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ایک قانون بنایا گیا جسکی رو سے عورتون کے لئے مجلس ملکی مین شریک ہونا ممنوع قرار پاگیا۔ اور یہ طے ہوا کہ جو شخص اس قانون کے خلاف عمل کرے اس پر دیوتاؤن کا قہر نازل ہو۔ میمیا کی مردون کی سی خواہش یہ تھی کہ اصل مین اختیارات میرے ہاتھ مین رہین خواہ اُس کا اظہار ہو یا نہو۔ اسے اپنے بیٹے کے دماغ پر مستقل قبضہ حاصل تھا۔ بیٹے کو مان سے بہت محبت تھی۔ لیکن وہ کسی طرح اُسے گوارا نہین کر سکتی تھی کہ الگزنڈر کی محبت کا کوئی دوسرا شخص بھی حصہ دار ہو۔ اس کی اجازت سے الگزنڈر نے ایک امیر کی لڑکی سے شادی کی لیکن اپنے خسر کی وہ جتنی عزت کرتا تھا اور اپنی بیوی سے جتنی محبت کرتا تھا وہ اُس محبت کے مقابلہ مین بہت کم تھی جو اُسے میمیا کے ساتھ تھی۔ انتہا یہ کہ شاہنشاہ کے خسر پر بغاوت کا الزام لگایا گیا اور وہ قتل کر دیا گیا۔ اور اُسکی بیوی حقارت کے ساتھ محل سے نکال دی گئی اور شہر بدر کر کے افریقہ بھیجدی گئی۔

عمدہ اور بہتر انتظام

اس ظلم جسکی بنا حسد پر تھی اور اسی قسم کی بعض دوسری حرکتون کے علاوہ جسکا الزام میمیا کو دیا جاتا ہی، اس کا انتظام ایسا تھا جو اسکے بیٹے اور سلطنت دونون کے لئے مفید تھا۔ مجلس ملکی کی اجازت سے اُس نے ممبرون مین سے سولہ شخص ایسے انتخاب کئے جو سب سے زیادہ عقلمند تھے اور جنکے عادات و اطوار عمدہ تھے یہ لوگ ہمیشہ کے لئے امور سلطنت مین رائے دینے والے قرار دیئے گئے ان لوگون کے سامنے امور سلطنت بیان ہوتے اُن پر مباحثہ ہوتا اور فیصلہ کیا جاتا۔ مشہور الپین جو روم کے قوانین کو خوب جانتا تھا اور انکی قدر کرتا تھا۔ اِن سب کا سرغنہ قرار دیا گیا۔ خواص کی اس مجلس کی فہم و فراست اور استقلال سے سلطنت کا سب انتظام درست ہو گیا۔ جب شہر سے غیر ملکی ضعیف الاعتقادیون اور عیش پرستون کا وجود اور الاگابالس کے مظالم کا نشان مٹ گیا تب ان لوگون نے سلطنت کے تمام صیغون سے اِن نا اہل لوگون کو ہٹانا شروع کیا۔ جنکو الاگابالس نے مقرر کیا تھا اور انکی جگہ ایسے لوگون کو مقرر کیا جنکے عادات بھی اچھے تھے اور جو لیاقت بھی رکھتے تھے، قابلیت اور انصاف پسندی صرف یہ دو شرطین ایسی تھین جنکی بنا پر ملکی عہدے لوگون کو مل سکتے تھے۔ جو لوگ فوجی صیغہ مین جانا چاہتے تھے۔ انکے لئے بہادری اور قواعد کی پابندی ضروری شرائط قرار دیئے گئے۔

الگزنڈر کی تعلیم اور اسکی عمدہ تربیت

لیکن میمیا اور صلاح کارون کا سب سے اہم کام یہ تھا کہ وہ نوجوان شاہنشاہ کی عمدہ طور پر تربیت کرین کیونکہ اُسکی ذاتی خوبیون ہی پر

روزمی دنیا کی مسرت اور تکلیف کا دار و مدار تھا۔ خوش قسمتی سے اِس تربیت کا تخم ایسی سرزمین مین بویا گیا جس مین خود بھی صلاحیت تھی۔ اسکی عقل نے الگزنڈر کو بتایا کہ عمدہ عادات و اطوار سے کیا فوائد ہوتے ہین، علم سے کیا خوشی حاصل ہوتی ہی اور محنت کتنی ضروری چیز ہی۔ فطری نرمی اور اعتدال کی بنا پر وہ جذبات سے کبھی مغلوب نہ ہوتا تھا نہ برائی کی طرف اُسے رغبت ہوتی تھی۔ ان کی محبت اور اکبین کی وقعت کی وجہ سے ناتجربہ کار نوجوان تاجدار چاپلوسی کے زہر سے ہمیشہ محفوظ رہا۔

اسکی روزانہ زندگی کا روزنامچہ

اس روزنامچہ سے جس مین اسکے تمام معمولی واقعات درج ہین معلوم ہوتا ہی کہ وہ ایک نہایت عمدہ تاجدار تھا۔ اور بعض باتون کا لحاظ رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہی کہ وہ بالکل موجودہ زمانے کے شہزادون کی مثل تھا۔ وہ صبح سویرے بیدار ہوتا اور دن کے ابتدائی حصہ مین مذہبی فرایض بجا لاتا۔ اُس کے گھر مین جو گرجا تھا اس مین اِن تمام اشخاص کی تصاویر لگی ہوئی تھین جنھون نے بنی نوع انسان کی کسی نہ کسی طرح اصلاح کی تھی یا اُسے ترقی دی تھی اور جسے بعد مین آنے والی نسلون نے اُنکو شہرت کا تاج پہنا کر اپنی احسانمندی کا ثبوت دیا تھا۔ لیکن چونکہ وہ خدمت خلق کو خدمت خالق سمجھتا تھا۔ اسلئے صبح کا اکثر حصہ کونسل مین صرف ہوتا تھا اور وہان وہ سلطنت کے مسائل پر بحث کرتا تھا۔ مقدمات کے فیصلے کرتا تھا اور یہ سب کام اس خوبی سے انجام دیتا تھا جسکی ناتجربہ کاری و خردسالی کو دیکھتے ہوئے کبھی توقع نہین کی جا سکتی تھی۔ جب اِن کامون سے وہ پریشان ہوتا تو طبیعت کو ادب اور ادبی کتابون سے بہلاتا۔ اسکے وقت کا ایک حصہ محض ادبی، تاریخی، اور فلسفہ کی کتابین پڑھنے کے لئے وقف تھا، وہ خاص طور سے ورجل اور ہومر کی کتابین پڑھتا اور فلاطون اور سسرو کی جمہوریتین اُسے دل سے پسند تھین۔ اِن کتابون سے اس کا مذاق پاکیزہ ہو گیا، عقل و فراست بڑھ گئی۔ اور وہ سمجھنے لگا کہ عمدہ سے عمدہ آدمی کیسے ہوتے ہین اور بہترین حکومت کون سی ہو سکتی ہی۔ دماغی محنت کے بعد وہ جسمانی ریاضت کرتا اور چونکہ وہ لمبے قد کا پھرتیلا اور طاقتور تھا اس وجہ سے وہ جسمانی ورزشون مین اکثر اپنے برابر والون سے سبقت لیجاتا تھا۔ اس کے بعد وہ غسل کرتا اور تھوڑا سا ناشتہ کرتا۔ اور پھر اپنے کام مین مشغول ہو جاتا۔ اور پھر شام کو کھانے کے وقت تک جو رومیون کا خاص کھانا تھا اُسے برابر سکریٹری لوگ گھیرے رہتے۔ اِن لوگون کی موجودگی مین وہ ان ہزارون خطوط، عرضیون اور درخواستون کو پڑھتا اور انکے جواب دیتا جو دنیا کے تاجدار کے پاس فطرتاً آنا چاہیئے تھے۔ اسکی میز پر نہایت سادہ غذا ہوتی تھی۔ اور جب وہ اپنی حسب مرضی کام کرنا چاہتا تو اسکے ساتھ صرف چند منتخب دوست ہوتے۔ یہ سب نہایت عمدہ اخلاق اور قابلیت کے لوگ ہوتے تھے اور ان مین اکبین ہمیشہ اور ضرور بلایا جاتا تھا۔ انکی گفتگو ہمیشہ بے تکلفانہ اور عاقلانہ ہوتی تھی۔

اور جب گفتگو کے درمیان کچھ وقفہ ملجاتا تو کوئی نظم وغیرہ پڑھی جاتی۔ اور یہ چیزین، بھانڈون، نقالون اور بہلوانون کی جگہ تھین کیونکہ اِن کا شوقین مزاج اور مالدار رومیون مین بہت رواج تھا۔ الگزنڈر کا لباس بھی سادہ اور معمولی ہوتا تھا۔ اور وہ ہر شخص سے بہت نرمی و محبت سے ملتا تھا۔ کچھ خاص اوقات مقرر تھے جن مین ہر شخص کو اسکے محل مین داخل ہونے کی اجازت تھی اور اِن مواقع پر ایک نقیب پکار دیا جاتا تھا کہ کوئی شخص جسکے دل مین شرارت اور بدمعاشی کا خیال ہو۔ اس متبرک مکان کے اندر داخل نہو۔ اس قسم کی زندگی جس مین بدمعاشی و بدکاری کے لئے کوئی وقت نہ تھا، اسکی عقلمندی اور انصاف پسندی کا بہ نسبت

رومی دنیا کی خوشحالی

لیمپریڈیس کی تحریرون کے کہین بہتر ثبوت ہے۔ کموڈس کے زمانے سے لیکر چالیس برس تک رومی دنیا کو چار مختلف ظالمون اور انکے مظالم کا تجربہ ہوا تھا۔ لیکن الاگابالس کی وفات کے بعد تیرہ برس نہایت امن و امان رہا۔ صوبجات کو ان بھاری بھاری محصولون سے نجات ملگئی جو کیراکالا اور اسکے فرضی لڑکے نے جاری کر رکھے تھے اب ہر طرف امن اور خوشحالی کے آثار نمایان تھے ہر جگہ مجسٹریٹ موجود تھے اور انصاف کا ڈنکا بجتا تھا۔ حکام کو تجربہ سے معلوم ہوگیا تھا کہ ہر دلعزیزی ہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے بادشاہ کچھ رعایت کرسکتا ہے۔ رومیون کی عیش و عشرت کی چیزون پر ایک معمولی محصول لگایا گیا ساتھ ہی خوراک اور غلہ کی قیمت مین الگزنڈر کی وجہ سے بہت کمی ہوگئی۔ اس کے علاوہ الگزنڈر نے اس عقلمندی سے سخاوت کی کہ محنتی لوگون کو کسی قسم کی تکلیف دیئے بغیر عوام کی ضروریات پوری ہوتی تھین مجلس ملکی کو پھر عزت، آزادی اور اختیارات حاصل ہوگئے اور اس جماعت کا ہر فرد بغیر کسی خوف کے شہنشاہ کے قریب آجاسکتا تھا۔

الگزنڈر، انٹونیو کا نام نہین اختیار کرتا

انٹونیو کے نام کو جسے پیس اور مارکس کی عمدہ اطوار کی بدولت چار چاند لگ گئے تھے۔ بد اطوار ویرس اور ظالم کموڈس نے اپنے اپنے نام کے ساتھ استعمال کیا تھا۔ یہی نام سویرس کے بیٹون کے نام کا جزو بنا۔ پھر نوجوان ڈایاڈومینیانس نے اسے اختیار کیا اور آخرکار ایسا کے بادری نے اسے نہایت خراب کیا۔ مجلس ملکی کے ممبرون نے خاص طور سے اصرار کیا اور شاید سچے دل سے اصرار کیا کہ آپ بھی اس نام کو استعمال کیجیے۔ لیکن اسنے نہایت فراخ حوصلگی سے انکار کردیا۔ حالانکہ وہ تمام عمر اس بات کی کوشش کرتا رہا کہ سلطنت کو وہی عروج حاصل ہو جائے جو اصلی انیٹونینس کے زمانہ مین حاصل تھا۔

فوج کی اصلاح کے بارے مین اسکی کوششین

اپنے ملکی انتظام مین الگزنڈر نے زبردستی عمدہ عمدہ باتون کو رواج دیا

اور عوام نے اس کا احساس کرکے اپنی محبت اور احسان مندی کا اظہار کیا۔ لیکن ابھی ایک بڑا کام جو اس سے محنت وری اور اس سے زیادہ مشکل تھا باقی تھا۔ یہ کام فوج کی اصلاح تھا۔ یہ لوگ عرصہ سے آزاد رہتے چلے آئے تھے اور جس بات میں اپنا فائدہ دیکھتے تھے اُسے اختیار کرتے تھے اور انتظام اور قواعد کی پابندی سے گھبراتے تھے اور ملک میں امن قائم رکھنے کی طرف سے بالکل بے پروا تھے۔ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے شاہنشاہ نے اپنی محبت کا اظہار شروع کیا اور اپنے خوف کو چھپاتا رہا۔ سلطنت کے دیگر صیغون مین انتہائی جزرسی سے کام لیکر جو روپیہ بچتا تھا اُس سے سپاہیون کی تنخواہین اور بعض اوقات انکو بڑے بڑے انعامات وغیرہ دیئے جاتے تھے۔ پہلے سے یہ حکم چلا آتا تھا کہ ہر سپاہی کو حالت سفر مین سترہ دن کی خوراک خود لیجانا ہوگی، اس حکم کو الگزنڈر نے بہت کچھ تبدیل کردیا۔ سڑکون کے کنارے بڑے بڑے گودام بنائے گئے اور جب سپاہی، دشمن کے ملک مین داخل ہوتے تو خچرون۔ اور اونٹون کے ذریعہ سے غلہ روانہ کیا جاتا۔ الگزنڈر کو اپنے سپاہیون کی اصلاح کی طرف سے ناامیدی ہوگئی تھی اور اس لئے اُس نے کوشش کی کہ کم از کم وہ نہایت شان وشوکت سے رہین۔ ان کا ساز وسامان درست رہے اور گھوڑے وغیرہ اچھی حالت مین رہین اس نے کوشش کی کہ انکی زرہین عمدہ ہون، اور ڈھالون پر چاندی سونے کا کام بنا ہو۔ اسنے جو محنت کے کام وہ لیتا اس مین خود بھی شریک ہوتا۔ اگر سپاہیون مین سے کچھ لوگ زخمی یا بیمار ہوتے تو وہ بہ نفس نفیس انھین دیکھنے جاتا۔ اسنے ایک جسٹر تیار کرایا جسمین انکی خدمات اور اپنی احسانمندی کا حال تحریر کرایا۔ وہ ہر موقعہ پر اظہار کرتا کہ مین ان لوگون کی خیریت کا بے انتہا خیال رکھتا ہون جنکی خیریت پر سلطنت کی بقا کا دار و مدار ہو۔ اُس نے بہت آہستہ آہستہ کوشش کرکے ان لوگون مین یہ خیال پیدا کیا کہ اپنے فرض کو سمجھین اور اگر فوجی قواعد کی پوری پابندی نہ کرین جنکی بدولت رومیون نے اپنے سے زبردست قومون پر فتح پائی تھی تو کم از کم اسکا دھندلا سا خاکہ تو ضرور انکے دماغ مین آجائے۔ لیکن یہ احتیاط فضول تھی۔ اسکی ذاتی بہادری اسی کے لئے خطرناک تھی۔ اور جن باتون کی اس نے اصلاح کرنے کی کوشش کی وہی اور زیادہ بڑھ گئین۔

محافظ سپاہ کی سازش اور الپین کا قتل

محافظ سپاہ کے لوگ الگزنڈر کو اس کی کم عمری کے باعث پسند کرتے تھے وہ اُس سے ویسی ہی محبت کرتے تھے جیسی ایک نازک بچے سے کرتے ہین انکو خیال تھا کہ اسے ہم نے ایک ظالم کے پنجے سے نجات دلاکر تخت سلطنت پر بٹھایا ہے۔ خود شاہزادہ کو بھی اس احسان کا احساس تھا۔ لیکن چونکہ اُس کی احسانمندی عقلمندی اور انصاف کے حدود کے اندر ہوتی تھی، اس لئے وہ الگزنڈر کی عمدہ صفات سے اُس سے

بہت پہلے ناراض ہوگئے۔ جتنے کہ وہ اِلاگابالس کی برائیون کی وجہ سے ہوئے تھے اُسکا سردار الپین تھا جو قانون اور رعایا دونون کو دوست رکھتا تھا۔ اُسے سپاہی اپنا دشمن خیال کرنے لگے اور تمام اصلاحون کو جو عمل مین آتی تھین وہ اُسی کی جانب منسوب کرتے تھے کسی معمولی بات سے وہ خفا ہوکر بغاوت پر آمادہ ہوگئے اور روم مین تین دن تک سخت خانہ جنگی ہوتی رہی۔ عوام چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح عقلمند وزیر کی جان بچ جائے۔ اور اسی لئے وہ اسکا ساتھ دے رہے تھے لیکن جب اُنھون نے چند گھرون کو جلتے دیکھا اور سپاہیون نے دھمکی دی کہ ہم تمام شہر مین آگ لگا دینگے تو لوگون نے افسوس کے ساتھ انکی بات مان لی اور عقلمند مگر بدقسمت الپین کو اسکی قسمت پر چھوڑ دیا۔ سپاہیون نے شاہی محل مین اسکا تعاقب کیا اور جب وہ اپنے آقا کے قدمون پر سر جھکائے ہوئے تھا۔ اُسے قتل کر دیا۔ تاجدار نے کوشش کی کہ اُس پر ارغوانی رنگ کا کپڑا ڈال کر اُسے سپاہیون سے معافی دلوا دے لیکن سب بیکار ثابت ہوا۔ حکومت کی بنیاد ایسی کمزور تھی کہ وہ اپنے مقتول دوست اور اپنی بے حرمتی کا اس وقت تک انتقام تک نہ لے سکا جب تک اُسے موقع نہ ملا۔ اپاگاتھس جو کہ سازش کا سرغنہ تھا روم سے مصر کا سردار بنا کر بھیج دیا گیا۔ اور پھر اس بلندمرتبے سے وہ کریٹ کی حکومت پر بھیجا گیا۔ اور جب مدت گذرنے اور روم سے عدم موجودگی کی وجہ سے اسکی ہر دلعزیزی جاتی رہی تو الگزنڈر نے اسے اسکے جرائم کی سزا دینے کی ہمت کی۔ اُس منصف بادشاہ کے عہد حکومت مین فوج کی یہ حالت تھی کہ وہ اسکے وفادار وزرا کو جنپر ذرا بھی شک ہوتا کہ وہ فوج کی اصلاح کا ارادہ رکھتے ہین دھمکاتے تھے کہ اگر تم نے ایسا کیا تو ہم تمھین فوراً موت کے گھاٹ اُتار دینگے۔ ڈاین کسیس نے جو مورخ بھی تھا پرانے قواعد کی پابندی کے ساتھ پنیونیا کی فوج کی سپہ سالاری کی تھی۔ روم کے سپاہیون نے فوجی قواعد کی پابندی سے آزادی

ڈاین کیسیس کا خطرہ

حاصل کرنے کے لئے اُس کے قتل کرنیکا ارادہ کیا۔ لیکن الگزنڈر نے بجائے اس کے کہ اِن لوگون کی خواہش پر عمل کرتا اسکی خدمات اور اسکی قابلیت کا اندازہ کرکے اُسے کونسل مقرر کیا۔ اور اسکے خزانے سے خود اسکے اخراجات ادا کئے۔ لیکن چونکہ خیال یہ تھا کہ اگر سپاہی اسکو اس مرتبے پر دیکھین گے تو اسے اپنی ذلت سمجھ کر اُس کے خون کے پیاسے ہو جائینگے۔ اسلئے سلطنت کی حاکم اعلی یعنی شاہنشاہ کی صلاح سے وہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہوگیا اور روم سے باہر چلا گیا۔ اسنے اپنے عہدہ کا زیادہ وقت کمپینیا کے باغات مین جو اسکی ملکیت تھے صرف کیا۔

فوج کا بگڑنا

شاہنشاہ کی رعایت سے سپاہی اور بھی گستاخ ہوگئے اور انھون نے محافظ دستہ کی نقل کرنا شروع کی۔ معمولی سپاہی بھی فوجی پابندیون سے آزاد ہوتے جاتے تھے

اور سختی سے اپنی مسند پر قائم تھے۔ الگزنڈر کے تمام عہد حکومت مین اسکے زمانہ مین جو برائیان تھین انکی استیصال کی
فضول کوشش ہوتی رہی۔ البریکم، مارٹینا، آرمینیا، میسوپوٹامیا اور جرمنی مین اب مستقل طور سے بغاوتین ہونا
شروع ہو گئین۔ اسکے افسر قتل کیے جانے لگے۔ اور اسکے احکام کی لوگ بے وقعتی کرنے لگے۔ آخر کار فوج
کی بددلی سے نتیجہ یہ ہوا کہ الگزنڈر اکی زندگی حکومت کی نذر ہو گئی۔ ایک خاص بات کا جس سے سپاہ کی حلیم
کا اندازہ ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ کم از کم ایک مرتبہ اپنے فرائض کو سمجھکر ادا اور احکام کو بجا لاتے
تھے، اظہار ضروری ہے: فارس کے حملہ کے موقع پر جب شاہنشاہ کے ڈیرہ خیمہ مقام
انٹیک پر پڑا ہوا تھا، تو کچھ سپاہیون پر یہ الزام لگایا گیا کہ یہ لوگ عورتون

شاہنشاہ کا استقلال

کے غسلخانون مین پائے گئے ہین۔ شاہنشاہ نے انھین سزا دینا چاہی۔ اسپر
اس دستہ مین جسکے وہ سپاہی تھے سازش شروع ہوئی ہم اسکا حال آگے بھی بیان کرینگے الگزنڈر
نے جب یہ دیکھا تو مسند عدالت پر بیٹھکر مسلح سپاہیون کو خطاب کر کے کہنے لگا کہ یہ نہایت ضروری ہے کہ مین ان تمام
خرابیون کی اصلاح کرون جو بد طینت الاگابالس کے زمانہ مین پیدا ہو گئی ہین۔ اور مین نے مصمم ارادہ کر لیا
ہے کہ مین اصلاح ضرور کرون گا۔ اگر مین تم لوگون کو اُن قواعد کی پابندی سے آزاد کر دون۔ جو تم پر بحیثیت
سپاہی ہونے کے عاید ہوتی ہین تو نہ صرف سلطنت، بلکہ روم کا نام بھی دنیا سے مٹ جائے گا۔
لوگون نے اپنے غصہ کا اظہار شروع کیا۔ اور اسکو اپنی گفتگو جاری رکھنے سے مانع ہوئے۔
شہنشاہ نے جواب مین کہا کہ تم لوگ اُسی وقت تک یونہین چلاتے رہو جب تک فارسیون جرمنون
اور سرمیٹینس سے تمہارا مقابلہ نہو۔ مین تمھین حکم دیتا ہون کہ تم اپنے شہنشاہ کے سامنے جو تمھین لباس غلہ اور
روپیہ دیتا ہے جسے وہ صوبجات سے وصول کرتا ہے، خاموش رہو۔ خاموش رہو ورنہ مین تمھین بجائے
سپاہی کہنے کے شہری کہون گا حالانکہ شاید وہ لوگ جو روم کے قوانین کے آگے سر تسلیم خم نہین کرتے۔ بدترین
مخلوق ہونے کے بھی قابل نہین۔ ان دھمکیون سے سپاہیون کا غصہ بڑھ گیا۔ اور وہ اپنے اسلحہ کو حرکت
دینے اور اُس پر حملے کرنے کا ارادہ کرنے لگے دلیر الگزنڈر نے کہا کہ تمہاری بہادری کا امتحان تو میدان
جنگ مین ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ تم میرا خاتمہ کر دو۔ لیکن مین ڈر نہین سکتا۔ اسکے بعد نتیجہ یہ ہوگا کہ جمہور انصاف
کی بنا پر تم سے سخت انتقام لے گی اور تمھین اسکی سزا دے گی۔ سپاہی اب بھی غصہ کا اظہار کر رہے تھے کہ الگزنڈر
نے بلند آواز سے کہا "شہریو" اپنے ہتھیار ڈالدو اور اپنے اپنے مقامون کو خاموش چلے جاؤ۔ طوفان فوراً
رُک گیا سپاہیون پر غم و افسردگی کی حالت طاری ہوئی۔ انھون نے اس سزا کے منصفانہ ہونے کا اعتراف
کیا۔ فوجی قواعد کی پابندی کی ضرورت تسلیم کی۔ جو ہتھیار اور فوجی نشان رکھ دیے اور بے ترتیبی کی حا

بجائے لشکرگاہ کو شہر کی مختلف سراؤن مین چلے گئے ایک مہینہ تک وہ اپنے کردار پر پشیمان ہوتے رہے۔ اور شہنشاہ اپنے دل مین خوش ہوتا رہا۔ اُس نے سپاہیون کو اس وقت تک ہتھیار اُٹھانے کی اجازت نہین دی جب تک اُن لوگون کو سزائے موت نہین دے لی جنکی چشم پوشی سے بغاوت ہوئی تھی۔ یہ دستہ تمام عمر نہایت وفاداری سے شہنشاہ کی فرمانبرداری کرتا رہا اور جب وہ مر گیا تو اُسی نے تو اسکی موت کا انتقام لیا۔

اسکے انتظام کی اور اسکی ذاتی کمزوریان جماعات کے ارادے دیرپا نہین ہوتے جس طرح جذبات سے متاثر ہو کر سپاہیون نے اپنے ہتھیار شہنشاہ کے سامنے رکھ دیئے اسی طرح یہ بھی ممکن تھا کہ وہ انھین اسکے سینہ مین بھونک دیتے۔ اگر کوئی فلسفی دقیق اور نکتہ رس نگاہ سے اس واقعہ کی توجیہہ کرتا تو ممکن تھا کہ وہ وجوہات معلوم ہوتے جنکی بنا پر شہنشاہ کی دلیری سے اسکا بھرم قائم رہا۔ اور سپاہ نے اسکی فرمانبرداری اختیار کی۔ اور اگر کوئی عقلمند مورخ اس واقعہ کو تحریر کرتا تو شاید ہمین معلوم ہوتا کہ یہ کارنامہ سیزر کے سے نامور تاجدار کے لئے بھی باعث فخر ہوتا۔ یہی واقعہ اس وجہ سے کہ وہ الگزنڈر سویرس کو پیش آیا ہیچ ترین قیاس ہو گیا ہی۔ حالانکہ اسکی طبیعت کے سے انسان سے اسکا صادر ہونا کچھ غیر معمولی بات نہ تھی۔ جتنی اہلیت کہ اس تاجدار مین تھی، وہ ان حالات کے لحاظ سے جن کے درمیان وہ گھرا ہوا تھا، کافی نہ تھی۔ اُس کا استقلال نسبت اسکی راستی کے کہین زیادہ تھا۔ اسکی عمدہ خصلتون، اور الاگابلس کی بری عادتون۔ دونون مین شام کی خوشگوار آب و ہوا کی وجہ سے ایکقسم کی کمزوری کا رنگ جھلکتا نظر آتا ہی۔ کیونکہ وہ اصل مین وہین کا باشندہ تھا۔ لیکن جب کبھی اسکا ذکر ہوتا کہ وہ دراصل روم کا باشندہ نہین ہی تو اسکے چہرہ پر شرم سے سرخی دوڑ جاتی لیکن جب کوئی یہ کہتا کہ اسکے باپ دادا قدیم رومی رؤسا کی اولاد سے ہین تو وہ نہایت اطمینان سے سنتا۔ اسکی نظام حکومت پر اسکی ماں کے غرور اور لالچ کے بدنما دھبے بھی موجود ہین۔ اور اس امید سے کہ بیٹا بڑے ہونے پر اور دنیا دیکھنے پر بھی اُسی طرح میری تابعداری کرے گا جس طرح وہ کمسنی کی حالت مین کرتا تھا اُس نے دنیا کو جتا دیا کہ خود اسکی اور اسکے بیٹے کی طبیعت کس قسم کی ہی۔ اور اس طرح اسنے لوگون کو ہنسنے اور مذاق اوڑانے کا موقع دیا۔ جنگ فارس مین جو مصائب اُٹھانا پڑے اُس سے فوج مین بددلی پھیل گئی۔ اور جب ایک موقع پر شکست ہوئی تو شہنشاہ کی شہرت مین جو اُسے باعتبار ایک سپہ سالار کے حاصل تھی، فرق آگیا۔ اور لوگ اُسے ایک اچھا سپاہی تسلیم کرنے مین بھی پس و پیش کرنے لگے۔ سچ ہی جو قسمت کا لکھا ہی وہی ہوتا ہی۔ اب یہ حالت ہو گئی کہ ہر بات سے اور ہر صورت سے انقلاب کی تیاری ہونے لگی۔ اندرونی تباہیون کا ایک سلسلہ پیش آیا جس نے رفتہ رفتہ سلطنت کو تباہ کر دیا۔

خزانہ پر دست درازی الگوبلس کی عیش پرستیون اسکے مظالم، اسکی موت پر خانہ جنگیون اور سلطنت کے

ان نئے نئے اصولون سے جنکو سویرس کے خاندان کے بادشاہون نے رواج دیا تھا، سپاہ کی اختیارات بہت بڑھ گئے اور انہی باتون سے رومیون کے دلون مین جو آزادی کا خیال اور قوانین کی وقعت تھی جاتی رہی۔ ان اندرونی تغیرات کو جنسے سلطنت کی بنا کمزور ہوئی جاتی تھی، ہم نے صراحت کے ساتھ بیان کیا ہی۔ بادشاہون کے ذاتی اخلاق و عادات، انکی فتوحات، انکے بنائے ہوئے قوانین، انکی غلطیان اور انکا انجام وغیرہ یہ سب چیزین ایسی ہین جنکو ہم صرف اسی حد تک بیان کرینگے جتنا اُن کا تعلق حکومت کے زوال اور اُسکی بربادی سے ہی یہ مقصد ہر وقت ہمارے پیش نظر رہیگا اور اسی وجہ سے ہم انیٹونینس کیراکالا کے اُس حکم کو نظر انداز نہ کرینگے جسکی رو سے سلطنت کے ہر آزاد شخص کو شہری ہونے کا شرف بخشا گیا۔ اس دریادلی کی وجہ یہ نہ تھی کہ اُسکا دل ہی ایسا تھا بلکہ اس کی وجہ حرص تھی اور اس کی مثال زمانۂ فتوحات سے لیکر الگزانڈر سویرس کے عہد حکومت تک کی سلطنت کے آمد و خرچ کے اندازہ سے مل سکتی ہی۔

بنیاد

ٹسکنی مین ویائی کا محاصرہ وہ پہلا واقعہ تھا جس مین دس برس صرف ہو گئے اور جس مین رومیون کو نبرد آزمائی کا موقع ملا۔ اس طویل مدت کی وجہ یہ نہ تھی کہ وہ مقام بذات خود بہت محفوظ تھا بلکہ اصل وجہ یہ تھی کہ رومیون کو تجربہ نہ تھا۔ یہ مقام وطن سے تقریباً ۲۰ میل دور تھا۔ وہان رہکر اُن غیر معمولی صعوبات کو برداشت کرنے کے لئے جو موسم سرما مین حملون کے وقت پیش آتی تھین، ضروری تھا کہ غیر معمولی طور سے اُنکی ہمت افزائی بھی کیجائے۔ مجلس ملکی نے اس موقع پر لوگون کی ناراضی کو اس طرح دور کیا کہ سپاہیون کی تنخواہ مقرر کر دی۔ اس کے لئے ایک عام محصول مقرر کیا گیا جو ہر شہری کو اپنی جائداد کی نسبت سے دینا پڑتا تھا۔ ویائی کی فتح کے بعد تقریباً دو سو برس سے زائد کے عرصہ مین جمہور کی دولت مین تو اضافہ نہین ہوا مگر اسکی فوجی طاقت بہت بڑھ گئی۔ جو ریاستین اٹلی مین تھین وہ محصول کے بجائے فوجی خدمات پیش کرتی تھین۔ اُن بحری و بری طاقتون کا جو پیونک وارس مین استعمال کی گئین، تمام خرچ رومیون نے خود برداشت کیا۔ اس بلند ہمت قوم نے اپنے جذبۂ حریت کی بنا پر نہایت زبردست محاصل ادا کرنا خوشی منظور کیا۔ صرف یہی نہین بلکہ انھون نے اپنے اوپر تکلیف برداشت کر کے اپنی طرف سے بڑی بڑی رقوم پیش کین۔ انکو پورا بھروسہ تھا کہ یہ حالت تھوڑے ہی دن قائم رہیگی اور اسکے بعد ہمین اس کا عوض مل جائیگا۔ انکی امیدین پوری ہوئین۔ چند ہی سال کے عرصہ مین سائیراکیوز کارتھیج، مقدونیہ اور ایشیا کے خزانے لد لد کر روم مین آنے لگے۔ صرف ایک جگہ یعنی پرسیس کے خزانے کی تعداد ۲۰ لاکھ تھی اور رومی قوم کے افراد جو بہت سی اقوام کے مالک تھے، ہمیشہ کے لئے محصول ادا کرنے سے آزاد ہو گئے۔

رومیون کو محاصل سے آزادی

صوبون سے جو رقمین آتی تھین۔ وہ حکومت اور افواج کے اخراجات کے لئے بالکل کافی ہوتی تھین اور جو سونا چاندی بچ رہتا تھا وہ زحل کے مندر مین

جمع کر دیا جاتا تھا تاکہ اگر حکومت کو ضرورت ہو تو وہان سے نکال لیا جائے۔

صوبون کے محاصل

شاید تاریخ کو سب سے بڑا اور ناقابل تلافی نقصان جو پہونچا ہی وہ اس رجسٹر کے ضائع ہونے سے پہونچا ہی جو آگسٹس نے مجلس ملکی کے لئے چھوڑا تھا اور جسمین تجربہ کار تاجدار نے رومن حکومت کی آمدنی خرچ کا ٹھیک ٹھیک حساب لکھا تھا اس رجسٹر کی عدم موجودگی مین ہمین صرف ان اشارون پر بھروسہ کرنا پڑے گا، جو بعض بعض مورخین نے تاریخی واقعات کے دلچسپ سلسلہ کو چھوڑ کر کہین کہین کئے ہین اور اس طرح اپنی تاریخون کو زیادہ دلچسپ بنانے کے بجائے زیادہ مفید بنا دیا ہی۔ تاریخین بتاتی ہین کہ پامپی کی فتح کے بعد ایشیا سے جو رقم آتی تھی وہ پچاس کروڑ سے بڑھکر ایک ارب ۳۵ کرور درہم[1] تک پہونچ گئی تھی۔ سب سے آخری اور سب سے کاہل بادشاہ کے زمانہ مین مصر کے محصول کی تعداد ساڑھے بین ہزار کے قریب

ایشیا کا محصول

بتائی جاتی ہے اور اسکی قیمت موجودہ سکون کے اعتبار سے ساڑھے

مصر کا محصول

بیس لاکھ سے زائد ہوتی ہی، بعد مین رومیون نے خود سی کرکے اور ایتھیوپیا اور ہندوستان کی تجارت کی ترقی دیکھکر اسے اور بڑھا دیا تھا۔ گال کے لوگ لوٹ مار کرکے ویسے ہی مالدار ہو گئے جیسے مصر کے لوگ تجارت سے اور ان دونون صوبون سے جو آمدنی ہوتی تھی وہ تقریبا برابر تھی۔ برباد شدہ کارتھیج کو مجبور کیا گیا تھا کہ وہ دس ہزار ٹیلنٹس[2] جسکی قیمت قریب قریب چالیس لاکھ پونڈ کے برابر ہوتی ہی، پچاس برس کے عرصہ مین داخل کرے۔ اور پھر بھی یہ رقم ایک معمولی رقم تھی۔ جو روم کی برتری قائم کرنے کے لئے لی گئی تھی اور اس رقم کو اس محصول سے کوئی نسبت نہین جو زرخیز ساحل

افریقہ کا محصول

افریقہ مین ایک صوبہ قرار پانے کے وقت رعایا اور اسکی جائداد پر لگایا گیا۔

اسپین کا محصول

بدقسمتی سے اسپین کی حالت زمانہ قدیم مین وہی تھی، جو آجکل پیرو اور میکسیکو کی ہی۔ براعظم کا مغربی زرخیز حصہ حال ہی مین دریافت ہوا تھا۔ اور اُدھر سے فونیشنیس نے دریافت کیا تھا وہان کے جو اصل باشندے تھے اُنھین فاتحین کے فائدے کے لئے کانون مین رہکر سخت محنت کرنا پڑتی تھی اسکی مثال ویسی ہی ہی جیسی امریکہ کے باشندون کو اسپین والون کے لئے زبردستی محنت کرنا پڑتی تھی۔ فونیشیا والے صرف اسپین کے ساحل سے واقف تھے۔ لالچ اور نام وری کے خیال سے کارتھیج اور روم کے سپاہی اسپین کے وسطی مقامات تک جا پہونچے اور دیکھا کہ ملک مین ہر جگہ غلہ افراط سے ہوتا ہی، اور

---

[1] یہ ایک سکہ رومیون کے زمانہ کا تھا جسکا وزن پونے دو ماشے کے برابر ہوتا تھا۔

[2] یہ بھی ایک قسم کا پرانا سکہ تھا۔

سونا چاندی کثرت سے ملتا ہی۔ تاریخون سے کارتھیجنا کے قریب ایک کان کی موجودگی کا پتہ چلتا ہی جس سے روزانہ پچیس ہزار درہم کی یا سالانہ ۳۰ لاکھ پونڈ چاندی نکلتی تھی، آسٹریا، گیلیشیا اور لوسیٹانا کے صوبون سے تقریبًا بیس ہزار پونڈ سونا ہر سال وصول کیا جاتا تھا۔

جزیرہ گیارس کا محصول

اگر اِن تمام ممالک کے محاصل کا ہم اندازہ لگانا چاہین جو سلطنت روم مین شامل کئے گئے تھے تو اُس کے لئے زیادہ وقت اور زیادہ تاریخی مواد کے فراہم کرنے کی ضرورت ہی۔ بہرحال اِن صوبجات کے محاصل کا کچھ اندازہ تو کیا ہی جا سکتا ہی جو یا تو قدرتی طور پر بہت زرخیز تھے اور یا جہان حضرتِ انسان نے کوشش کرکے اپنی حالت درست کرلی تھی۔ اس کا اندازہ اس وقت ہوسکتا ہی جب ہم پتہ لگائین کہ وہ کون سے اُجاڑ اور غیر آباد مقام تھے جہان جا جا کر لوگ آباد ہوئے تھے اور اُسے زرخیز بنا لیا تھا۔ جزیرہ گیارس کے رہنے والون نے نہایت عاجزی سے آگسٹس کے حضور ایک درخواست دی تھی کہ ہم سے جو محصول لیا جاتا ہی اس کا ایک تہائی معاف کردیا جائے۔ اور اُس محصول کی تعداد جو اُن سے وصول کیا جاتا تھا ۱۵۰ درہم یا ۵ پونڈ تھی۔ لیکن گیارس ایک بہت چھوٹا سا جزیرہ تھا یا یون کہنا چاہیئے کہ ایجین سی کی ایک چٹان تھی کہ یہان نہ تازہ پانی ملتا تھا اور نہ زندگی کی دوسری ضروریات وہان کی کل آبادی چند ماہی گیرون پر مشتمل تھی۔

تمام محاصل کی میزان

اس قسم کے تاریخی مواد سے جس پر نہ اعتبار کیا جا سکتا ہی اور نہ جو کسی ایک جگہ موجود ہی۔ چند نتیجہ نکلتے ہین۔ اول یہ کہ زمانہ گذشتہ و موجودہ مین جو فرق اور حالات مین جو تبدیلی ہوچکی ہی۔ اس کا لحاظ رکھتے ہوئے بھی، سلطنت روم کی مستقل آمدنی کبھی ۱۵ کرور پونڈ سے کم نہ ہوتی تھی۔ دوسری بات یہ ہی کہ اتنی زیادہ آمدنی اُس عظیم الشان سلطنت کے معمولی اخراجات کے لئے بالکل کافی ہوتی تھی جسے آگسٹس نے قایم کیا تھا۔ آگسٹس کے دربار کی حیثیت مجلس ملکی کے ایک معمولی ممبر کے خاندان سے کسی طرح بہتر نہ تھی اسکی افواج صرف سلطنت کی حفاظت کے لئے تھین نہ اُسے جدید فتوحات کی تمنا تھی اور نہ کسی دشمن کا خطرہ تھا۔

آگسٹس کا رومیون پر محصول مقرر کرنا

اگر اس بات کو نظر انداز بھی کردیا جائے کہ ہم نے جو نتائج نکالے ہین وہ قرین قیاس ہین تو بھی آگسٹس کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کم از کم دوسرے نتیجہ کو تسلیم نہ کرتا تھا اس بات کا فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ اس موقع پر آگسٹس کا رویہ یہی تھا جیسا رعایا کی بہبودی چاہنے والے بادشاہ کا ہونا چاہیئے تھا یا یہ کہ اُس کے طرز حکومت مین وہ شان موجود تھی کہ وہ لوگون کے جائز حقوق کو ضبط کرنا چاہتا تھا۔ یہ بھی نہین معلوم کہ وہ صوبجات پر سے محاصل کا بوجھ ہلکا کرنا

چاہتا تھا، یا مجلس ملکی اور سواروں کے رسالے کو مفلس کر دینا چاہتا تھا۔ لیکن جب اُس نے زمام حکومت ہاتھ میں لی تو تھوڑا کہنا شروع کیا کہ یہ آمدنی بالکل ناکافی ہی اور اس مین اضافہ یون ہی ممکن ہی کہ اٹلی اور روم پر بھی محصول لگایا جائے۔ اس بات کو جس سے لوگ اُس کے خلاف ہوتے جاتے تھے اُس نے نہایت آہستہ آہستہ اور بہت ہوشیاری کے ساتھ رائج کیا۔ جب چنگی کا محکمہ مضبوطی کے ساتھ قائم ہو لیا۔ تب اُس نے محصول لگایا۔ اور اُس کی تجویز اُس وقت پوری ہوئی جب کہ اُسنے نہایت تدبر سے رومیون کی ذاتی جائداد اور اُن کے مال اسباب پر محصول قائم کر دیا۔ حالانکہ قریب قریب ڈیڑھ سو برس سے یہ لوگ کسی قسم کا کوئی محصول حکومت کو نہ دیتے تھے۔

چنگی

(۱) روم کی سی عظیم الشان سلطنت مین یقیناً یہ ہوا ہوگا کہ آمدنی و خرچ کا حساب برابر رہتا ہوگا۔ ہم پہلے بتا چکے ہین کہ جیسے جیسے صوبجات کے خزانے فتوحات اور تصرف کی وجہ سے دار السلطنت مین پہونچتے جاتے تھے ویسے ہی ویسے یہ رقمین تجارت اور سُود کی بدولت اُن صوبون مین منتقل ہو جاتی تھین جہان کے لوگ محنت و مشقت کے عادی تھے آگسٹس اور اسکے جانشینون کے عہد حکومت مین ہر قسم کے تجارتی مال پر محصول مقرر کیا گیا اور اس طرح پھر روپیہ بڑی بڑی رقمون کی صورت مین دار السلطنت مین واپس آنے لگا۔ قانون کے الفاظ کچھ ہون، واقعہ یہ ہی کہ تمام محاصل صوبجات کے سوداگرون کو نہین بلکہ رومی خریدار کو دینا پڑتے تھے۔ جو چنگی لی جاتی تھی وہ مختلف مقامات کے اعتبار سے ہوتی تھی۔ بعض مقامات پر وہ کل مال کی قیمت کے آٹھوین حصہ اور کہین چالیسوین حصہ کے برابر ہوتی۔ اس اختلاف کی بناء، تاجدار کی پالیسی پر ہوتی تھی۔ ہم کہہ سکتے ہین کہ عیش و عشرت کے سامانون پر زیادہ چنگی لی جاتی تھی اور جو چیزین کہ ضروریات زندگی مین داخل تھین اُن پر کم چنگی لگائی جاتی تھی۔ اسکے علاوہ ایک بات یہ بھی تھی کہ جن چیزون کو رومی رعایا خود بناتی تھی۔ یا پیدا کرتی تھی۔ اُن کے ساتھ بہ نسبت عرب اور ہندوستان سے آئی ہوئی چیزون کے زیادہ رعایت کی جاتی تھی۔ اب تک ایک ایسی نامکمل فہرست ان مشرقی مصنوعات کی موجود ہی جن پر الگزنڈر سویرس کے زمانے تک چنگی پڑا کرتی تھی۔ دار چینی کالی مرچ، ادرک، اور بہت طرح کی خوشبودار چیزین ایسی تھین جو مشرقی ممالک سے روم مین آتی تھین لیکن ان سب پر محصول پڑتا تھا۔ ساتھ ساتھ مختلف قسم کے قیمتی ہیرے جواہرات بھی آتے تھے، ہیرا اُس زمانے مین بہت قیمتی خیال کیا جاتا تھا اور زمرد بہت خوبصورت سمجھا جاتا تھا۔ اسکے علاوہ پارتھیا اور ارض بابل سے چمڑا، روئی کچا اور بنا ہوا ریشم، آبنوس، ہاتھی دانت اور خواجہ سرا بھیجے جاتے تھے۔ جیسے جیسے سلطنت کے زوال کے اسباب مہیا ہوتے گئے ویسے ویسے خواجہ سراؤن کی ضرورت اور انکی قدر بڑھتی گئی۔

(۲) آگسٹس نے جو محصول لگایا تھا، وہ بہت کم لیکن عام تھا۔ یہ محصول ایک فیصدی سے کبھی زیادہ نہین بڑھا لیکن محصول ان سب چیزون پر پڑتا تھا۔ جو بازار مین یا نیلام کے ذریعہ

سے فروخت ہوتی تھین - یہ مکانون اور گھوڑون کی خرید و فروخت سے لیکر معمولی چیزون تک پر پڑتا تھا۔ ان کا محصول صرف اس وجہ سے معتدبہ ہو جاتا تھا کہ یہ معمولی چیزین بڑی مقدار مین اور ہر روز استعمال کی جاتی تھین اس قسم کے محصول پر جس کا عام طور سے ہر شخص پر اثر ہوتا ہے ہمیشہ لوگ چین بر جبین ہوتے رہے ہین۔ تاجدار نے جو خود سلطنت کے ذرائع آمدنی اور اسکی ضروریات سے واقف تھا ایک حکم کے ذریعہ سے مجبوراً اعلان کر دیا کہ فوج کے اخراجات زیادہ تر اسی محصول سے پورے ہو سکتے ہین۔

محصول وراثت

(۳) جب آگسٹس نے سلطنت کو باہری اور اندرونی دشمنون سے محفوظ رکھنے کی لئے ایک مستقل فوج کا محکمہ قائم کرنا چاہا تو اُس نے ایک خزانہ سپاہیون کو تنخواہین دینے اور ان کو انعامات دینے اور جنگ کے غیر معمولی اخراجات کی وجہ سے الگ قائم کیا۔ جو محصول وصول ہوتا تھا وہ بہت زیادہ تھا اور گو اسکا مصرف صرف یہی تھا لیکن پھر بھی یہ رقم کافی نہ تھی۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے شاہنشاہ نے پانچ فیصدی کا ایک نیا محصول جائدادون اور ریاستون پر مقرر کیا۔ یعنی جب باپ کے بعد بیٹا جائداد کا وارث ہوتا تھا تو اُسے پانچ فیصدی کے حساب سے رقم خزانہ شاہی مین داخل کرنا ہوتی تھی۔ لیکن روم کے رؤسا کو اپنے حقوق کی اتنی پروا نہ تھی جتنی روپیہ کی ان لوگون نے اپنی برہمی کا اظہار شروع کیا۔ لیکن آگسٹس نے اسے معمولی طور پر ٹال دیا۔ اُس نے معاملہ مجلس ملکی کے روبرو پیش کیا اور انسے کہا کہ آپ لوگ اس سے بہتر کوئی طریقہ بتائیے جس سے محصول وصول کیا جائے۔ اب مجلس ملکی مین اختلاف پیدا اور کوئی دوسرا طریقہ انکی سمجھ مین نہ آیا۔ اُس نے اشارۃً کہا کہ اگر آپ لوگ مجھے اس طریقہ پر محصول لگانے سے باز رکھین گے تو مین مجبوراً ہر فرد پر اور اُس کے کھیتون پر محصول لگاؤن گا۔ آخر کار مجبور ہو کر انھون نے کہنا مان لیا۔ لیکن یہ نیا محصول جو جائداد اور ریاست پر لگایا گیا چند شرایط کے ساتھ تھا۔ لوگ اس وقت تک محصول دینے پر مجبور نہ ہوتے جب تک کہ جائداد کی قیمت پچاس یا سو اشرفیون سے زائد نہ ہوتی۔ اور نہ اُن وارثون کو محصول دینا پڑتا تھا، جو باپ کی طرف سے بہت قریب کے رشتہ دار ہوتے تھے۔ جب ان فطری اور مفلسی کے حقوق کا تحفظ ہو گیا تو لوگون نے دیکھا کہ ایک ایسے وارث کے لئے جو متوفی کا رشتہ دار نہ ہو یا بہت دور کا رشتہ دار ہو اپنی غیر متوقع جائداد مین سے حکومت کو بیسوان حصہ دینا ہر طرح مطابق عقل ہے

یہ محصول قوانین اور عادات کے مطابق تھا

اس قسم کا محصول جسکی مقدار ایک خوشحال ملک مین بہت زیادہ ہوتی ہے رومیون کی حالت کے بالکل موزون تھا۔ رومیون کو پورا اختیار تھا کہ وہ اپنے کسی جذبہ سے متاثر ہو کر یا کسی سے خوش ہو جانے پر اپنی تمام جائداد دوسرون کو دے سکتے تھے اور اُن پر موجودہ زمانے کی سی شرایط وغیرہ کچھ عاید ہو سکتی تھین۔ مختلف قسم کے وجوہات مثلاً کسی کی پاسداری

یا عزیزوں کی محبت وغیرہ جمہور کے سچے فدائیان وطن اور بدکار امرا و رؤسا کے لئے بےکار ثابت ہوتے اور وہ جسے چاہتے تھے وصیت کی رو سے اپنی تمام جائداد کا مالک بنا دیتے تھے اور اگر اپنے بیٹے کو جائداد کا چوتھائی حصہ دیتا بھی تھا تو وہ ہر طرح سے مضبوطی کر لیتا تھا کہ وہ بعد مین قانونی چارہ جوئی نہ کر سکے۔ لیکن اگر کوئی مالدار بڈھا لاولد رہتا تھا تو اسکی طاقت اور اسکے اختیارات، اسکی عمر اور کمزوریون کی نسبت سے بڑھتے جاتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک جماعت رہتی تھی جسکے افراد کو وہ غلطی سے کونسلر یا مکام سمجھتا تھا اور یہ لوگ اس کی خوشنودی مزاج کی باتین کرتے۔ اسکی حرص کو اور بڑھاتے، اسکی بیوقوفیون کی تعریفین کرتے۔ اسکے جذبات کی غلامانہ اطاعت کرتے۔ اور نہایت بے صبری سے اسکی موت کے منتظر رہتے چاپلوسی اور مصاحبت ایک خاص فن قرار پا گیا تھا اور جو لوگ اس مین مہارت رکھتے تھے انکو کبھی کبھی اس سے بہت فائدہ بھی ہو جاتا تھا اور جو لوگ اسے بطور پیشہ کے اختیار کرتے تھے اِن کا ایک خاص نام پڑ گیا تھا تمام شہر دو قسم کے لوگون پر منقسم تھا ایک جماعت ایسی تھی جو دوسرون کے مال پر دانت تیز کیئے رہتی تھی۔ دوسری جماعت وہ تھی جس کے مال پر لوگون کی حرص آمیز نظرین پڑتی تھین۔ ایسی وصیتون کی تعداد بہت تھی جو غیر منصفانہ ہوتی تھین جنکو لوگ اپنی بیوقوفی اور دوسرون کی مکاری کی وجہ سے کرتے تھے لیکن ایسی وصیتین بہت کم ہوتی تھین جن مین کسی کے سچے احسان یا کسی کے عمدہ عادات اطوار کی بنا پر اسے کوئی جائداد یا ریاست وغیرہ ملی ہو۔ سسرو کو جس نے سیکڑون دفعہ اپنے ابنائے وطن کی جانین اور انکی جائدادون کو بچایا تھا، جو ترکہ ملا اسکی مجموعی قیمت ۱۰ لاکھ پونڈ تھی۔ یہی حالت نوجوان پلینی کی تھی جسے اپنی جادو بیانی کی بدولت قریب قریب اتنی ہی مالیت کی جائداد ملی تھی۔ وصیت کنندہ کا مقصد کچھ بھی ہوتا ہو۔ اس سے بحث نہ تھی، جب کوئی جائداد کسی غیر شخص کو وصیت کی رو سے ملتی تھی تو اس مین بلا کسی امتیاز کے حکومت بیسوین حصہ کی مالک قرار دی جاتی تھی۔ اور اس طرح یہ یقینی تھا کہ دو تین نسلون کے گذرنے پر رعایا کی اکثر جائدادون پر حکومت کا قبضہ ہو گیا ہوگا۔

شاہنشاہون کے قواعد

نیرو کے ابتدائی اور زرین زمانہ حکومت مین اس نے ہر دلعزیزی کے خیال سے یا محض سخاوت کے جوش مین یہ خیال کیا کہ رعایا پر سے تجارتی محصول اور محصول وراثت دونون کا بار ہٹا دون۔ مجلس ملکی کے بڑے بڑے عقلمند ممبرون نے اسکی بڑی تعریف کی لیکن اس کو اس سے باز رکھا کیونکہ اگر تاجدار اس پر عمل کرتا تو جمہور کے ذرائع آمدنی مسدود ہو جاتے اور اسکی طاقت گھٹ جاتی اگر اس خواب کی کچھ بھی تعبیر ہوتی اور امکان ہوتا تو ٹراجن اور انٹونینس کے سے شاہزادے نہایت شوق سے ایسے موقع سے فائدہ اٹھاتے اور محصول معاف کرکے ہمیشہ

کے لئے بنی نوع انسان کی شکر گذاری کے مستحق ہوجاتے۔ بہرحال اِن لوگون نے اس بوجھ کو کچھ ہلکا کر دیا لیکن اس محصول کو موقوف کر دینا اُن کے بس مین نہ تھا۔ انکے بنائے ہوئے قوانین مین اعتدال کی جھلک اور اصلیت کا رنگ تھا اور اس وجہ سے یہ معلوم تھا کہ محصول کتنا اور کس حد تک لینا چاہیئے۔ اور اسی وجہ سے ہر مرتبے کے لوگون کی حفاظت ہوتی تھی لوگ فضول اور پرانے طریقے پر جائداد کے وارث ہونے کا دعوی نہ کرتے تھے اور محصول لینے والون سے بھی انکی حفاظت ہوتی تھی۔ یہ بات ذرہ عجیب سی معلوم ہوتی ہے کہ رومیون کے بڑے بڑے عقلمند صوبہ دار بھی پرانے طریقہ پر چلے اور محصول وصول کرتے رہے۔

کیرا کالا کا حکم

کیرا کالا کے خیالات، جذبات اور حالات انیٹونینس کے خیالات جذبات اور حالات سے بالکل مختلف تھے وہ رعایا کی بہبودی کی طرف سے بالکل بے پروا بلکہ اسکے خلاف تھا یعنی وہ نہین چاہتا تھا کہ رعایا خوشحال و سرسبز ہو سکے۔ اسکو صرف ایک فکر تھی اور وہ یہ کہ فوج کو لالچ کی عادت ہوگئی ہے۔ اسکی فرمایشات کو مین پورا کرتا رہون۔ آگسٹس نے جو مختلف محصول مقرر کئے تھے۔ ان مین سب سے زیادہ آمدنی محصول وراثت سے ہوتی تھی۔ اور یہی ایک ایسا محصول تھا جو بالکل عام تھا۔ چونکہ یہ قانون صرف روم اور اٹلی تک محدود نہ تھا اسوجہ سے جیسے رومی شہر کو وسعت ہوتی تھی، اُسی طرح اس محصول کی آمدنی بھی زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ جو لوگ نئے نئے شہری ہوتے انکو وہ سب محصول ادا کرنا پڑتے تھے جنسے وہ محض رومی رعایا ہونے کی حالت مین بری تھے۔ لیکن اس کے عوض انکو وہ حقوق حاصل ہوجاتے تھے جو انکو عام رعایا سے بہت ممتاز بنا دیتے تھے۔ اور یہ ایک بہتر نعم البدل ہوتا تھا۔ شہری ہونے کے بعد انکو حق حاصل ہوتا تھا کہ وہ بقدر ہمت دولت و عزت حاصل کر سکین۔

صوبجات کے رہنے والے سب اس بنا پر شہری قرار دیئے گئے کہ ان سے محصول وصول ہو سکے

لیکن وہ عزت جو انھین شہری ہونے پر نصیب ہوئی کیرا کالا کی فضول خرچیون کی وجہ سے بالکل بیکار ثابت ہوئی کیونکہ تمام صوبجات کے رہنے والون کو زبردستی شہری ہونے کا بیکار خطاب عنایت کیا گیا۔ یہ خطاب عوام کے لئے بالکل بیکار تھا لیکن حکومت کا فائدہ اس مین یہ تھا کہ تمام رعایا پر اب محصول ادا کرنا واجب ہوگیا۔ سویرس کے ظالم بیٹے نے اتنے کثیر محصول پر قناعت نہین کی۔ حالانکہ اس سے پیشتر کے تاجدار اسے بالکل کافی خیال کرتے تھے۔ اس نے محصول وراثت کا یہ قاعدہ بنایا کہ نئے وارث سے بجائے جائداد کے بیسوین حصہ کے دسوان حصہ حکومت کو ملا کرے۔ اُس کے عہد حکومت مین سلطنت کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جسکو اسکے مظالم سے نقصان نہ پہونچا ہو۔ یہ ظالمانہ قانون اسکے بعد پھر توڑ دیا گیا۔

محصول کا عارضی طور پر کم ہوجانا

جب صوبجات کی تمام رعایا، شہری قرار پاگئی تو معلوم ہوا کہ وہ اسُ

خراج کے ادا کرنے سے جو اب تک بحیثیت باجگذار ہونے کے ادا کرتے تھے آزاد ہو گئے۔ کیرا کالا اور اسکے فرضی بیٹے نے حکومت کے اُن اصولون کو تسلیم نہین کیا۔ اور صوبجات مین پرانے اور نئے تمام محصول جاری رکھے الگزنڈر نے جب تخت حکومت پر قدم رکھا تو رعایا کی اس ناقابل برداشت تکلیف کو بڑی حد تک دور کر دیا اور خراج کی رقم کو گھٹا کر اتنا کم کر دیا کہ وہ اُس کی تخت نشینی کے وقت سے ⅓ رہ گئی۔ یہ طے کرنا غیر ممکن ہے کہ اُس نے اس ظلم کو اس حد تک کیون قائم رکھا۔ یہی نازک پودا آگے چل کر برگ و بار لایا اور اسکے جانشینون کے زمانے مین سلطنت روم پر بلائے ناگہانی کی طرح چھا گیا۔ تاریخی واقعات کے ضمن مین ہم اکثر زمینداری کے محصول انفرادی محصول اور غلہ، شراب، تیل اور گوشت کا ذکر کرین گے جو صوبون سے دربار، فوج اور شہر کے استعمال کے لئے لایا جاتا تھا۔

روم کی عام آزادی کے نتائج

جب تک روم اور اٹلی سلطنت کے مرکز تسلیم کئے جاتے تھے، اسوقت تک اصلی شہریون مین رومیت کی روح باقی تھی اور جو لوگ شہری بنائے جاتے تھے وہ بھی بلا ارادہ اس رنگ مین رنگ جاتے تھے۔ فوج کے خاص خاص عہدون پر تعلیم یافتہ لوگ مقرر ہوتے تھے اور یہ لوگ علم و ہنر کے قدردان ہوتے تھے وہ رفتہ رفتہ ترقی کر کے بڑے مرتبون پر پہونچتے تھے ایک حد تک یہ انھی لوگون کے اثر اور انھی کی مثال کا نتیجہ تھا کہ فوج کے دستے شہنشاہی قائم ہونے کی ابتدائی صدیون مین نہایت درجہ ادب و قاعدہ کی پابندی کرتے رہے۔

لیکن جب کیرا کالا نے حکومت کے نظام کے آخری پردے کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، تو صاف معلوم ہونے لگا کہ مختلف پیشون کے علیحدہ کر دینے سے رفتہ رفتہ مختلف مراتب مین از خود فرق ہو جائیگا۔ صوبجات کے اندرونی حصون کے لوگون ہی کو جو زیادہ تربیت یافتہ ہوتے تھے وکالت کرنے کی اجازت تھی اور یہی لوگ عدالتون مین حاکم ہوا کرتے تھے۔ فوج کی ملازمت صرف کسانون اور سرحدی مقامات کے رہنے والے وحشیون کے لئے مخصوص ہو گئی تھی اور انکو سوائے اپنے ڈیرے کے نہ کسی ملک کی اطلاع تھی اور نہ سوائے جنگ کے کسی اور فن سے واقفیت۔ وہ ملکی قوانین سے ناآشنائے محض تھے اور بالکل جاہل تھے کہ فوجی پابندی قوانین کس چیز کا نام ہے۔ اپنے خون آلود ہاتھون، وحشیانہ اطوار اور مضبوط ارادون سے وہ کبھی تو تاج و تخت کی حفاظت بھی کرتے تھے لیکن اکثر ایسا ہوتا تھا کہ وہ سلطنت کا پانسہ پلٹ دیتے تھے۔

باب ہفتم

میکسی میین کی تخت نشینی، اور اس کے مظالم۔ مجلس ملکی کے اشارہ سے افریقہ اور اٹلی مین بغاوت ہونا۔ خانہ جنگیان اور سازشین میکسی مین اور اسکے بیٹے میکسی مس، بالبینس اور تین گورڈینس شہزادون کی موتین۔ فلپ کا سلطنت کو غصب کرنا اور اسکے کھیل تماشے

استبداد دنیا مین جتنی طرح کی بھی حکومتین قائم ہوئین ان سب مین وہ طرز حکومت جو نسلاً بعد نسلاً منتقل ہوتی رہی ہے، بظاہر سب سے زیادہ مضحکہ انگیز معلوم ہوتی ہی کیا اظہار نفرت کے بغیر یہ بیان کرنا ممکن ہو کہ باپ کے بعد اس کا شیر خوار بچہ تمام قوم کی جائداد کا اُسی طرح مالک ہوجاتا ہی جس طرح وہ مویشیون کے کسی گلہ پر قابض ہوتا ہی۔ حالانکہ دنیا کو نہین معلوم ہوتا کہ وہ کس قسم کا آدمی ہوگا اور خود اُسے بھی اپنی طبیعت کا اندازہ نہین ہوتا۔ بڑے سے بڑے کار آزمودہ سوار، اور بڑے سے بڑے مدبرین جو واقعی سلطنت کا حق رکھتے ہین۔ اپنے حق کو لبین ہینت ڈالکر عاجزی اور مسکینی کی شان سے شاہی گہوارہ کے قریب آکر وفاداری کی قسمین کھاتے ہین۔ ممکن ہی کہ ہجو آمیز مضمون بطور خیال آرائیون بین یہ باتین بہترین رنگ مین نظر آئین، لیکن جب ان پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے گا۔ تو ایک ایسی کمزوری جس کی بنا پر حکومت نسلاً بعد نسلاً منتقل ہوتی رہتی ہی۔ اور جسکی بنیاد عوام کے جذبات اور خیالات سے زیادہ مستحکم ہوتی ہی، مفید نظر آئے گی بلکہ ہم خوشی سے اس طرز حکومت کو قبول کرینگے۔ جس مین عوام سے اپنے لئے ایک فرمانروا اور تاجدار انتخاب کرنے کا حق چھین لیا جاتا ہی۔ حالانکہ یہ حق نہایت خوفناک ہوتا ہی اور عوام کا مقصد اس کا حصول ہوتا ہی۔

اسکے فوائد جب ہم اطمینان سے کسی تنہا مقام پر بیٹھے ہون اس وقت نہایت آسانی سے ایسی حکومتون کے خیالی ڈھانچے تیار ہوسکتے ہین، جس مین شاہی کا مستحق ہمیشہ وہ شخص قرار پائیگا جو اس کو سب سے زیادہ اہل ہو اور جسکو عوام اپنی رائے سے انتخاب کرین۔ تجربہ، ان خیالی باتون

شخصی حکومتین کی تردید کرتا ہی اور بتاتا ہے کہ بڑی بڑی جماعتون مین کبھی سب سے زیادہ عقلمند شخص

تاج وتخت کا مالک نہین منتخب ہوتا ہی۔ اور نہ اُسے بڑی تعداد مین عوام کی رائین ہی حاصل ہوتی ہین۔ تمام جماعات مین صرف فوج ہی ایک ایسی جماعت ہوتی ہی۔ جسکے افراد کے جذبات ایک سے ہوتے ہین اور جسکے ہاتھون مین اتنی طاقت بھی ہوتی ہی کہ وہ دوسرون کو اپنے اشارون پر چلا سکتی ہی۔ لیکن چونکہ فوج کے سپاہیون مین ایک قسم کی وحشت ہوتی ہی اور وہ غلامی کے عادی ہوتے ہین اس لئے وہ قوانین اور ملکی نظم ونسق کو قائم رکھنے کے لئے بالکل ناموزون ہوتے ہین۔ چونکہ وہ خود انصاف پسندی، انسانیت اور سیاسی تدبر کی صفات سے معرا ہوتے ہین اس لئے بن اگر ان مین یہ صفات موجود ہوتے ہین، ان کو بھی وہ پسندیدہ نظر سے نہین دیکھتے۔ اگر کسی شخص مین بہادری کا جوہر موجود ہی تو وہ انکی عزت وتوقیر کا مستحق ٹھہرتا ہے اور اگر کسی مین سخاوت کی صفت ہو تو وہ انکی رائین خرید سکتا ہی۔ لیکن مصیبت یہ ہی کہ بہادری کی صفت عام طور اُن لوگون مین پائی جاتی ہی جو خود نہایت درجہ وحشی ہوتے ہین۔ اور سخاوت کرنے والے قوم کو نقصان پہنچا کر سخاوت کر سکتے ہین۔ اور ان ہر دو ذرایع کو اختیار کرتے ممکن ہی کہ بعض طماع اور باہمت لوگ تاجدار وقت کا مقابلہ کر بیٹھین۔

چونکہ رومیون کے یہان اس بات کا لحاظ نہ تھا اسلئے بہت نقصانات ہوئے

جب ایک دفعہ کسی تاجدار کا بیٹا تخت حکومت کا مستحق قرار دے دیا جاتا ہی اور اوسے حکومت کرتے عرصہ ہو گیا ہے تو یہ ایک ایسی عزت بزرگی ہوتی ہے جو نہایت مستحکم ہوتی ہی اور جسکے خلاف سر اُٹھانے کی کسی کو ذرا مشکل سے جرأت ہوتی ہی ایک شخص کا سلمہ حق، باغیون کی تمام امیدون پر پانی پھیر دیتا ہی۔ اور تحفظ کا خیال تاجدار کو مظالم کرنے سے باز رکھتا ہی۔ اس خیال کی بنا پر یورپ کی شخصی حکومتون مین بغیر کسی جھگڑے فساد کے یکے بعد دیگرے۔ بادشاہ تخت سلطنت پر قابض ہوتے ہین اور انتظام ملک مین کسی طرح کا خلل نہین واقع ہوتا۔ لیکن اس خرابی کی بدولت خانہ جنگیان ہوتی ہین اور انہی خانہ جنگیون کے اختتام پر ایشیائی ممالک مین خود مختار تاجدار ہوری تخت پر قابض ہو جاتے ہین۔ لیکن مشرق مین بھی جھگڑے فساد کے وجوہات بہت محدود ہوتے ہین۔ یعنی اکثر یہ ہوتا ہی کہ صرف خاندان شاہی کے شاہزادون ہی مین تلوار چلتی ہی۔ اور جب ایک خوش قسمت امیدوار دوسرون کو تلوار کے گھاٹ اتار دیتا ہی تو اسے اپنی تحت رعایا سے پرخاش کا کوئی سبب نہین باقی رہتا۔ لیکن روم کی عظیم الشان سلطنت کی حالت، مجلس ملکی کے اختیارات ختم ہونے پر یہ تھی کہ کسی بات کا انتظام ٹھیک نہ تھا اور ہر جگہ بدنظمی کا دور دورہ تھا۔ عرصہ ہو چکا تھا کہ صوبجات کے رئیسون اور تاجدارون کے خاندان، جمہوری حکومت کے آگے سر تسلیم خم

کر چکے تھے اور روم سے پرانے خاندان سیورس کے مظالم کا شکار ہوگئے تھے۔ جمہور کی قیدوں اور سختیوں سے شاہزادوں پر سختیوں کی زیادتی ہوتی جاتی تھی، پھر اُنکو اپنی خوشحالی کی طرف سے بالکل نا اُمیدی ہوتی جاتی تھی۔ ان حالات میں ناممکن تھا کہ حق وراثت کا خیال بھی انکے ذہن میں آسکتا۔ وراثت کی بنا پر کوئی شخص تخت کا حقدار نہ ہوسکتا تھا، اس لئے وہ سب لوگ جن میں اہلیت ہوتی تھی۔ اُسے اپنا حق سمجھتے تھے۔ طامع لوگوں کی خواہشات مفید قوانین کے تحت سے آزاد ہوگئی تھیں۔ ذلیل سے ذلیل شخص بھی یہ امید کرسکتا تھا کہ میں اپنی بہادری اور خوش قسمتی سے فوج میں عہدہ حاصل کرکے، اور ایک جرم کا مرتکب ہوکر، اپنے آقا اور تمام دنیا کے تاجدار کے کمزور ہاتھوں سے عصائے شاہی لے سکتا ہوں۔ الگزنڈر سیورس کے قتل اور میکسی مین کی تخت نشینی کے بعد کسی شاہنشاہ کو اطمینان نصیب نہیں ہوا کیونکہ سرحدی مقامات کا ہر کسان وحشی تخت شاہی پر جو در اصل ایک نہایت خوفناک مقام تھا۔ بیٹھنے کی بجا طور پر امید کرسکتا تھا۔

میکسی مین کی پیدائش اور قسمت کے کھیل

اس واقعہ کے تینتیس برس قبل شاہنشاہ سیورس نے مشرق کی ایک مہم سے واپسی کے وقت تھریس میں قیام کیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ یہاں ٹھہر کر فوجی کھیل تماشوں کے ساتھ اپنے چھوٹے بیٹے گیٹا کی سالگرہ کا جشن منائے۔ ان کا آس پاس کے لوگ اپنے تاجدار کو دیکھنے کی غرض سے اُمنڈ آئے اور ایک دیوہیکل وحشی نے اپنی زبان میں اس بات کی درخواست کی کہ مجھے بھی کشتی لڑنے کی اجازت ملنا چاہئے۔ اس خیال سے کہ رومی سپاہیوں کو تھریس کا ایک دہقان نیچا نہ دکھا دے، اُس کے مقابلہ کے لئے نہایت طاقتور لوگ منتخب کئے گئے، لیکن اُس وحشی دہقان نے سولہ سپاہیوں کو زیر کیا۔ اس فتح کا اُسے کچھ تھوڑا سا انعام دیا گیا اور اجازت ملی کہ وہ رومی فوج میں داخل ہوسکتا ہے۔ دوسرے دن خوش قسمت دہقان کے ساتھ بہ نسبت دیگر امیدواروں کے کچھ زیادہ رعایتیں کی گئیں۔ اور وہ اپنی ملک کی رسم کے مطابق ناچنے کودنے لگا۔ جب اُس نے دیکھا کہ بادشاہ میری طرف متوجہ ہے تو وہ دوڑ کر اسکے گھوڑے کے قریب آیا اور نہایت آسانی سے گھوڑے کے ہمراہ چلنے لگا۔ دہقان پیدل چل رہا تھا اور شاہنشاہ گھوڑے پر لیکن دہقان مطلق نہ تھکا اور برابر گھوڑے کے برابر تیزی سے چلتا رہا۔ سیورس نے اُس سے سوال کیا کہ کیا "تو میرے ہمراہ دوڑنے کے بعد بھی کشتی لڑسکتا ہے؟" اُسنے جواب دیا کہ میں بالکل تیار ہوں۔ نوجوان دہقان پر تھکاوٹ کا کوئی اثر نہ تھا اور اس نے بات کی بات میں سات نہایت طاقتور سپاہیوں کو چت کردیا۔ اُسکی بہادری اور تیزی کے صلہ میں اُسے سونے کا ایک قیمتی زیور دیا گیا اور اسی وقت حکم ملا کہ وہ اُن سواروں کے دستہ میں شامل ہوجائے جو ہمیشہ شاہنشاہ کی ہمرکاب رہتے ہیں۔

فوجی خدمات اور بلند مرتبوں پر فائض ہونا

میکسی مین گو سلطنت کی سرحد پر پیدا ہوا تھا لیکن در اصل وہ وحشیوں کی ایک مخلوط نسل سے تھا۔ اُس کا باپ قوم گاتھ سے تھا اور ماں الانی قوم سے تھی

وہ ہر موقع پر اُسی بہادری کا اظہار کرتا تھا۔ جو اسکی طاقت کے شایان شان تھی۔ جیسے جیسے اُس کی معلومات مین اضافہ ہوتا گیا، ویسے ویسے اُس کی وحشت کم ہوتی گئی سوریس اور اسکے بیٹے کے عہد حکومت مین دونون تاجدارون کی عنایت سے وہ صوبہ داری کے عہدہ پر مقرر ہوا۔ سوریس فطری طور پر باکمال لوگون کی قدردانی کرتا تھا اور اُسکی دور مین اُنکا ہمیشہ باکمال لوگون کا انتخاب کرلیتی تھی۔ میکسی مین کیراکلا کے قاتل کی ملازمت کرنا کفران نعمت خیال کرتا تھا۔ اسکو اپنی عزت کا خود خیال تھا اور اسی لیئے اُس نے الاگابالس کی ملازمت کرکے ذلت برداشت کرنا گوارا نہ کیا۔ لیکن جب الگزینڈر سریر آرائے تخت سلطنت ہوا تو میکسی مین پھر دربار مین آیا اور تاجدار نے اُس کا تقرر ایک ایسی جگہہ کیا جہان اُسکی خدمات مفید ثابت ہوئین اور جو جگہ درحقیقت اسکے لائق تھی وہ فوج کے چوتھے دستے کا افسر مقرر ہوا اور بہت جلد اُس نے اس دستہ کی حالت ایسی درست کر دی کہ وہ تمام فوج مین بہترین شمار کیا جانے لگا۔ سپاہی عام طور پر اُس سے بہت خوش تھے۔ اور اسکو اجاکس اور ہرکیولز کے نام سے یاد کرتے تھے۔ اُسکا عہدہ برابر بڑھتا جاتا تھا یہان تک کہ اسے انتہائی اور سب سے بڑا عہدہ عنایت کیا گیا۔ اور اگر اُس مین وحشت کے آثار باقی نہ ہوتے تو شاہنشاہ اپنی سگی بہن کی شادی میکسی مین کے بیٹے کے ساتھہ کر دیتا۔

میکسی مین کی سازش

بجائے اس کے کہ میکسی مین اس بلند رتبے پر پہونچ کر جادہ وفا سے نہ ہٹتا اُس کے دل مین حرص و طمع جاگزین ہوئی۔ وہ سمجھنے لگا کہ میرا موجودہ عروج و اقبال میرے کمال کے برابر نہین ہے اور یہ حالت اس وقت تک رہیگی جب تک کسی شخص کے آگے بھی مجھے سر تسلیم خم کرنا پڑے گا۔ اُس مین اصلی عقل و دانش کا کہین پتہ نہ تھا۔ لیکن خودغرضی اور مکاری کی صفتین موجود تھین۔ اُس کو یہ خیال پیدا ہوا کہ تاجدار کو فوج اور سپاہیون سے اب کوئی دلچسپی نہین رہی ہے اور وہ اس خیال کی اشاعت کرکے سپاہ کو بددل کرنے لگا۔ تاکہ اس بددلی سے خود فائدہ اٹھائے۔ مفسدین اور تہمت لگانے والون کے لئے یہ بہت آسان ہے کہ وہ بہترین تاجدار کے نظام حکومت کو بدنام کردین۔ اور تاجدار کی عمدہ صفات کو نظرانداز کرکے اُس کو اُن بُری باتون کا ملزم قرار دین جو تاجدار سے زیادہ خود بدنام کرنیوالون مین موجود ہوتی ہین۔ سپاہی اُسکے سفر کی باتین خوشی سے سنتے تھے لہذا اتنے عرصہ تک خاموش رہنے پر اُنکو شرم آتی تھی کہ ہم لوگ تیرہ برس تک کیون اُن تمام قواعد کی سختیون کی پابندی کرتے رہے جو ایک زنانہ شاہی تاجدار نے عاید کی تھین اور کیون ہم تاجدار کی ماں اور مجلس ملکی کی غلامانہ اطاعت کرتے رہے سپاہ علانیہ اس بات کا اعلان کرنے لگی کہ ملکی طاقت کے اس خیالی ڈھانچہ کی کوئی ضرورت نہین ہے اور اب ہم اس کی جگہ ایک ایسے شاہزادے اور سپہ سالار کا انتخاب کرین گے جو سچا سپاہی ہوگا۔ [illegible]

تعلیم ملی ہوگی اور جو جنگ کا پورا تجربہ رکھتا ہوگا۔ جو فتح کا نقارہ بجائے گا اور اپنے ساتھیون پر ملکی خزانہ کو فراخدلی سے تقسیم کرے گا۔ اس موقع پر دریائے رہائین کے کنارے خود شاہنشاہ کے زیر حکم ایک فوج ٹھہری ہوئی تھی۔ کیونکہ جنگ فارس کے بعد ہی جرمنی کے وحشیون نے سر اُٹھایا اور شہنشاہ کے لئے ان کا مقابلہ کرنا ضروری تھا۔ سپاہ کو تعلیم دینے اور اُن کا معاینہ کرنے کا کام میکسی مین کے سپرد ہوا۔ ایک دن جب میکسی مین میدان مین داخل ہوا تو سپاہیون نے فوری جذبات سے متاثر ہوکر یا سازش کی بنا پر اسکو شہنشاہ تسلیم کر کے سلام کیا۔ اول اول تو اُس نے انکار کیا لیکن سپاہیون کے شور و شغب مین اسکی آواز دب گئی۔ اور اب وہ اس بغاوت کی آگ کو پوری طور پر بھڑکانے کی کوشش کرنے لگا کہ الگزنڈر سویرس کو قتل کر کے خود تخت سلطنت پر قابض ہو جاؤن۔

الگزنڈر سویرس کا قتل

الگزنڈر سویرس کی موت کے حالات کو مورخین نے مختلف پیرایون مین لکھا جو لوگ اس کے مدعی ہین کہ اسکو میکسی مین کی احسان فراموشی اور خود غرضی کا علم نہ ہونے پایا تھا یہ کہتے ہین کہ الگزنڈر نے فوج کے سامنے تھوڑا سا کھانا کھایا اور سونے چلا گیا۔ سہ پہر کے قریب محافظ سپاہیون کا ایک گروہ شاہی خیمہ مین داخل ہوا۔ اور وہان اُس نیک شہزادہ کو جسے سپاہیون پر پورا اعتماد تھا، زخمی کر کے قتل کر ڈالا۔ لیکن اگر ہم دوسرے گروہ کے بیان کو جو زیادہ قرین قیاس ہے صحیح تسلیم کرین تو یہ ماننا پڑیگا کہ میکسی مین کو ارغوانی رنگ کا شاہی نشان ان سپاہیون نے چھاؤنی سے کئی میل کے فاصلہ پر دیا تھا جو فوج سے الگ تھے وہ خوب جانتا تھا کہ بجائے فوج کے اعلانات کے انکے دلی ارادون پر میری کامیابی کا انحصار ہے۔ الگزنڈر کو اپنی فوج کے وفاداری کے جذبات کو بیدار کرنے کا کافی موقعہ ملا۔ اور بعض سپاہیون نے کسی نہ کسی طرح وفاداری کا اقرار بھی کیا۔ لیکن میکسی من نے آتے ہی اعلان کر دیا کہ مین فوج کے نظام و ترتیب کا محافظ ہون اور اسکے حقوق کی نگہبانی کرتا ہون اس اعلان کے ہوتے ہی تمام سپاہی برگشتہ ہو گئے اور میکسی من کی تعریفین کرنے لگے اور آخرکار انھون نے بغیر کسی اختلاف رائے کے اُسے رومیون کا تاجدار تسلیم کر لیا۔ میا کے بیٹے کا سب نے ساتھ چھوڑ کر اُس کا پردہ فاش کر دیا اور وہ اپنے خیمہ مین واپس آیا۔ وہ اس بات کی کوشش کرنے لگا کہ کم از کم عوام کی ذلت سے بچنے کے لئے مین اس بات کو پوشیدہ رکھون جو پیش آنے والی ہو اُس کے خیمہ مین داخل ہونے کے بعد ہی ایک حاکم فوجداری مع چند صوبہ دارون کے موت کا فرشتہ بن کر خیمہ مین داخل ہوا۔ لیکن بجائے اُس کے کہ الگزنڈر مردانہ وار جان دیتا، اُس نے اِن لوگون کی خوشامد کرنا شروع کی اور اس طرح مرتے وقت اُس نے خود اپنی ذلت کی لوگون کو اُس کی بے گناہی اور بدقسمتی پر یقینی افسوس ہوتا۔ لیکن

اُس کی بزدلی سے سب متنفر ہو گئے اُس نے اپنی ماں ہینیا کو اسکی حرص وطمع کی بناء پر ملزم قرار دیا اور ان بیٹے دونوں کو سپاہیوں نے قتل کر ڈالا۔ اُس کے وفادار دوستوں کو بھی سپاہیوں نے قتل کیا۔ اور جو لوگ الگزنڈر کے بھی خواہ تھے وہ غاصب کے انتقام کا مزہ چکھنے کے لئے زندہ رہے ان لوگوں میں سے جن کو بہت معمولی سزائیں دی گئیں وہ بھی اپنی ملازمتوں سے برطرف کر دیئے گئے اور ذلت کے ساتھ دربار اور فوج سے نکالدیئے گئے۔

میکسی من کے مظالم

پرانے تاجدار دن کیلیگولا، نیرو، کموڈس، اور کیرا کالا جنھوں نے ظلم وجبر کو اپنا شیوہ بنا رکھا تھا سب کے سب عیش پرست ناتجربہ کار نوجوان تھے۔ ان سب نے سلطنت کے گہوارہ میں پرورش پائی تھی اور حکومت کے غرور، روم کی بدکاریوں اور مصاحبین کی چاپلوسیوں کی بدولت، انکے اخلاق خراب ہو گئے تھے۔ میکسی من کے مظالم کا سبب دوسرا تھا یعنی اُسے ڈر تھا کہ کہیں لوگ مجھسے متنفر نہ ہو جائیں۔ اسکی حکومت کی بنیاد سپاہیوں کی وفاداری پر تھی جو اُسے محض اس وجہ سے پسند کرتے تھے کہ دونوں کے عادات واطوار ایک ہی سے تھے پھر بھی اسکو اس بات کا احساس تھا کہ میں شریف النسل نہیں ہوں۔ نہ میری ظاہری شکل وصورت ہی اچھی ہے۔ علاوہ اس کے میں ملکی زندگی کے نشیب وفراز کو مطلق نہیں سمجھتا۔ حالانکہ یہ سب خوبیاں الگزنڈر میں موجود تھیں۔ اسکو یاد تھا کہ مفلسی کے زمانے میں مجھے اکثر مغرور روسائے روم کے دروازوں پر منتظر رہنا پڑتا تھا اور انکے غلام مجھے اندر جانے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ اسکو اس محدود جماعت کی مہربانی بھی یاد تھی جس نے اسکے افلاس کو دور کیا تھا، اور اسکی توقعات میں اسکے معین ہوئے تھے۔ لیکن وہ لوگ جنھوں نے میکسی من کی مدد کی تھی اور وہ جنھوں نے اس سے نفرت کا اظہار کیا تھا، دونوں برابر کے ملزم تھے۔ کیونکہ یہ دونوں گروہ اُسکی ابتدا سے واقف تھے۔ محض اس بناء پر بہت لوگ قتل کئے گئے۔ اور میکسی من نے اپنے محسنوں کو قتل کر کے تاریخ کے غیر فانی صفحات پر اپنی محسن کشی اور کمینہ پن کا حال خون کے حروف میں لکھدیا، جو کبھی مٹائے نہیں مٹ سکتا۔

رعایا میں سے جو لوگ باعتبار حسب ونسب کے یا باعتبار کمالات ذاتی کے کوئی ممتاز حیثیت رکھتے تھے انکو میکسی من ہمیشہ شک وشبہ کی نظر سے دیکھتا تھا اور اسکی وجہ یہ تھی کہ خود اس کا دل بے ایمان تھا۔ جب کبھی اُسے سازش کا خطرہ معلوم ہوتا، اُسکے مظالم کی کوئی حد وانتہا نہ رہتی۔ ایک دفعہ اسکی جان لینے کے لئے لوگوں نے سازش کی یا کم از کم اس کا شک ہوا کہ کچھ لوگ اسکی جان لینا چاہتے تھے اس سازش کا بانی میگنس جو حاکم اعلیٰ بھی تھا اور مجلس ملکی کا ممبر بھی تھا، قرار دیا گیا۔ میگنس پر نہ مقدمہ

چلا گیا۔ بگرا طلب کئے گئے اور نہ اُسے اتنا موقع دیا گیا کہ وہ اپنی بے گناہی کے متعلق کچھ کہہ سکتا بلکہ فوراً ہی وہ مع چار ہزار آدمیون کے جن کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ وہ اسکے شریک ہین، قتل کر دیا گیا۔ اُسکی بلکہ تمام سلطنت مین جاسوس اور مخبر پھیلے ہوئے تھے جاسوسون کی اطلاع پر بڑے بڑے امرا جو صوبجات پر حکومت اور فوجون کی سپہ سالاری کر چکے تھے، جنکو حاکم اعلیٰ کے اختیارات حاصل تھے اور جنکو خدمات کے صلے مین انعامات مل چکے تھے، پابہ زنجیر معمولی قیدیون کی گاڑیون مین بند کر کے شہنشاہ کے حضور مین پیش کئے جاتے تھے۔ اگر وہ ان کی جائداد اور مال و اسباب ضبط کر لیتا، یا انکو شہر بدر کر دیتا تھا یا انکو معمولی طور پر قتل کرا دیتا تو لوگ سمجھتے کہ شہنشاہ نے بہت رحم و کرم سے کام لیا ہے۔ بعض بد قسمت مظلومون کو اُسنے جانورون کی کھالون مین سلوا دیا۔ بعض کو درندون کے سامنے چھوڑ دیا اور بعض کے متعلق یہ حکم دیا کہ اُن پر اتنی لاٹھیان برسائی جائین کہ اُن سے وہ جانبر نہ ہو سکین۔ اپنے تین برس کے زمانہ حکومت مین وہ نہ کبھی روم گیا نہ اٹلی وہ کبھی کبھی دریائے رہائین کے ساحل سے ہٹ کر دریائے ڈینیوب کے ساحل پر خیمہ زن ہوتا تھا۔ وہ اپنے متعلقین کے ساتھ نہایت سختی سے برتاؤ کرتا تھا۔ نہ وہ کسی اصول کا پابند تھا نہ کسی قانون کا بلکہ تلوار کے بل پر حکومت کرتا تھا۔ کسی مصنف کسی باکمال اور کسی ماہر سیاست کو اسکے پاس آنے کی اجازت نہ تھی۔ اس رومی تاجدار کے دربار کی حالت پھر وہی ہو گئی۔ جو کسی زمانہ مین غلامون کے سردارون اور پہلوانون کی تھی، جنکی وحشت آمیز طاقت کے نشانات برسون باقی رہے اور خوف اور نفرت کے جذبات برانگیختہ کرتے رہے۔

صوبجات مین اس کے مظالم

جب تک میکسی مین کے مظالم کا دایرہ مجلس ملکی کے ممبرون اور فوج کے اُن بہادرون تک محدود رہا جو قسمت کے بندے ہو رہتے ہین، اس وقت تک عوام بالکل بے پروا رہے بلکہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ عوام، شہنشاہ کے مظالم دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ لیکن سپاہ کی لالچ و حرص کی بنا پر اب تاجدار نے حکومت کے محاصل پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا۔ ہر شہر کے محاصل جدا جدا تھے اس رقم سے عوام کے لئے غلہ خریدا جاتا تھا۔ اور اسی مد سے کھیل تماشون اور دعوتون پر روپیہ خرچ کیا جاتا تھا۔ ایک حکم کی رو سے تمام محاصل ضبط کر لئے گئے تاکہ وہ شاہی خزانہ مین استعمال کئے جا سکین معابد مین سے سونے چاندی کے تمام چڑھاوے لے لئے گئے اور دیوتاؤن، شہنشاہون اور سورماؤن کے بت گلا دیئے گئے تاکہ انسے سکے بنائے جائین۔ لیکن ان احکام کا نفاذ بغیر فتنہ و فساد و قتل و غارت کے نہ ہو سکتا تھا۔ لوگ اپنے شہرون کو امن کی حالت مین زمانہ جنگ کے سے فتنہ و فساد کا مرکز دیکھنے کے بجائے جان دے دینا زیادہ بہتر خیال کرتے تھے۔ خود ان سپاہیون کو بھی جنھین مالی فائدہ پہونچتا تھا یہ رقم لیتے ہوئے شرم آتی تھی۔ اور گو مظالم کرتے کرتے انکے دل سخت ہو گئے تھے پھر بھی اپنے دوستون اور عزیزون

کے ظلم سہنے کی طاقت انہین نہ تھی۔ رومی دنیا کے ہر حصے مین لوگون مین نفرت کے جذبات پیدا ہو گئے اور وہ علانیہ اس کا اظہار کرنے لگے اور بنی نوع انسان کے دشمن یعنی تاجدار وقت سے انتقام لینے کی صدائین بلند ہونے لگین۔ آخر کار غضبیہ مظالم کی بناء پر ایک صلح پسند صوبے کے غیر مسلح لوگون نے مجبوراً علم بغاوت بلند کر دیا۔

افریقیہ کی بغاوت

ایسے تاجدار کے لئے جو جرمانہ اور ضبط کی ہوئی رقوم کو اپنے محاصل کا ایک عمدہ ذریعہ سمجھتا تھا، افریقیہ کا حاکم بالکل موزون تھا۔ افریقیہ کے بعض دولت مند نوجوانون کے خلاف ایک غیر منصفانہ حکم صادر ہوا جسکے نفاذ ہونے پر ان لوگون کی جائداد کا بڑا حصہ ان کے ہاتھ سے نکل جاتا۔ حالت ناامیدی مین ان سب نے ایک مستقل ارادہ کیا کہ یا تو ہم اس مصیبت سے بچ ہی جائینگے اور یا پورے برباد ہو جائینگے۔ ظالم خزانچی سے بمشکل تمام تین دن کی مہلت حاصل کی گئی۔ اور ان لوگون نے اس عرصہ مین اپنے اپنے علاقہ پر سے غلامون اور کسانون کو بلایا یہ لوگ بلا چون و چرا سکھے ہوئے اپنے اپنے آقاؤن کا حکم ماننے کے عادی تھے انکے پاس دیہاتی ہتھیار مثل لکڑیون اور کلہاڑیون کے تھے۔ بغاوت کے سرغنہ اپنے کپڑون مین خنجر چھپائے ہوئے تھے اور جب وہ صوبہ دار کے حضور مین باریاب ہوئے تو انہون نے یکبارگی اسکا کام تمام کر دیا۔ اور اپنے جنگجو ساتھیون کی مدد سے شہر تھسڈرس پر قبضہ کر کے رومی سلطنت کے تاجدار کے خلاف بھی علم بغاوت بلند کر دیا، انکو اپنی کامیابی کی امید اس نفرت پر تھی جو لوگون کو میکسیمین سے تھی۔ اسکے مقابل انہون نے نہایت دانشمندی سے ایک ایسے شخص کو تخت پر بٹھانا چاہا جس سے اسکی عمدہ عادات کی وجہ سے عوام بہت محبت کرتے تھے اور جسکی ہر شخص عزت کرتا تھا۔ اس شخص کے تخت سلطنت پر بٹھانے سے یہ بھی ایک فائدہ مدنظر تھا کہ اس طرح بغاوت ایک مستقل اور قابل وقعت شکل اختیار کرلیگی گورڈینس نے جو مدار المہام کی حیثیت سے کام کر رہا تھا اور جسے باغیون نے تاجدار انتخاب کیا تھا، اس عہدہ کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور روتے ہوئے انسے درخواست کی کہ مجھے اس خوفناک عزت و مرتبہ سے علیحدہ رکھو اور اپنی عمر کو امن اور بے گناہی سے گزارنے دو۔ مین اس ضعیف العمری مین اپنے ہاتھ لوگون کے خون سے رنگنا نہین چاہتا۔ لیکن جب باغیون نے اسکو دھمکانا شروع کیا تو اس نے مجبوراً شاہی لباس زیب تن کرنا منظور کیا۔ اور یہی ایک ذریعہ تھا جس سے وہ میکسیمین کے مظالم سے جنکی بنا حسد پر ہوتی تھی، محفوظ رہ سکتا تھا۔ کیونکہ خونخوار تاجدارون کا قول تھا کہ وہ لوگ جو تخت سلطنت کے اہل سمجھے گئے مستحق قتل ہین اور جنہون نے اس کی کوشش کی وہ تو پیشتر ہی باغی ہو گئے

گورڈینس کی عادات اور انکا عروج

اور مجلس ملکی کے ممبرون مین، گورڈیانس کا خاندان سب سے ممتاز تھا۔ باپ کی طرف سے اس کا سلسلہ نسب گراکچائی تک اور ماں کی طرف سے شاہنشاہ ٹراجن تک پہونچتا تھا۔ ایک بہت بڑی جائداد اُس کے قبضہ مین تھی اور اُس کی آمدنی سے وہ اپنی حیثیت کے مطابق شان و شوکت سے زندگی بسر کر سکتا تھا۔ اس کا مذاق ستھرا اور دل فیاض تھا، روم کا وہ محل جو کسی زمانہ مین پامپی اعظم کا دارالاقامہ رہ چکا تھا اب کئی پشتون سے گورڈینس خاندان کے قبضہ مین چلا آتا تھا۔ وہ فتح کے نشانات جو گذشتہ بحری لڑائیون مین حاصل ہوئے تھے، اسی خاندان کے قبضہ مین تھے اور ان پر فن مصوری کے اعتبار سے بہت عمدہ نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ پرینسٹی جانے والی سڑک پر اس کا جو دیہات کا مکان تھا وہ اپنے خوبصورت اور وسیع غسلخانون مین نہایت شاندار کمرون جن کی لمبائی سو سو فیٹ تھی، اور اس قابل دید ایوان کے لئے مشہور تھا جس مین دو سو ستون تھے اور ہر ستون مین نہایت عجیب و غریب قیمتی چار چار رنگ کے سنگ مرمر لگے ہوئے تھے۔ لوگ عام طور پر اس کے اخراجات سے تماشے دیکھتے تھے۔ اور ان تماشون مین سیکڑون درندے اور اُن سے لڑنے والے پہلوان ہوتے تھے۔ اُس کے پاس اتنی دولت تھی کہ رعایا مین سے تو کسی پاس مشکل ہی سے ہوگی۔ دوسرے مجسٹریٹ تو روم مین دو ایک دفعہ دعوت کرنے پر ہی اکتفا کرتے تھے لیکن گورڈین ایڈل کے زمانہ مین ہر مہینہ دعوت کرتا اور حاکم اعلیٰ ہونے کے زمانے مین اٹلی کے دیگر شہرون مین بھی اس کا فیض جاری ہوتا تھا۔ اسکو دو مرتبہ حاکم اعلیٰ کے اختیارات ملے۔ یعنی ایک مرتبہ کیرا کالا کے زمانے مین اور دوسری دفعہ الگزنڈر کے زمانے مین اُس مین ایک خاص ملکہ اس بات کا تھا کہ وہ تاجدارون کے حسد کے جذبات کو بھڑکائے بغیر، انسے مراتب وغیرہ حاصل کر لیتا تھا۔ اُس نے اپنی زندگی نہایت پاکیزگی سے ادب کے مطالعہ اور روم کے صلح کل مناصب حاصل کرنے مین صرف کی تھی۔ اور اس وقت تک جبتک کہ اُسے مجلس ملکی کے اختیار اور الگزنڈر کی پسندیدگی سے افریقہ کے حاکم اعلیٰ کے اختیارات نہین دیئے گئے وہ نہایت دانشمندی سے فوجی مناصب اور صوبجات کی حکومت سے انکار کرتا رہا۔ جب تک یہ تاجدار زندہ رہا، افریقہ مین اسکے دانشمند نمائندہ کی وجہ سے خوشحالی کا دور دورہ رہا۔ جب وحشی میکسی مین نے تخت سلطنت پر قبضہ کیا، تو گورڈینس اُن مصیبتون سے رعایا کو حتی الامکان بچاتا رہا جنسے وہ کسی طرح رعایا کو بالکل محفوظ نہ رکھ سکتا تھا۔ جب اُس نے لباس شاہی قبول کیا تو اسکی عمر اسی سے کچھ اوپر تھی۔ اسکی ذات انیٹونینس کے عہد حکومت کی ایک عمدہ اور آخری یادگار تھی۔ گورڈینس نے خود اس تاجدار کے صفات اختیار کیئے اور ایک نظم مین جو تیس حصون پر مشتمل تھی، اسکی

خوبیان بیان کین قابل احترام گورڈمینس کے ساتھ ساتھ اس کا بیٹا بھی جو باپ کے ہمراہ افریقہ ہی مین تھا شاہنشاہ قرار دیا گیا۔ اُس کے عادات واطوار اتنے پاکیزہ نہ تھے جتنے گورڈمینس کے، مگر ہردلعزیزی مین وہ اپنے باپ سے کسی طرح کم نہ تھا۔ اسکے حرم مین یقینی طور پر بائیس عورتین اور اُسکے کتب خانہ مین ساٹھ ہزار کتابین تھین اس سے معلوم ہوتا ہو کہ اس کا مذاق کیسا تھا۔ اس نے جو کچھ اپنے بعد چھوڑا اُس سے پتہ چلتا ہو کہ یہ دونون چیزین نمایش کے لئے نہین بلکہ ضرورت کے لئے تھین۔ رومی لوگ اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ ہم کو گورڈمینس کے بیٹے مین وہی صفات دکھائی دیتی ہین۔ جو سیپیو افریکانس مین تھین۔ لوگون کو یہ بات یاد تھی اور اس پر وہ خوش بھی تھے کہ اسکی ماں اینٹونیس پَیس کی پوتی تھی۔ تمام رعایا کی اُمیدون کا ان عمدہ صفات پر انحصار تھا۔ جو پوشیدہ طور سے ہمیں موجود تھین حالانکہ بظاہر وہ اب تک وہ نہایت عیش وآرام سے زندگی بسر کرتا رہا تھا۔

اپنے اختیارات کو مستحکم کرنے کی استدعا

جب گورڈین خاندان والون نے ہردلعزیزی کی بنا پر اپنے تاجدارہ کا انتخاب کرنے والون کا جوش کم کر دیا تو انھون نے اپنا دربار کارتیج کو منتقل کر لیا افریقہ کے لوگ بتہ دل سے انکی آمد پر خوشیان مناتے تھے اور انکی خوبیون کی عزت کرتے تھے۔ ان لوگون نے ہیڈرین کے سفر کے بعد کسی رومی شاہنشاہ کی شان وشوکت کا موقع نہین دیکھا تھا۔ لیکن اس ہردلعزیزی سے نہ تو گورڈین تاجدارون کی سلطنت کو استحکام حاصل ہوا۔ اور نہ استقلال۔ صول ور اپنی ضرورت کی بنا پر ان تاجدارون کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ہمین مجلس ملکی کی پسندیدگی حاصل کرنا چاہئے۔ اس بنا پر صوبہ کے رؤسا کا ایک گروہ نیابت کرنے کی غرض سے روم روانہ کیا گیا۔ تاکہ وہان جاکر وہ لوگ تمام حالات بیان کرین اور لوگون کو سمجھائین کہ ہمارے ہم وطنون نے جو کیا ہو ٹھیک کیا ہو اور ہم لوگ ایک عرصہ تک صبر کے ساتھ مظالم برداشت کرتے کرتے مجبوراً اپنی حفاظت کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے ہین شاہزادون نے جو خطوط روم کو لکھے انکا لہجہ نرم تھا اور اُنھون نے نہایت عزت سے اُن لوگون کو خطاب کیا تھا۔ ساتھ ساتھ اُس ضرورت کا بھی ذکر تھا جس کی بنا پر اُنھون نے شاہنشاہی کا خطاب اختیار کر لیا تھا۔ اُنھون نے یہ بھی تحریر کیا کہ ہم اپنے انتخاب اور اپنی قسمت کا فیصلہ مجلس ملکی کی رائے پر چھوڑ دیتے ہین۔

مجلس ملکی بھی گورڈمینس کے منتخب ہونے کو پسند کرتی ہے

مجلس ملکی کے ممبران کو نہ کسی قسم کا شبہ تھا اور نہ ان کی رایون مین اختلاف تھا۔ گورڈین شہزادے اچھے خاندان سے تھے اور ادن شادیون کی وجہ سے جو انھون نے کین وہ روم کے بڑے بڑے خاندانون

کے قریبی عزیز دار بن گئے تھے کئی ممبر اُنکی دولت کی بدولت مجلس ملکی کے رکن بنے ہوئے تھے اور انکی ذاتی قابلیتون کی وجہ سے بہت لوگ اُنکی دوستی کا دم بھرتے تھے۔ حکومت مین اُنکی روش معتدل تھی اور اس سے اُمید ہوتی تھی کہ نہ صرف ملکی بلکہ جمہوری حکومت قائم ہو جائے گی۔ فوجی مظالم کے خوف سے مجلس ملکی نے الگزنڈر کے قتل پر چشم پوشی کر کے ایک وحشی دیہاتی کے انتخاب کو منظور کر لیا تھا۔ اب انھین موقع ملا اور اُنھون نے جوش و خروش سے آزادی اور انسانیت کے حقوق کا اعلان شروع کیا۔ میکسی مین علانیہ طور سے مجلس ملکی کے ساتھ نفرت کا برتاؤ کرتا تھا۔ مجلس ملکی نے گو اُس کے احکام کے آگے سر تسلیم خم کر دیا تھا، لیکن اس سے بھی تاجدار کا غصہ فرو نہین ہوا۔ اور دانشمندی کے ساتھ بیگناہ رہنے سے بھی اُس کا شبہ دور نہ ہوتا تھا۔ اپنی حفاظت کے خیال سے مجلس ملکی کے ممبر اس بات پر آمادہ ہوئے کہ گورڈینیس کا ساتھ دین۔ کیونکہ اگر گورڈینیس ناکام ہوتے تو بھی ممبران مجلس ملکی کی تباہی یقینی تھی مجسٹریٹون اور حکام کی ایک کانفرنس مین اس قسم کے خیالات اور دیگر باتون پر بہت سی بحث و مباحثہ ہو چکا تھا جب یہ بات طے پا چکی تو ممبرون نے مجلس ملکی کے کل ارکین کو کاسٹر کے مندر مین مدعو کیا۔ یہ ایک قدیم رسم تھی جس سے معاملات پوشیدہ رہ سکتے تھے۔ وہان بلانے کا مقصد یہ تھا کہ ان لوگون کی توجہ معاملات کی طرف مائل کی جائے اور اُنکے فیصلے پوشیدہ رکھے جائین۔ سیلانس نے کھڑے ہو کر تقریر کی کہ "اے با اختیار بزرگان! ہمارا گورڈینیس کے دو شہزادون کو جن مین سے ایک تمھارا صوبہ دار اور دوسرا تمھاری فوج کا لفٹنٹ ہے، افریقہ کے لوگون نے شاہنشاہ انتخاب کیا ہے آیئے تھسڈرس کے نوجوان اور کارتھیج والون کا شکریہ ادا کرین جنھون نے ہمکو خوفناک ظالم کے پنجہ سے رہائی بخشی ہے۔ آپ لوگ بزدلی اور خموشی سے کیون بیٹھے ہین اور ایک دوسرے کی طرف خوفزدہ نگاہون سے کیون دیکھ رہے ہین؟ سوچ بچار کا وقت نہین۔ میکسی مین رعایا کا دشمن ہے۔ خدا کرے اسکی دشمنی کا اسکے ساتھ خاتمہ ہو جائے اور خدا کرے ہم عرصہ تک بوڑھے گورڈین کی دانشمندی اور نیکی سے فائدہ اُٹھائین اور اسکے بیٹے کی بہادری اور استقلال سے بہرہ ور ہو سکین"۔ اس حاکم کے جوش سے مجلس ملکی مین مردہ دلی کی بجائے ایک روح پیدا ہو گئی سب نے گورڈینیس

میکسی مین دشمن ملک قرار پایا ہے

کے انتخاب پر پسندیدگی کا اظہار کیا۔ میکسی مین اس کا بیٹا، اور اُس کے طرفدار دشمنان ملک قرار دیئے گئے اور ایک بہت بڑا انعام اُس شخص کے لئے مقرر کیا گیا جو خوش قسمتی سے اپنی ہمت سے اُنکو تباہ کر دے۔

روم اور اٹلی پر قبضہ کرنا

شاہنشاہ کی عدم موجودگی مین محافظ فوج کا ایک دستہ روم مین شہر کی حفاظت کرنے یا بالفاظ دیگر اُس پر حکومت کرنے کی غرض سے موجود رہا۔ اس دستہ کا سردار

واسٹالیاآنس نے میکسی مین کے احکامات بجالاکر اور انسے سرتابی کر کے اپنی وفاداری کا کافی ثبوت دیا تھا۔ اسکی موت سے مجلس ملکی کا اختیار قائم ہو سکتا تھا اور نہ زندگی محفوظ رہ سکتی تھی۔ خطرہ سے بچنے کا یہی ذریعہ تھا اور اسی طرح وہ کوئی قطعی فیصلہ کر سکتے تھے۔ اُس سے پیشتر کہ اِن فیصلون کا کوئی نتیجہ ظاہر ہوا ایک خزانچی اور کچھ حکام فوجداری مقرر کیے گئے کہ وہ اس کا خاتمہ کر دین۔ اِن لوگون نے نہایت کامیابی اور بہادری سے اپنا کام انجام دیا اور خون آلود خنجرون کو ہاتھون مین لئے ہوئے شہر کی سڑکون پر دوڑنے اور پکار پکار کر سپاہیون اور عوام کو خوش آیند انقلاب کی اطلاع دینے لگے۔ وفور آزادی کے ساتھ ساتھ، جلد ازادور دولت کی اُمید دلائی گئی۔ میکسی مین کے بت گرا دیئے گئے اور دارالسلطنت نے گورڈینس اور مجلس ملکی کے حقوق کو تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد تمام اٹلی نے روم کی پیروی کی۔

خانہ جنگی کی تیاری

اب اسی مجلس ملکی مین جس نے اب تک نہایت صبر سے مظالم برداشت کیے تھے اور جس کے صبر کی جبر و تشدد اور فوجی سختیون سے ذلت کی گئی تھی۔ ایک نئی روح پیدا ہوئی۔ مجلس ملکی نے حکومت کی باگ ہاتھ مین لی اور نہایت استقلال سے حریت و آزادی کا اسلحہ کے زور سے تحفظ شروع کیا۔ اِن ممبرون مین سے جنکی ذاتی قابلیت اور خدمات کی بدولت، شاہنشاہ الگزنڈر نے ترقی کی تھی اور جنکو حکام کے اختیارات بھی حاصل تھے ایسے بیس شخصون کا انتخاب مشکل نہ تھا جو فوج پر حکومت کر سکتے تھے اور جنگ کا کام انجام دے سکتے تھے۔ اِن لوگون کو اٹلی کی حفاظت سپرد کی گئی۔ ہر شخص کو اختیار دیا گیا کہ وہ اپنے صیغہ مین کام کرے اور اطالوی نوجوانون کو فوجی تعلیم دے اور میکسی مین کے مقابلہ مین بندرگاہون اور شاہراہون کی حفاظت کرنے کے طریقے سکھائے۔ ممبران مجلس ملکی کے کچھ ممتاز ممبر ڈپٹی مقرر کیے گئے۔ اِن کا کام یہ تھا کہ یہ لوگ صوبہ دارون کے پاس جاکر اُن کو ملک کی مدد کرنے پر آمادہ کرین اور اقوام کو اس دوستی کی یاد دلائین جو زیادہ مجلس ملکی اور رومن لوگون کے ساتھ عرصہ سے رکھتی تھین۔ جس عزت و توقیر اور شوق سے اِن ڈپٹیون کا اٹلی اور دیگر صوبجات مین استقبال کیا گیا، اور جس طریقہ سے لوگون نے مجلس ملکی کا ساتھ دیا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ میکسی مین کی رعایا کی حالت اس حد کو پہونچ چکی تھی جب لوگون کو مظالم سے بہ نسبت مخالفت کے نتائج کے زیادہ خوف ہوتا ہے اور اس قابل افسوس حقیقت کے احساس سے اُن مین ایک مستقل جوش کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے حالانکہ یہ بات اُن خانہ جنگیون کو کبھی نصیب نہیں ہوتی جن مین مخالفی رنگ ہوتا ہے اور جو خاص جماعتون کے فائدہ یا بعض رہنماؤن کے حصول مقاصد کے لئے ہوتی ہین۔

گورڈینس باپ بیٹون کی شکست اور موت

گورڈینس کی حمایت مین لوگ بہت جوش و خروش

کا اظہار کر رہے تھے۔ لیکن خود گورڈین خاندان والے خاموش تھے۔ کارتھیج والے۔ کیپا لیانس کی تیزی
سے پیش قدمی کرنے سے سراسیمہ ہو گئے۔ کیپا لیانس موریٹانیا کا صوبہ دار تھا اور اُس کے ساتھ نہایت تجربہ کار
اور خوفناک وحشیوں کی ایک جماعت رہتی تھی۔ اُس نے اپنی قلیل جماعت کو ساتھ لیکر اس وفادار اور
پر امن صوبہ پر چڑھائی کی۔ عمر گورڈین اپنے چند محافظ سپاہیوں اور کچھ اور ناتجربہ کار لوگوں کو ساتھ لیکر جنھیں
فوجی تعلیم بہت معمولی ملی تھی اُس کے مقابلہ کو نکلا۔ اس کی ذاتی بہادری بیکار ثابت ہوئی کیونکہ وہ میدان
جنگ میں عزت و نیکنامی کی موت مارا گیا۔ اسکے ضعیف باپ کو جسے سلطنت کرتے صرف ایک مہینہ ہوا تھا
جب شکست کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے خودکشی کر لی۔ کارتھیج میں حفاظت کا کوئی سامان نہیں رہا اور شہر
کے دروازے کھول دیے گئے۔ افریقہ اب ایک غلام کے مظالم کا شکار بن گیا جو اپنے آقا کو بہت بڑا خزانہ
پیش کر کے اور خون بہا بہا کر خوش کرنے پر مجبور تھا۔

میکسی مس اور بالبینس کا انتخاب

گورڈینس کا جو انجام ہوا۔ اُس کا کسی کو خیال بھی نہ تھا۔ لیکن اس
واقعہ کا جو خوفناک اثر روم پر ہونا چاہیئے تھا وہی ہوا۔ مجلس ملکی نے
کانکارڈ کے مندر میں جمع ہو کر روزانہ کے کام انجام دیئے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ممبر اپنے اور عوام کے خطرہ
سے بے انتہا پریشان ہیں۔ عرصہ تک لوگ خاموش لیے اپنے خیالات میں غلطاں و پیچاں رہے۔ آخرکار
ایک ممبر نے جس کا نام ٹراجن تھا، اور جو ٹراجن کے خاندان سے بھی تھا، اُٹھ کر اپنے ہمراہیوں کو عمل کی دعوت
دی۔ اُس نے بیان کیا کہ ہم لوگ عرصہ سے دانشمندانہ طریقہ سے اپنے کام کو وسعت نہیں دے سکے ہیں۔ اب میکسی[مِن]
جو نظر آتا نہایت مستقل مزاج [ہے] اور جو اب نقصانات کی وجہ سے بالکل ناامید ہو گیا ہے۔ تیزی سے اٹلی کی جانب
بڑھ رہا ہے۔ اُس کے ساتھ سلطنت کی تمام افواج ہیں۔ اب اس موقع پر صرف دو صورتیں ممکن ہیں۔ ایک
یہ کہ ہم مردانہ وار اُس کا میدانِ جنگ میں مقابلہ کریں اور یا اُس ذلت کی موت مریں جو ہمیشہ ناکام باغیوں
کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اُس نے اپنی تقریر کو جاری رکھا اور بولا "ہم دو بےمثل شاہزادوں کو ہاتھ سے کھو چکے ہیں
لیکن جب تک کہ ہم خود اپنی مدد کرنا نہ چھوڑ دیں اُس وقت تک میں سمجھتا ہوں کہ جمہور کی قسمت گورڈینس
کے ساتھ وابستہ نہ تھی۔ اس مجلس کے اکثر ممبر ایسے ہیں جنکے عادات اتنے عمدہ ہیں کہ وہ تخت کے واقعی طور پر
اہل ہیں اور اُنکی قابلیت ایسی ہے کہ وہ شاہی شان و شوکت کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ ہم کو دو شاہنشاہوں کا انتخاب
کر لینا چاہیئے۔ جن میں سے ایک عوام کے دشمن کا میدان جنگ میں مقابلہ کرے اور دوسرا روم میں رہ کر ملکی
انتظام کرے۔ میں اپنے تئیں خطرہ اور حسد کی جگہ کے لئے پیش کرتا ہوں۔ لیکن خود اپنی رائے میکسی مس اور
بالبینس کو دیتا ہوں۔ آپ لوگ یا تو میری تجویز کی تائید کیجیے اور یا انکی جگہ اُن سے بہتر لوگ مقرر کیجیے۔ چونکہ

خطرہ سر پر تھا اسوجہ سے ذاتی فوائد کا خیال پس پشت ڈال دیا گیا۔ دونون امیدوارون کی اہلیت کو سب نے تسلیم کیا، دونون کا انتخاب ہوگیا اور تمام مکان لوگون کی آوازون سے گونجنے لگا جو کہ تاجدارون کی صحت وسلامتی کی دعائین مانگ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ آپ دونون مجلس ملکی کے فیصلہ پر خوش ہین۔ خدا کرے کہ جمہور آپ کے سایۂ عاطفت مین ترقی کر سکے؛

انکے عادات و اطوار

رومیون کو جو اُمیدین تھین وہ نئے تاجدارون کے عمدہ صفات اور انکی شہرت کی بنا پر پوری ہوتی نظر آتی تھین۔ اُن مین مختلف قسم کی قابلیتین تھین اور انکی بنا پر وہ اپنے سرشتون کے انتظام کے لئے نہایت موزون تھے۔ اس طرح وہ ایکدوسرے سے حسد بھی نہ کر سکتے تھے۔ بالبنیس بہت اچھا خطیب، شاعر، اور دانشمند مجسٹریٹ تھا۔ اور سلطنت کے اندرونی حصون مین سے قریب قریب ہر جگہ حاکم رہ چکا تھا اور اسکے انتظام اور فیصلون سے سب خوش تھے۔ وہ خاندانی رئیس اور نہایت دولت مند تھا۔ اسکی عادات عمدہ اور فیاضانہ تھین۔ اسمین شک نہین کہ وہ عیش وعشرت کا دلدادہ تھا لیکن اسکی اصلاح یون ہوگئی تھی کہ اسکو اپنی عزت کا بہت خیال رہتا تھا عیش وعشرت کی عادات سے اسکی قوت عمل مین کوئی فرق نہ آیا تھا۔ میکسی مس کے مزاج مین اتنی نفاست پسندی نہ تھی۔ لیکن باوجود اس کے کہ وہ نہایت ذلیل طبقہ سے تھا۔ اُس نے اپنی بہادری اور قابلیت کی بدولت فوج اور سلطنت کا اعلیٰ سے اعلیٰ عہدہ حاصل کر لیا تھا۔ سیمارٹین اور جرمنون پر فتوحات سخت روکھی زندگی بسر کرنے اور حاکم شہر ہونے کی حالت مین انصاف کرنے کی بدولت عوام اسکی بہت توقیر کرتے تھے۔ حالانکہ یہی عوام بالبنیس سے بہ نسبت اسکے زیادہ محبت کرتے تھے دونون آدمی حاکم رہ چکے تھے اور بالبنیس کو تو یہ عزت دو مرتبہ نصیب ہوئی تھی دونون کا شمار مجلس ملکی کے بیس لفٹنٹون مین سے تھا۔ ایک کی عمر ساٹھ اور دوسرے کی چوہتر برس کی تھی اور اس وجہ سے دونون دنیا کا کافی تجربہ رکھتے تھے۔

روم کے فسادات ایک گورڈین لڑکے کا سیزر قرار پانا

جب مجلس ملکی نے میکسی مس اور بالبنیس کو حکام اور عدالت کے تمام اختیارات برابر برابر سپرد کر دیئے تھے اور انکو سرپرست وطن ہونے کا خطاب مل چکا تھا اور ساتھ ہی وہ متحدہ طور سے سردار پادری مقرر ہو چکے تھے تو ان دونون نے مشتری کے مندر مین جاکر ان دیوتاؤن کا شکریہ ادا کیا جو روم کے محافظ تھے لیکن ان سنجیدہ رسوم مین لوگون کی ایک

سازش سے خلل پڑا عیش پرست عوام نہ تو سخت مزاج میکسی مس سے پوری طور پر خوش تھے - اور نہ وہ
پوری طور پر بزم دل بالکینس سے سے ڈرتے تھے - ان لوگون کی تعداد مشتری کے مندر کے گرد بڑھتی گئی
وہ سختی سے اس بات پر قائم رہے کہ بادشاہ کا انتخاب بزرگون کے وقت سے عوام کی رائے سے ہوتا رہا ہے
وہی اب بھی ہونا چاہیئے - اُنھون نے بظاہر ترقی ست یہ خواہش کی تو ان دو آدمیون کے علاوہ جنھین مجلس ملکی
نے انتخاب کیا ہو، گرہ ڈین خاندان کا ایک شخص بھی تاجدار مقرر ہو اور یہ بات اس قربانی کا صلہ ہوگی
جو دونون گورڈین شاہزادون نے جمہور کے لئے کی ہے - شہر کی حفاظت کرنے والے دستہ فوج یعنی سپاہ کے
افسر بالکینس اور میکسی مس نے کوشش کی کہ سازش کو برزور دبا دین لیکن عوام نے جو لاٹھیون اور پتھرون
سے مسلح تھے انکو ڈھکیل کر پھر مندر کے اندر کر دیا - ایسے موقع پر جان کر نتیجہ دونون جماعتون کے لئے خطرناک
ہو، دانشمندی اسی مین ہے کہ انسان دب کر کام کرے ایک لڑکا جس کی عمر صرف تیرہ برس کی تھی اور جو بڑے
گورڈین کا پوتا اور چھوٹے گورڈین کا بھتیجا تھا، تیار کیا گیا - یہ لڑکا تمام تعلقات بحیثیت بڑے تھا اور سیزر کا
خطاب اسکو مل چکا تھا عوام اس طرح نرمی سے معاملات کے طے پانے سے مطمئن ہو گئے اور جب دونون شخص بغیر
کسی فساد کے بادشاہ تسلیم کر لئے گئے تو وہ متحدہ دشمن کے مقابلے مین اٹلی کی حفاظت کے لئے تیار ہو گئے

میکسی مین مجلس ملکی اور اُنکے شاہنشاہون پر حملہ کی تیاری کرتا ہے

جب روم اور افریقہ مین بہت جلد جلد انقلابات رونما ہو رہے تھے،
تو میکسی مین کا دماغ اپنے خیالات وجذبات کی بنا پر سخت پریشان تھا بیان
کیا جاتا ہے کہ جب اس کو گورڈینس کی بغاوت اور اپنے خلاف مجلس ملکی کے
فتوے کی خبر پہونچی تو اس کی حالت درندون کی سی ہو گئی - وہ دوری کی
وجہ سے مجلس ملکی سے تو انتقام لے نہ سکتا تھا - اس لئے اپنا غصہ اُتارنے
کے لئے جو لوگ اُس کے قریب تھے انہی کی جان کے درپے ہوا مثلاً اُس کے ایک دوست خود اُس کے بیٹے
اور اُن تمام لوگون کی جو اُس کے قریب رہتے تھے، جا بین خطرے مین تھین جب اُسے گورڈینس کی وفات کی
اطمینان بخش خبر ملی، تو فوراً ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ چونکہ مجلس ملکی کو معافی اور معاملات کے سلجھنے کی کوئی امید نہ تھی
اس لئے اُس نے دو شاہنشاہون کو اور انتخاب کر لیا ہے اور میکسی مین ان دونون کی ہمت اور قابلیت سے
پوری طور پر واقف تھا اب صرف انتقام ہی ایک ایسی چیز تھی جس سے اس کا دل ٹھنڈا ہو سکتا تھا - اور یہ صرف
تلوار کے زور سے ممکن تھا اگرچہ مدبر نے سلطنت کے تمام حصون سے فوجی دستون کو بلا کر ایک مرکز پر جمع کیا جرمنون
اور سیتھین کے نام ان کی مہاجرین کامیاب سفر کی بدولت رومی افواج کی شہرت ہو گئی تھی اور ان مین ایک حد تک
نظم پیدا ہو گیا تھا - علاوہ برین انکی تعداد بھی غیر ملکی لشکر سے اضافہ ہو گیا کیونکہ جو جگہین خالی ہوتی تھین انہین

اب وحشی نوجوان بھرتی کر لئے جاتے تھے میکسی من کی تمام زندگی جنگ مین صرف ہوئی تھی۔ اور تاریخ کا فیصلہ کتنا ہی سخت کیون نہ ہو یہ ماننا پڑیگا کہ اُس مین سپاہیانہ شجاعت اور تجربہ کار سپہ سالارون کی سی قابلیت موجود تھی۔ یہ بالکل فطری بات تھی کہ اس کی طبیعت کا شہزادہ بجائے اس کے کہ بغاوت کو جاری رہتے دیتا اور اس کا منتظر رہتا کہ مین وقت کے گذرنے سے فائدہ اُٹھاؤنگا اور اپنی حالت کو مضبوط بناؤنگا فوراً دریائے ڈنیوب کے کنارے سے ٹائبر کے ساحل پر واپس آیا۔ اُس کی ظفریاب فوج جس کے دل مین مجلس ملکی کے خلاف نفرت کے جذبات پیدا کئے گئے تھے اور جس کو اٹلی کے مال و زر کے لوٹنے کی تمنا تھی بے چینی سے اٹلی جیسے بے دست و پا ملک کو فتح کرنے کی منتظر تھی۔ لیکن جہان تک اس زمانے کے غیر معروف واقعات سے پتہ چلتا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی غیر ملکی لڑائی کی وجہ سے اٹلی کا حملہ موسم بہار کے آنے تک موقوف رہا میکسی من نے اس موقع پر جس دانش مندی سے کام کیا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اُس کے مخالفین نے مبالغہ سے کام لیا ہی اور یہ کہ اُس کے جذبات پر زور ہونے کے باوجود عقل و فہم کے ماتحت تھے وحشی میکسی من مین سلاکی سی دانش مندی تھی جس نے اپنے ذاتی دشمنون سے انتقام لینے سے قبل روم کے دشمنون کو زیر کیا تھا۔

اٹلی کا حملہ جب میکسی من کی افواج نہایت باقاعدگی کے ساتھ منازل طے کرتی ہوئی، اٹلی کی سرحد تک آپہونچین تو اُنھین یہ دیکھکر سخت پریشانی ہوئی کہ نہ کوئی مدمقابل ہے اور نہ وہان آبادی کی چہل پہل نظر آتی ہے باشندون نے گاؤن اور غیر محفوظ شہر چھوڑ دیئے تھے، مویشی اور غلہ وغیرہ بھی ہٹا دیا گیا تھا اور یا غلہ برباد کر دیا گیا تھا۔ پل منہدم تھے کوئی چیز ایسی موجود نہ تھی جس کے سایہ مین حملہ آور سپاہی پناہ لے سکتے یا جس پر اوقات بسر کر سکتے۔ یہ انتظام مجلس ملکی کے دانشمند سپاہ سالارون کا تھا۔ مقصد اس سے یہ تھا کہ اس طرح جنگ طول کھینچے گی اور میکسی من کی سپاہ آہستہ آہستہ قحط کی بدولت تباہ ہو جائیگی اور ہم اپنی طاقت کو اٹلی کے خاص خاص شہرون کے محاصرہ کے وقت صرف کرینگے جن مین کھانے پینے کا کافی ذخیرہ ہی اور جن کو ہم نے اُن سرحدی آدمیون کے ذریعہ سے کافی مضبوط کر لیا ہی جو دیہات سے ہٹا دیئے گئے تھے۔ سب سے پیشتر

اکوئیلیا کا محاصرہ مقام اکوئیلیا کا محاصرہ کیا گیا اور اسی کو پہلا حملہ روکنا پڑا۔ وہ چشمے جو ہیڈرین خلیج سے نکلتے ہین اور جن مین جاڑے کی پڑی ہوئی برف کے گھلنے سے بہت پانی بڑھ جاتا ہے میکسی من کی افواج کی راہ مین حائل ہوئے۔ آخر کو اُس سپاہ نے ایک عجیب و غریب پل کے ذریعہ سے جو بڑی وقت اور صنعت سے ... سے تعمیر کیا گیا تھا دریا عبور کیا۔ اکوئیلیا کے قریب اُنھون نے

انگور کے چمن اُجاڑ دیئے۔ سواد شہر برباد کر دیا۔ اور عمارتون کا شہتیر دن کو انجنون اور میناروں کے بنانے مین صرف کیا جنکے ذریعہ سے ہر طرف سے شہر پر حملے کرنا شروع کئے شہر پناہ کی جو عرصہ سے صلح و امن کی بدولت استعمال نہ ہوئی تھی اور اس وجہ سے قریب قریب منہدم ہو چکی تھی، اس فوری ضرورت کی وجہ سے مرمت کرائی گئی لیکن سب سے بڑا آلہ حفاظت خود باشندون کا استقلال تھا۔ ہر طبقہ مین بجائے خوف کی نہائی خطرے کے ملنے ہونے اور میکسی مین کی سخت مزاجی سے ایک جوش اور ولولہ پیدا ہو گیا تھا کرسپی نس اور مینو فلیس جو مجلس ملکی کے دولفٹنٹ تھے، اس شہر کے باشندون کی ہمت و جرات بڑھاتے اور اُسے مفید مواقع پر استعمال کرتے تھے اِن دونون کے ساتھ صرف تھوڑے سے سپاہی تھے، لیکن اسی فوج کے برتے پر یہ محصور شہر کی مدد کو تیار ہو گئے کئی مرتبہ میکسی مین کی فوج نے حملہ کیا لیکن وہ ہر مرتبہ پسپا ہوئی۔ اسکی مشینین مصنوعی آگ کے ذریعہ سے برباد کر دیگئین اور ایکوئیلیا والون کے جوش و خروش سے اب فتح کی پوری اُمید ہوئی ہیلینس کا خیال ہے کہ شہر کے محافظ دیوتا نے بذات خود لڑائی مین حصہ لیکر اپنے مصیبت زدہ پرستش کرنے والون کی حفاظت کا سامان کیا تھا۔

میکسی مین کا طرزِ عمل

شاہنشاہ میکسی مس پر دنانک جو ایک نہایت ضروری مقام تھا، قبضہ کرنے کی نیت سے بڑھا چلا آیا تا کہ وہ وہان سے فوجی انتظامات جلد از جلد مکمل کر سکے یہان عقل نے اسکو جنگ کی اصلی حالت دکھائی اور اُسے معلوم ہوا کہ صورت حال کیا ہے۔ اسکو اچھی طرح معلوم تھا کہ ایک شہر ہیری اتنی زبردست فوج کے مستقل حملون کا کبھی مقابلہ نہین کر سکتا۔ اب اسکو یہ خوف پیدا ہوا کہ کہین فوج ایکوئیلیا والون کے سخت مقابلہ سے دل برداشتہ ہو کر یکبارگی محاصرہ کو چھوڑ کر روم کا راستہ نہ لے ایسی حالت مین سلطنت کی قسمت اور آزادی کی اُمید کا پورا ہونا صرف ایک جنگ پر موقوف رہیگا اور میکسی مین کے پاس رہائن اور ڈینیوب کے تجربہ کار سپاہیون سے مقابلہ کرنے کے لئے کافی سامان نہ تھا۔ اُس نے اٹلی کے نرا خدل مگر کمزور نوجوانون مین سے کچھ اپنی فوج مین بھرتی کئے اور کچھ امدادی فوج جرمنون کی بھرتی کی لیکن امتحان کے موقع پر اِن لوگون کی ہمت و جرات پر بھروسہ کرنا خالی از خطرہ نہ تھا یہ تمام خطرے تو تھے ہی اب خود اُسی کے خاندان مین سازش شروع ہوئی اور میکسی مین کو اُس کے مظالم کی سزا ملی۔ ساتھ ہی روم اور مجلس ملکی کو ان حضرات سے آزادی ہو گئی جو جنگی شاہنشاہ کی فتح کے بعد یقینی طور سے اُنکو پیش آتے۔

اپریل ۲۳۸ء مین میکسی مین اور اسکے بیٹے کا قتل ہونا

ایکوئیلیا کے باشندون کو محاصرہ کی معمولی صعوبتون کا بھی کبھی تجربہ نہین ہوا تھا انکے پاس کھانے کا کافی ذخیرہ تھا اور شہر پناہ کے اندر کئی چشمے تھے جس سے تازہ پانی کی طرف سے انھین بالکل اطمینان تھا۔ اس کے خلاف میکسی مین کے سپاہیون کو موسم کی صعوبتین برداشت کرنا پڑتی تھین۔ بیماری پھیل رہی تھی

اور قحط کی مصیبت کا سامنا تھا دیہات برباد تھے، دریاؤں مین لاشین پٹی تھین اور خون بھرا ہوا تھا۔ اب لوگون مین بد دلی اور نا امیدی کی ایک لہر پیدا ہوئی۔ انکو کسی قسم کی کوئی خبر وغیرہ نہ ملتی تھی اور آسانی سے انھون نے یقین کر لیا کہ مجلس ملکی کا تمام ملک ساتھ دے رہا ہی اور ہم لوگ میکسی من کے ساتھ ایکویلیا کی قابل تسخیر شہر پناہ کے نیچے مرنے کے لئے چھوڑ دیئے گئے ہین نا امیدی سے میکسی من کا غصہ اور تیز ہو گیا۔ اپنی ناکامی کا سبب وہ سپاہ کی بزدلی کو قرار دیتا تھا۔ بے موقع مظالم سے بجائے اُس کے خوف غالب ہونے کے لوگ اُس سے نفرت کرنے لگے اور انتقام کی خواہش پیدا ہوئی۔ محافظ سپاہ کے ایک گروہ نے جو روم کے قریب البا کی چھاؤنی مین تھے، اپنے بیوی بچون کے خوف سے مجلس ملکی کے احکام کو قبول کیا۔ جب محافظ دستہ نے میکسی من کا ساتھ چھوڑ دیا۔ تو کیا باقی رہا؟ اور شاہنشاہ اپنے خیمہ مین مع اپنے بیٹے کے جسکو شاہنشاہی کے اختیارات حاصل تھے قتل کر دیا گیا۔ ساتھ ہی انوکینس جو حاکم فوجداری تھا اور میکسی من کے خاص وزرا جنکے ذریعہ وہ مظالم کرتا تھا موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ جب اہل شہر نے ان سب کے سرون کو نیزون پر بلند ہوتے دیکھا تو وہ سمجھ گئے کہ اب محاصرہ ختم ہو گیا ہی۔ شہر کے دروازے کھول دیئے گئے بھوکی سپاہ کے لیے غلہ وغیرہ کا کافی انتظام کیا گیا اور تمام فوج مجلس ملکی نیز باشندگان روم اور جائز تاجدارون یعنی میکسی مس اور بالبنیس کے احکام ماننے کا اقرار کیا۔ وحشی میکسی من کا نتیجہ یہ ہوا اور وہ اسی کا مستحق تھا بیان کیا جاتا ہی کہ اسکے دل مین وہ جذبات ہی تھے

اسکی تصویر جو ہر مہذب آدمی یا بالفاظ دیگر ہر انسان کے دل مین ہوتے ہین اُس کا جسم بھی روح کے مطابق تھا۔ اسکا قد آٹھ فیٹ سے زائد لمبا تھا۔ اور اسکی غیر معمولی طاقت اور غذا کا جو حال بیان کیا جاتا ہی اُس پر یقین نہین آتا۔ اگر وہ کسی کم مہذب زمانہ مین پیدا ہوتا تو شعرا اور راویون نے اس کو ایک ایسا دیو قرار دیا ہوتا جس کی مافوق الفطرت طاقت ہمیشہ نوع انسان کی تباہی مین صرف ہوتی تھی

رومی دنیا کی عام مسرت بہ نسبت بیان کرنے کے اس کا اندازہ کرنا زیادہ آسان ہی کہ رومی دنیا مین عام طور پر میکسی من کی موت پر کیسی خوشی منائی گئی ہو گی۔ یہ خوشخبری ایکویلیا سے روم تک چار دن مین پہونچ گئی۔ جب میکسی مس واپس ہوا تو فاتح کی شان سے آیا اُس کا ساتھی اور نوجوان گورڈین اُس کے استقبال کو گئے اور تینون شہزادے ساتھ ساتھ روم مین داخل ہوئے۔ انکے ساتھ ساتھ وہ تمام قاصد بھی تھے جو قریب قریب اٹلی کے ہر شہر سے آئے تھے۔ لوگ انکو اپنی ضعیف الاعتقادی اور احسان مندی کی بنا پر سلام کرتے تھے اور مجلس ملکی کے ممبر اور عوام سچے دل سے نعرہ شادمانی بلند کر رہے تھے۔ اِن کو یقین تھا کہ ظلم و جور کا زمانہ ختم ہو گیا اور اب مسرت و شادمانی، اور رفاہ و خوشحالی کا عہد ہی اور جس طریقہ سے دونون شاہنشاہ برتاؤ کرتے تھے، اس سے یہی اُمید ہوتی تھی وہ خود انصاف کرتے تھے۔ اور ایک کے مزاج کی درشتی کا دوسرے

کی نرمی سے علاج ہو جاتا تھا۔ میکسی مس نے ایسے قوانین بنائے تھے کہ اگر کوئی شخص کسی جائداد کا مالک ہو جاتا تھا، تو اُسے بہت بڑی رقم بطور محصول کے خزانۂ شاہی میں داخل کرنا پڑتی تھی۔ یہ تمام قوانین یا تو بالکل منسوخ کر دیئے گئے اور یا کم از کم اُن میں بہت کچھ ترمیم کر دی گئی۔ از سر نو باقاعدہ انتظام شروع ہوا اور مجلس ملکی کے مشورہ سے تاجداروں نے جن کی حیثیت مجلس ملکی کے وزراء کی سی تھی کئی دانشمندانہ قوانین بنائے اصل اصول یہ قرار دیا گیا کہ بجائے فوجی مظالم کے حکومت کی بنیاد، ملکی نظام پر ہو۔ ایک موقع پر آزادی سے میکسی مس نے سوال کیا تھا کہ ہم کو روم کو ظالم کے پنجہ سے چھڑانے کا کیا انعام ملے گا؟ اس کا جواب بالبنیس نے یہ دیا کہ اس کے عوض ہم کو ممبران مجلس ملکی، عوام، اور تمام دنیا کے لوگوں کی محبت و ہمدردی حاصل ہو جائے گی لیکن دور اندیش میکسی مس نے پھر کہا، مگر ہم سپاہیوں کی نفرت اور اُنکے غصہ کے خوفناک نتائج سے بہت ڈرتا ہوں اور واقعات نے بتا دیا کہ اس کا خوف بالکل بیجا نہ تھا۔

روم کی سازش

جب میکسی مس اٹلی کو دشمن کے حملہ سے بچانے کی تیاری کر رہا تھا، بلبنیس جو روم میں تھا، لوگوں کو قتل کرنے اور اندرونی اختلافات میں مصروف رہا۔ خود ممبران مجلس ملکی کا اجلاس ہو رہا تھا، محافظ سپاہ کے دو تجربہ کار سپاہی، محض تماشہ دیکھنے یا کسی خراب نیت سے زبردستی مندر میں گھس آئے۔ اور رفتہ رفتہ فتح کی قربانگاہ کے دوسری طرف پہنچ گئے۔ گیلیکانس جو ایک حاکم فوجداری تھا۔ اور میسی ناس جو محافظ سپاہ کی طرف سے مجلس ملکی کا ممبر مقرر ہوا تھا، اُن کے اس بیباکانہ داخلے سے بہت برہم ہوئے اور اپنے خنجر نکال کر دونوں سپاہیوں کو جنھیں وہ میکسی من کے مخبر سمجھتے تھے، قربانگاہ کے سامنے قتل کر دیا۔ اس کے بعد دروازہ پر آ کر انھوں نے عوام کو سخت الفاظ میں مخاطب کر کے، انکو ترغیب دی کہ محافظ سپاہ باطن میں ظالم میکسی من کی مددگار ہے۔ اس لئے اس سب کو قتل کر دینا لازم ہے۔ عوام کے غیظ سے جو لوگ بچ سکے انھوں نے بھاگ کر چھاؤنی میں پناہ لی۔ یہاں کئی دفعہ ان پر حملہ کئے گئے لیکن ہر دفعہ انھوں نے حملہ رد کر دیا۔ وجہ یہ تھی کہ انکا ساتھ وہ پہلوان بھی دینے لگے جو امرا کی ملکیت تھے یہ خانہ جنگی کئی دن جاری رہی دونوں گروہوں کا بے انتہا نقصان ہوا۔ اور بڑی بدنظمی رہی۔ جب وہ نل جس سے چھاؤنی میں پانی جاتا تھا، توڑ دیئے گئے، تو محافظ سپاہیوں کی بُری حالت ہونے لگی اور نا اُمید ہو کر انھوں نے شہر پر حملے کرنا شروع کئے۔ انھوں نے ہزاروں مکانات جلا دیئے اور سڑکوں پر باشندوں کا خون، پانی کی طرح بہایا۔ شاہنشاہ بالبنیس نے کئی دفعہ احکام نافذ کئے اور کئی مستقل صلحیں کیں کہ کسی طرح اس خانہ جنگی کا خاتمہ ہو جائے اور گو اُن کا غصہ تھوڑی دیر کے لئے کم ہو گیا، لیکن یکبارگی پھر اُسکا ظہور دوگنے زور شور سے ہوا۔ سپاہیوں کو ممبران مجلس ملکی اور عوام سے نفرت تھی اور وہ اُس تاجدار کی مرد نگاہ پر بھی برہم تھے جس میں یا تو عوام

حکومت کرنے کا مادہ نہ تھا اور یا طاقت نہ تھی۔

محافظ سپاہ کی بددلی

میکسی مِن کی وفات پر اس زبردست فوج نے کسی انتخاب کی بنا پر نہیں بلکہ مجبوراً میکسی مَس کو بادشاہ تسلیم کر لیا اور میکسی مَس فوراً شہر اکویلیا چھوڑ کر ادن کی چھاؤنی میں چلا گیا۔ جب تمام سپاہی وفاداری کی قسم کھا چکے تو اُس نے نہایت نرم الفاظ میں ایک تقریر کی۔ اُس نے بجائے زمانہ کی بدنظمی پر اظہار ناراضی کرنے کے اس پر افسوس کیا اور سپاہیوں کو یقین دلایا کہ تمھارے گذشتہ افعال سے مجلس ملکی آئندہ صرف یہ بات یاد رکھیگی کہ تم نے ظالم میکسی مِن کا ساتھ چھوڑا تھا۔ اور اپنا فرض ادا کیا تھا۔ میکسی مَس نے اپنی تحریک کو اور مضبوط کرنے کے لئے سپاہیوں کو بہت فیاضی سے تحائف دیئے اور چھاؤنی کا ایک قربانی کر کے صدقہ اتارا۔ اس کے بعد اُس نے الگ الگ دستوں کو اپنے اپنے صوبجات میں واپس جانے کا حکم دیا۔ کیونکہ اُس کے خیال کے موافق وہ لوگ سب کے سب اُس کے احسان مند اور فرمانبردار تھے لیکن مغرور محافظ سپاہ کسی طرح راضی نہ ہو سکتی تھی۔ اُس قابل یادگار دن یہ فوج دونوں شاہنشاہوں کے ساتھ تھی جب یہ رُوم میں داخل ہوئے تھے۔ لیکن جب لوگ خوشی کے نعرے لگا رہے تھے۔ سپاہیوں کے چہروں پر نا اُمیدی کی علامات ظاہر تھیں اور اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اپنے تئیں فتح میں معین ہونے کے بجائے یہ سمجھتے تھے کہ شاہنشاہوں کو ہم پر فتح نصیب ہوئی ہے۔ جب تمام سپاہی جن میں سے کچھ رُوم میں رہے تھے اور کچھ میکسی مِن کے ساتھ رہ کر جنگ میں شریک ہوئے تھے ایک جگہ جمع ہوئے تو اُنھوں نے ایک دوسرے سے اپنی اپنی تکالیف اور آئندہ کے پیش آنے والے خطرات کا ذکر کیا۔ جن بادشاہوں کو سپاہ نے منتخب کیا تھا وہ ذلت کے ساتھ موت کے گھاٹ اُتر چکے تھے اور جنکو مجلس ملکی نے انتخاب کیا تھا، تخت سلطنت پر قابض تھے۔ ملکی اور فوجی محکموں کے درمیان جو نزاع چلی آتی تھی اُس کا ایک جنگ پر فیصلہ ہو گیا تھا اور جنگ میں فوجی محکمہ کو پوری شکست ہوئی تھی سپاہیوں کو یقین تھا کہ اب ہمیں مجلس ملکی کے احکام کی تعمیل کرنا پڑے گی اور ابھی گو ہم سے رحم کا برتاؤ ہوگا لیکن آہستہ آہستہ ہم سے انتقام ضرور لیا جائیگا۔ اس انتقام کا دوسرا نام انتظام رکھا جائیگا اور ممبران ملکی دعویٰ کرینگے کہ ہم یہ سب باتیں اعوام کے فائدہ کی غرض سے کر رہے ہیں۔ لیکن ابھی ہمیں کافی موقع ہے اور اگر ہم میں اتنی ہمت ہے کہ ہم کمزور جمہور کے مظالم سے بچنا چاہتے ہیں تو دنیا کو اس بات کا یقین دلانا چاہیئے کہ وہی لوگ جنکے ہاتھ میں تلوار ہے، سلطنت کے اختیارات بھی رکھتے ہیں۔

میکسی مَس اور بالبینس کا قتل

جب مجلس ملکی نے دو تاجدار دل کا انتخاب کیا تو علاوہ اس خیال کے کہ یہ دونوں زمانہ صلح اور جنگ میں جتنے معاملات درپیش ہونگے اُنکو طے کر سکیں گے یہ خیال بھی یقیناً پیش نظر ہوگا کہ دو تاجداروں کے مقرر ہونے سے حاکم

اعلیٰ کے اختیارات کا استعمال شخصی خود مختاری کی شان سے نہو سکے گا۔ گو یہ بات حاصل ہو گئی لیکن خود اُنکے اور اُنکے شاہنشاہون کے لئے یہ انتظام مضر ثابت ہوا۔ مثل ہو کہ دو تلوارین ایک نیام مین نہین رہ سکتین اور نہ دو بادشاہ ایک ملک مین رہ سکتے ہین۔ یہ دونون تاجدارون کی طبیعتین ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھین اب انکو ایک دوسرے پر حسد ہونے لگا۔ میکسی مس، بالبنیس سے اس بنا پر متنفر تھا کہ وہ محض ایک عیش پسند رئیس ہی۔ بالبنیس میکسی مس سے اس وجہ سے نفرت کرتا تھا وہ ایک معمولی حیثیت کا سپاہی ہی جسکے حسب نسب تک کا پتہ نہین۔ لوگون کو یہ کشیدگی نظر تو نہ آتی تھی مگر سمجھتے سب تھے۔ اس کشیدگی کا احساس خود تاجدارون کو بھی تھا اور اسی وجہ سے اُن دونون نے متحدہ طور پر کبھی اس بات کی کوشش نہ کی کہ وہ کسی طرح اپنے دشمنون یعنی محافظ دستہ کے سپاہیون کو زیر کرین۔ تمام شہر کیپٹولائن کھیلون مین مصروف تھا۔ اور دونون تاجدار محل مین تقریبًا تنہا تھے۔ یکبارگی ایک مسلح سپاہیون کے گروہ کی آمد سے وہ سراسیمہ ہو گئے دونون تاجدار محل مین ایک دوسرے سے علیحدہ رہتے تھے اور اس وجہ سے انکو بالکل علم نہ تھا کہ دوسرے کی کیا حالت ہی یا یہ کہ دوسرا کیا طریقہ اختیار کرتا ہی۔ وہ دوسرے کی مدد کرنے، یا اس سے مدد لینے سے ڈرتے تھے۔ اسطرح انھون نے بجائے اسکے کہ قیمتی وقت کو کسی مفید تجویز مین صرف کرتے۔ یہ فضول بحثون اور ایک دوسرے کو الزام دینے مین ضائع کر دیا۔ جب محافظ دستہ آپہونچا تو ان باتون کا خاتمہ ہو گیا۔ محافظ دستہ کے سپاہی نفرت سے ان تاجدارون کو "مجلس ملکی کے بادشاہ" کہتے تھے۔ اُنھون نے دونون تاجدارون کو اسیر کرلیا۔ انکو برہنہ کرکے، رُوم کی سڑکون پر تشہیر کیا تاکہ آہستہ آہستہ مظالم کرکے بد قسمت تاجدارون کو تخت حکومت سے اتار دین۔ شاہی دستہ کے وفادار جرمنی سپاہیون کی مداخلت کے خوف سے اُنکے مصائب کا جلد خاتمہ ہو گیا۔ انکے جسمون پر ہر ہر عضو مین زخم لگا کر، اور انکا خاتمہ کرکے لاشون کو سپاہیون نے چھوڑ دیا تاکہ عوام انکی تحقیر یا ہمدردی کرین۔

صرف تیسرا گورڈین شاہنشاہ باقی رہتا ہی

چند ماہ کے عرصہ مین چھ تاجدار، قتل کئے جا چکے تھے۔ صرف گورڈین جس کو پہلے ہی سیزر کا خطاب مل چکا تھا، ایسا شخص تھا جو تخت پر بیٹھ سکتا تھا۔ سپاہی اسے چھاؤنی مین لے گئے اور آگسٹس لفظ سے خطاب کرکے اُسے شاہنشاہ تسلیم کرلیا۔ اسکو مجلس ملکی اور عوام سب پسند کرتے تھے اسکی کم عمری کی بنا پر یہ امید ہوتی تھی کہ وہ فوجی عیش پرستیون سے عرصہ تک محفوظ رہیگا۔ محافظ دستہ کے انتخاب رُوم کی فرمانبرداری، اور صوبجات کی رضامندی نے حکومت جمہور کو اس نازک وقت مین بچا لیا۔ حالانکہ اس کے عوض مین آزادی اور عزت سے ہاتھ دھونا پڑا۔ لیکن دار السلطنت ایک بڑی خوفناک خانہ جنگی سے محفوظ رہا۔

گورڈین کی بے گناہی اور اسکی خوبیان

چونکہ وفات کے وقت اُس کی عمر صرف اُنیس ۱۹ برس

کی تھی اس لئے اگر اُس کے واقعات زیادہ صحت سے معلوم ہوتے تو بھی اس سے زیادہ اور کچھ نہ معلوم ہوتا کہ اسکی تعلیم کیسی ہوئی تھی اور اُن وزرار کا طریق عمل کیا تھا جنھون نے ناسمجھی کی وجہ سے باری باری سے اسکو دھوکا دیا یا اسکو صلاح بتائی تخت پر بیٹھتے ہی جس شخص کا اثر اُس پر غالب ہوا وہ اسکی مان کا خواجہ سرا تھا۔ یہ ایشیا کا باشندہ اور بہت خراب آدمی تھا۔ الاگابالس کے زمانے سے محل شاہی مین بہت دخل رکھتا تھا ان بدمعاشون کی سازش سے بیگناہ شہزادہ کو مظلوم رعایا کی اصل حالت سے آگاہی نہ ہونے پائی تھی تاجدار اپنے صفات حمیدہ کی بدولت دھوکے مین رہتا تھا اور سلطنت کے بڑے بڑے مناصب بغیر بادشاہ کے علم کے کھلے خزانے نااہلون کے ہاتھ فروخت کردیئے جاتے تھے اُن واقعات کا تاریخ سے کوئی پتہ نہین چلتا جنکی بنا پر تاجدار اُن بدمعاشون کے اثر سے آزاد ہوگیا۔ لیکن اب اس نے ایک ایسے وزیر کی صلاح پر عمل درآمد شروع کیا جس کا مقصد صرف بادشاہ کی عظمت کا سکہ بٹھانا اور رعایا کی فلاح تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسکی محبت اور اسکے علم کی وجہ سے گورڈین نے مسی تھیس پر اعتبار کیا نوجوان شہزادے نے اپنے استاد کی جس نے اُسے فن خطابت کی تعلیم دی تھی

مسی تھیس کا طرز حکومت

لڑکی سے شادی کی اور اسکو سلطنت کا سب سے معزز عہدہ عنایت کیا۔ وہ دو خط جو اُن دونون نے ایک دوسرے کو لکھے تھے۔ آج تک موجود ہین۔ وزیر نے جو صفات حمیدہ کی قدر کرتا تھا۔ گورڈین کو اس بات پر مبارکباد دی ہے کہ آپ اب خواجہ سراؤن کے پنجہ سے آزاد ہوگئے ہین اور بڑی بات یہ ہے کہ آپ کو اس بات کا احساس بھی ہے شاہنشاہ نے اس خط کا جو جواب لکھا ہے اُس مین پسندیدہ اور سنجیدہ طور پر اپنی گذشتہ غلطیون کو تسلیم کیا ہے اور ایک خاص انداز مین شاہنشاہون کی بدقسمتی پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ انھیں زر پرست درباریون کا یہ گروہ ہمیشہ اصل واقعات کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

جنگ فارس

مسی تھیس کی عمر حصول علم مین صرف ہوئی تھی اور فوجی زندگی سے اُسے کوئی تعلق نہ تھا۔ لیکن اس مین کچھ ایسی خداداد قابلیت تھی کہ جب وہ محافظ دستہ کا افسر مقرر کیا گیا تو اس نے اپنے فرایض کو بہت محنت اور خوبی سے انجام دیا۔ فارس والون نے میسوپوٹامیہ پر حملہ کیا تھا اور مقام انطاکیہ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے۔ اپنے خسر کی صلاح سے نوجوان شہزادے نے روم کے عیش و آرام کو خیرباد کہا، جانس کے مندر کا دروازہ آخری دفعہ کھولا اور بنفس نفیس مشرق کو روانہ ہوا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ اس کے بعد جانس کے مندر کا دروازہ ہمیشہ بند ہی رہا۔ جب وہ ایک بڑی فوج کے ساتھ وہان پہونچا تو فارس والون نے ان شہرون سے جن پر اُنھون نے قبضہ کرلیا تھا۔ اپنی فوجین ہٹالین اور دریائے فرات سے ہٹ کر دجلہ تک آگئے۔ گورڈین نے نہایت خوشی سے اپنی پہلی جنگ مین کامیابی کا حال مجلس ملکی کے روبرو بیان کیا اور

احسانمندی کے طور پر فتح کا باعث اپنے خسر کو قرار دیا۔ دوران جنگ مین سسی تھیس برابر فوج کی حفاظت کرتا رہا اور اُس نے اُن کا نظم قایم رکھا۔ اُس نے فوج کو بددل ہونے سے اس طرح روکے رکھا کہ ہمیشہ چھاؤنی مین ہر چیز بافراط موجود رہتی تھی اور سرحدی شہرون مین غلہ، شراب اور بھوسہ وغیرہ کا بہت کافی ذخیرہ رہتا تھا۔ لیکن گورڈین کی خوش اقبالی کا زمانہ سسی تھیس کے ساتھ ہی جو سیلان کی بیماری مین مبتلا رہ کر مرا ختم ہو گیا۔ ساتھ ہی ایسے اسباب بھی ہین جنسے یقین ہوتا ہی کہ واقعی اُسکو زہر دیا گیا تھا۔ فلپ جو اُس کے بعد محافظ دستہ کی افسری پر مقرر ہوا، عربی نژاد شخص تھا۔ اور اسی سبب سے زمانۂ شباب مین قزاق رہ چکا تھا۔ قزاقی کرتے کرتے سلطنت کے اتنے معزز رتبہ پر پہونچ جانے

فلپ کی کارروائیان

سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ ایک بہادر اور قابل راہنما تھا۔ لیکن اسی بہادری کی وجہ سے اُسے تاج شاہی کی ہوس ہوئی۔ اور اُس نے اپنی قابلیت سزم دل آقا کی خدمت انجام دینے کی بجائے اُس کو زیر کرنے پر صرف کرنا شروع کی اُس نے ایک چال سے سپاہیون کو اس بات کا یقین دلا دیا کہ چھاؤنی مین اب غلہ وغیرہ نہین رہا ہو اس مصیبت کا ذمہ دار اُس نے تاجدار کی کم عمری اور نااہلی کو قرار دیا۔ قلم مین اتنی قدرت نہین ہو کہ اُن تمام ظاہر و باطن سازشون اور فتنہ انگیزیون کا ذکر کر سکے جو آخرکار گورڈین کے لئے بہت مضر ثابت ہوئین۔ جس مقام پر وہ قتل ہوا وہان اُس کی یادگار مین ایک مینار بنا دیا گیا۔ اور یہ اُس مقام کے قریب تھا جہان دریائے فرات ایک چھوٹے دریا ابورا سے ملتا ہی۔ سپاہ کی مدد سے خوش قسمت فلپ تخت

گورڈین کا قتل

نشین ہو گیا اور مجلس ملکی اور صوبجات نے خاموشی سے اسکی حکومت تسلیم کر لی۔

جمہوریہ پر فوجی رنگ

ہم اس جگہ اُس قابل تعریف ایک حد تک خیالی خاکہ کو نقل کئے بغیر نہین رہ سکتے جو موجودہ زمانے کے ایک مصنف نے روم کی فوجی حکومت کا کھینچا ہو وہ لکھتا ہی کہ اُس زمانے مین جس چیز کو لوگ رومی سلطنت کہتے تھے۔ وہ ایک غیر مربوط جمہوری حکومت تھی جس کی شکل الجیریا کی حکومت سے بہت ملتی جلتی تھی، جہان فوج کو حکام کو مقرر اور معطل کرنے کے شاہی اختیارات حاصل ہین اور اس کا نام انھون نے دے رکھا ہی۔ عام طور پر اصولاً یہ کہا جا سکتا ہی کہ فوجی حکومت مین بہ نسبت شخصی حکومت کے جمہوریت کی جھلک زیادہ نظر آتی ہی۔ نہ یہی کہہ سکتے ہین کہ سپاہی سلطنت مین محض   اور بغاوت کی وجہ سے حصہ لیتے تھے جو تقریرین شاہنشاہون نے انکے سامنے کی تھین وہ بالکل ویسی ہی تھین جیسی عوام کے روبرو کونسل اور حکام وغیرہ بہت پہلے کر چکے تھے۔ اور گو فوج مین کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہان لوگ جمع ہو کر تبادلۂ خیالات کر سکتے۔ اور گو انکے مباحثے مختصر، افعال فوری اور فیصلے سرسری ہوتے تھے پھر بھی کیا سلطنت کی باگ انکے ہاتھون مین نہ تھی؟ شاہنشاہ کی حیثیت جبارانہ حکومت کے ایک وزیر سے جس کا انتخاب سپاہیون کے فوائد کا لحاظ رکھ کر ہوتا تھا کسی طرح

بہتر نہ تھی۔

اور جب سپاہی فلپ کو جو گورڈین کے زمانے مین محافظ دستہ کا سردار تھا انتخاب کر چکے تھے تو گورڈین نے خواہش کی کہ مین تنہا حکومت کرون لیکن یہ نہ ممکن ہوا۔ پھر اُس نے یہ تجویز کی کہ دونون کو برابر کے حقوق حاصل رہین۔ لیکن سپاہ اس پر بھی مستعد نہ ہوئی۔ اس کے بعد اُس نے سیزر کے معمولی خطاب کو قبول کرنا پسند کیا لیکن فوج نے یہ بھی نہ مانا آخرکار اُس نے درخواست کی کہ مین محافظ دستہ کا سردار رہون یہ درخواست بھی رد کردی گئی۔ آخر مین اُس نے درخواست کی کہ اچھا تم لوگ میری جان کے پیچھے نہ پڑو۔ اس وقت تمام باتون کے متعلق فوج کا فتوی تسلیم کیا جاتا تھا اگر اس مورخ کا بیان صحیح مان لیا جائے جو گو اس قابل نہین ہو لیکن جسکے بیان کو پریسیڈنٹ مونٹیسکو نے تسلیم کیا ہو تو یہ نتیجہ نکلیگا کہ ان تمام واقعات کے دوران مین فلپ بہت خاموشی سے غصہ مین بھرا بیٹھا رہا۔ اور اس پر تیار تھا کہ اپنے محسن کی جان نہ لے۔ لیکن پھر اُسے خیال آیا کہ ممکن ہو اسکی بے گناہی کی وجہ روی دنیا کے لوگ اُس سے ہمدردی کرنے لگین اس خیال کا آنا تھا کہ اسنے اپنے حریف کی آہ وزاری کی کوئی پرواہ نہ کی اور حکم دیا کہ اسکو پکڑکر برہنہ کرو، اور فوراً قتل کرو۔ ایک لمحہ بعد اس ظالمانہ حکم پر عملدرآمد کیا گیا۔

فلپ کی حکومت

مشرق سے واپسی پر فلپ نے اس خیال سے کہ لوگ میرے افعال کو بھول کر مطیع ہوجائین نہایت متانت اور نہایت شان وشوکت سے کھیل تماشون کا انتظام کیا۔ آگسٹس کے بعد جن لوگون نے ان کھیلون کی ابتدا کی تھی یا کم از کم اُن کو از سر نو زندہ کیا تھا، وہ صرف کلاڈیس، ڈومیشین اور سویرس تھے اور اب پھر روم کی بنیاد پڑنے کے ایک ہزار برس بعد، پانچوین دفعہ یہ کھیل شروع ہوئے۔

صدی مین ایک دفعہ ہونیوالی کھیل تماشے

ان تماشون کو عزت واحترام اور مذہبی رسم ورواج کا رنگ دیا گیا تاکہ ضعیف الاعتقاد لوگون پر اس کا اثر پڑے، پچھلی دفعہ اور اس دفعہ مین اُس سے زیادہ عرصہ گذر چکا تھا جسمین ایک نسل انسان کی فنا ہوجاتی ہو اور چونکہ اُن لوگون نے خود کبھی یہ تماشے نہ دیکھے تھے، اس لئے یہ بھی معلوم تھا کہ ہم اپنی زندگی مین پھر کبھی یہ تماشے نہ دیکھ سکین گے دریائے ٹائبر کے کنارے رات کے وقت عجیب وغریب قربانیان کی جاتی تھین کیمپس مارشس مین گانے اور ناچ کی آوازین گونجتی تھین۔ اور وہان لاتعداد لیمپ اور مشعلین روشن رہتی تھین۔ غلامون اور غیر ملک والون کو ان قومی تماشون مین شرکت کی اجازت نہ تھی ستائیس نوجوان مرد اور ستائیس کنواری لڑکیان جنکے والدین بقید حیات تھے، اور جو رؤسا کے خاندان سے تھے، موجودہ زمانے اور آنیوالی نسل کے لئے دعائین مانگتے تھے۔ یہ لوگ مذہبی گیت گاتے تھے اور ان مین اس کی اُمید کرتے تھے کہ پرانے زمانے کی پیشین گوئیون کے مطابق اب بھی ہمارے صفات عمدہ ہون گے ہم فارغ البالی سے بسر کرسکینگے اور رومی سلطنت کو قیام رہیگا۔ فلپ کے تماشون اور آرائش سے عوام بہت

مطمئن تھے۔ جو لوگ اُس کے ساتھ تھے اون سے وہ لوگون کی ضعیف الاعتقادیون کو مضبوط کرنے کا کام لیتا تھا۔ لیکن جو لوگ سمجھدار تھے اُنکے ذہن مین گذشتہ تاریخ کے واقعات چکر کھاتے تھے اور وہ غور کرتے تھے کہ آخر حکومت کا انجام کیا ہوگا۔

سلطنت روم کا تنزل

جب رومولس نے تھوڑے سے گلہ بانون اور مازمون کو ساتھ لیکر دریائے ٹائیبر کے کنارے کی پہاڑیون پر اپنی حفاظت کی تھی اُسکو ایک ہزار برس گذر چکے تھے۔ پہلی چار نسلون مین رومیون نے افلاس کی حالت مین صعوبتین برداشت کرکرکے جنگ اور حکومت کے جوہر پیدا کیئے تھے۔ محنت اور قسمت کی مدد سے وہ تین سو برس تک یورپ، ایشیا اور افریقہ کے اکثر ممالک پر حکومت کرتے رہے۔ آخری تین صدیون کا زمانہ بظاہر رفاہیت لیکن در اصل تنزل کی حالت مین گذرا۔ رومیون کی اُس قوم مین جو سپاہیون، حاکمون اور واضعان قوانین پر مشتمل تھی اور جن لوگون سے اسکے پینتیس[۳۵] قبائل بنے تھے، اب معمولی حیثیت کے لوگ رہ گئے تھے۔ اس مین اب صوبجات کے لاکھون غلامانہ طبیعت کے لوگ شامل ہوگئے تھے اور آپس مین کسی قسم کا کوئی فرق نہ تھا۔ یہ لوگ کہلاتے تو رومی تھے لیکن اِن مین رومیون کے خصائص قومی کہان؟ آزادی کا پتہ سوائے اُس تنخواہ دار فوج کے اور کہین نہ تھا جو رعایا مین امن قائم رکھتی تھی اور سرحد پر ملک کی حفاظت کرتی تھی۔ لیکن اس آزادی کا استعمال نہایت بُرے طریقہ پر ہوتا تھا۔ انہی لوگون کے بے اصول انتخابات سے روم کے تخت پر ایک سیریا کے رہنے والے، ایک گاتھ اور ایک عرب کو جگہ ملی تھی۔ اور اِن لوگون کو مفتوحہ مقامات اور سی پیس پر بھی پورے اختیارات حاصل تھے۔

سلطنت روم بحیرۂ مغرب سے لیکر دریائے دجلہ تک اور اٹلس پہاڑ سے لیکر دریائے راہئین اور ڈینوب تک پھیلی ہوئی تھی۔ ظاہر بین نگاہون کو ٹلب اور سیڈرین یا آگسٹس مین کوئی فرق نہ نظر آتا تھا۔ اور دونون ایک ہی طاقت کے تاجدار معلوم ہوتے تھے اور ظاہری حالت دونون کی ایک تھی لیکن اندرونی حالات مین زمین و آسمان کا فرق تھا صناعون کی کوئی ہمت افزائی نہ ہوتی تھی اور صنعت و حرفت مین ترقی کرنے کا شوق عرصۂ دراز سے بالکل مردہ ہوچکا تھا دیگر خوبیون کی عدم موجودگی مین فوجون کا نظام جسکی وجہ سے سلطنت کی رہی سہی شان باقی تھی اب خراب ہوگیا تھا اور اسکی جگہ ذاتی اغراض و مقاصد نے لی تھی یا یون کہیئے کہ تاجدارون کی کمزوری کی وجہ وہ نظم قائم نہ رہ سکا تھا سرحدی طاقت کا دارومدار بجائے قلعجات وغیرہ کے سپاہ کی خوبی پر تھا لیکن اس کی کسی کو پرواہ نہ تھی خوشحال صوبہ خالی پڑے رہتے تھے اور جب وحشیون کا دل چاہتا وہ لوٹ مار کرتے تھے کیونکہ اُنکو سلطنت کے اندرونی زوال کا علم ہوچکا تھا۔

Cat